امیر المومنین

ملا عمر کی پیدائش سے 2007ء تک کے حالات

انٹرویو اور پیغامات

ترتیب:

مولانا فقیر اللہ وردگ

انتساب

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کے نام

فہرست مضامین

پیش لفظ

وہ انسان بھی کیا ہی خوب انسان تھا جس نے افغانستان کے سنگلاخ پہاڑوں میں آنکھیں کھولیں اور جس کے مزاج میں شروع ہی سے جہاد سے وابستگی رچ بس گئی تھی جب سے اس شخص نے ہوش سنبھالا تو اس نے انسانوں کو اپنے سامنے زخمی شہید ہوتا ہوا دیکھا تھا ان الم ناک حادثات کی وجہ سے اس نے کئی لوگوں کو غم کی وادیوں میں چرتا ہوا پایا تھا ایک یا دو دفعہ کی بات نہیں بلکہ وہ تو یہ واقعات شروع ہی سے دیکھتا چلا آ رہا تھا اچانک اس کے دل میں یہ خیال گردش کرنے لگا ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ انسانوں کو گاجر مولی کی طرح کیوں کاٹا جا رہا ہے؟ باپ کو بیٹے سے بیٹے کو ماں بہن بھائی سے کیوں جدا کیا جا رہا ہے؟ اس خیال کے آتے ہی اس نے اس کا حل نکال ڈالا اور اس کے دل نے یہ گواہی دی کہ اس ظلم و زیادتی کا حل صرف اور صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے جہاد اور صرف جہاد پھر اس نے اس ظلم کے خلاف پل باندھنے کے لیے اپنے چند رفقاء کو تیار کر لیا یہ گنتی کے چند نادر غریب طلباء اٹھے اور ظلم کے خلاف کھڑے ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ چند طلباء ہزاروں کی تعداد کو پہنچ گئے ان لوگوں پر ظلم و بربریت کی اس ناقابل فراموش داستان کا قلع قمع کر دیا اور پھر ہر طرف اسلام کا بول بالا ہو گیا وہ شخصیت کون تھی؟ جس کی اس مختصر تحریک نے دنیا کے سپر پاور کو صفر پاور بنا دیا وہ شخصیت کون تھی؟ جس کو دیکھتے ہی صحابہ کرام ؓ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے وہ شخصیت کون تھی؟ جس کو ایک شخص نے دیکھا تو فوراً بے ہوش ہو گیا بعد میں جب اس شخص سے لوگوں نے وجہ معلوم کی تو اس نے بتایا کہ جو جو علامات ہم نے خلیفہ ثانی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں سنی تھیں اس شخصیت میں میں نے وہ علامات پالی تھیں اس لیے میں اپنے آپ پر قابو نہ پا سکا۔

وہ شخصیت حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد مدظلہ کی ہے جس کی وجہ سے آج افغانستان میں وہ حکومت اسلامیہ اور خلافت اسلامیہ قائم ہوئی ہے کہ میں یہاں ان کو عمر ثالث کہوں تو بے جا نہ ہو گا۔

فقیر اللہ وردگ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۵

نجمد من تفقرد بالقدم و کل شیء ماسوم مسبوق بالعدم والصلوۃ والسلام علی من کشف بعدلہ الظلم والظلم و علی آلہ و صحبہ و من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین و بعد خادم الاسلام والمسلمین امیر المؤمنین ملا محمدعمر مجاھدالمتوکل علی اللہ الاکبر۔

خاندانی پس منظر:

عالی قدر حضرت امیر المؤمنین ایک عظیم دینی علمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں صدیوں سے آپ کا خاندان دینی خدمت کے حوالے سے معروف ہے آپ کا پورا نام محمد عمر مجاہد ہے جبکہ آپ کے والد کا اسم شریف مولوی غلام نبی اخوند بن ملا محمد رسول اخوند بن مولوی محمد ایاز اخوند ہے آپ ہوتک نامی قبیلے کی ایک نامور شاخ سے تعلق رکھتے ہیں جو قندھار میں تقریباً ایک سو سال سے آباد ہے حضرت امیر المؤمنین اب ۷ ۳ سال قبل برصغیر کے عادل و مجاہد حکمران احمد شاہ ابدالی کے دارالخلافہ قندھار کے گاؤں نوری میں پیدا ہوئے جہاں ان کے والد محترم مولوی صاحب غلام نبی مدرسہ اور مسجد میں تدریس اور امامت کے فرائض انجام دیتے تھے قبل ازیں امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد المتوکل علی اللہ الاکبر کا خاندان امارت اسلامی افغانستان کے صوبہ (ولایت) زابل کے اضلاع شنکئے اور بیروت میں آباد تھا جہاں اب تک پانی کا ایک چشمہ آپ کے خاندان کے ایک صاحب نسبت بزرگ کے نام پر موسوم و معروف ہے صدیوں سے علمائے کرام پر مشتمل یہ خاندان دینی خدمت کے جذبہ کے حوالے سے خاص شہریت کا حامل ہے آپ کے تقریباً تمام آباؤ اجداد افغانستان کے جنوبی صوبوں قندھار زابل اور ارزگان کی مختلف مساجد میں امام و خطیب رہے اور پورے افغانستان میں ملا یا مولوی کے نام سے مشہور ہیں طویل عرصہ سے عوام کی ایک بڑی تعداد اپنے دینی مسائل اور معاشرتی و سماجی الجھنوں کی اصلاح کے لیے اس مبارک خاندان کے بزرگوں سے رجوع کرتی رہی ہے۔

مُلّا عمر کا دورِ یتیمی:

امیر المؤمنین محض تین سال کے تھے کہ آپ والد گرامی مولوی غلام نبی اخوند چالیس سال کی عمر میں انتقال کر گئے آپ اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے آپ کا ایک چھوٹا بھائی اور تین بڑی بہنیں کم سنی ہی میں اللہ کو پیاری ہو گئی تھیں اس لیے والد کے انتقال کے بعد نہ آپ صرف یتیم تھے بلکہ اکلوتے بیٹے اور بہن بھائیوں سے محروم والدین کی واحد اولاد بھی اس وقت کوئی سوچ نہ سکتا تھا کہ یہ یتیم اور مسکین بچہ جہاد فی سبیل اللہ جرأت بہادری تواضع صبر و توکل علی اللہ کی بدولت امیر المؤمنین بننے والا ہے والد کے انتقال کے بعد آپ کی والدہ محترمہ سے بڑے چچا مولوی محمد انور نے عقد نکاح کر لیا جس سے اللہ تعالیٰ نے تین لڑکے اور لڑکیاں عطا فرمائیں جو سب بقیہ حیات ہیں اور تینوں لڑکے یعنی امیر المؤمنین کے ہاں شریک بھائی میدان جنگ میں مصروف جہاد ہیں آپ کے چار چچا ہیں جو الحمد اللہ بقید حیات ہیں آپ نے اپنے بڑے چچا مولوی محمد انور کی آغوش شفقت میں پرورش پائی یہ آپ کے سوتیلے والد بھی ہیں اور اب تک خاندان کی ذمہ داری انہی کے پاس ہے دیگر چچاؤں میں حاجی ملا محمد حنفی اخوند حاجی ملا محمد جمعہ اخوند صاحب اور حاجی ملا محمد ولی اخوند شامل ہیں ملا محمد ولی اخوند پیر صاحب کے نام سے معروف ہیں آپ کے تمام چچا درویش صفت بزرگ ہیں مگر ان میں ملا محمد ولی اخوند زبردست ذاکر و شاغل اور اکثر اوقات سر بسجود رہتے ہیں تمام خاندان ایک ہی گھر میں افہام و تفہیم اور اتفاق کے ساتھ رہ رہا ہے اور خاندان کے تمام نوجوان عملاً جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہیں اور افغانستان سے فسق و فجور اور منکرات کے خاتمہ کے لیے امت مسلمہ کے شانہ بشانہ بے دریغ جانی و مالی قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔

قرآن وحدیث وفقہ کی تعلیم:

حضرت امیر المؤمنین نے ابتدائی تعلیم اپنے مربی وسرپرست اور انتہائی مشفق و مہربان چچا سے حاصل کی یہ سوتیلے والد اور چچا صوبہ ارزگان کے ضلع بیروت میں ایک مسجد کے امام وخطیب تھے یہاں ان کے پاس ہمہ وقت طلبہ کرام کی ایک بڑی تعداد دینی علوم کے حصول میں مصروف عمل رہتی تھی آپ نے قرآن وحدیث اور فقہ کا علم کئی دیگر اساتذہ سے بھی حاصل کیا جن کے نام یقینی طور پر اب تک نہیں دستیاب ہو سکے اس خالص دینی ماحول میں امیر المؤمنین نے اپنا بچپن گزارا کچھ وقت آپ نے اپنے چچا مولوی محمد جمعہ اخوند سے بھی اکتساب علم کیا۔

ذاتی جائیداد اور مکان:

صبر وقناعت کے خوگر اس قبائلی خاندان سے ہمیشہ اسلام کی سربلندی اور دینی احکامات کی بجا آوری کو وطیرہ بنائے رکھا جب جاہ وحشمت اور دنیاوی مفادات کبھی ان کے پائے استقامت میں لغزش پیدا نہ کر سکے یہی وجہ ہے کہ آج تک نہ صرف امیر المؤمنین کی بلکہ ان کے چاروں چچاؤں میں سے کسی کی بھی کوئی ذاتی جائیداد زمین اور مکان تک نہیں ہے۔

اٹھارہ سال کی عمر میں میدان جنگ کا رخ:

دینی تعلیم میں فقہ حنفی کی سب سے اونچی کتاب ہدایہ پڑھ رہے تھے کہ ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء میں افغانستان میں کمیونسٹ نواز ''انقلاب ثور'' برپا ہوتے ہی ہزاروں دیندار اور غیرت مند نوجوانوں نے جب اس بڑھتے سرخ سیلاب کے آگے بند باندھنے کا اعلان کیا تو اللہ کے ان سپاہیوں میں اٹھارہ سالہ وہ پر جوش نوجوان بھی ہاتھوں میں اسلحہ تھامے غضبناک انداز کے ساتھ شامل جسے آج اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے خلافت راشدہ

کی یاد تازہ کرنی تھی اور ظلمت ومایوسی کے اس ماحول میں عمر ثالث کا کردار ادا کرنا تھا یہ امیر المؤمنین تھے جنہوں نے اپنے عین عنفوان شباب میں اللہ تعالیٰ کے اس عظیم حکم کو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس محکم وقطعی فریضہ کو زندہ کرنے کی ٹھان لی جسے مسلمانوں کے ذہنوں سے صاف کر دیا گیا تھا اور حتیٰ کہ جس کے معنی ومفہوم ہی بدل دیئے گئے تھے یعنی جہاد فی سبیل اللہ۔ چنانچہ ابتدائی ایام ہی میں روسیوں کے خلاف جہاد میں عملاً شریک ہو گئے۔

صوبہ روزگان میں دومرتبہ شدید زخمی:

امیر المؤمنین نے کچھ عرصہ روزگان کے ضلع بیروت میں کمیونسٹوں اور روسیوں کے خلاف جہاد کیا یہاں اللہ کے دشمنوں پر دو الگ الگ حملوں میں آپ زخمی ہوئے پہلے ٹانگ پر راکٹ کا پٹہ لگنے سے زخمی ہوئے دوسری مرتبہ مشین گن کی زبردست فائرنگ کی زد میں آ گئے اس مرتبہ آپ شدید زخمی ہوئے پورا جسم مشین گن کی گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا علاج ہوتا رہا اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی تو دوبارہ روسیوں سے برسرپیکار ہو گئے۔ آپ کی دلیری نے دشمن پر ہیبت طاری کر رکھی تھی آپ کی بھرپور اور دلیرانہ جنگی کارروائیوں کی وجہ سے آپ کمیونسٹوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھنے لگے آپ کے چچا کو خطرہ ہوا کہ کہیں کمیونسٹوں کی گہری سازشوں کا شکار نہ ہو جائیں جس کے لیے اس علاقے میں حالات سازگار تھے لہٰذا اپنے بھتیجے اور اس وقت کے ملا عمر کو مشورہ دیا کہ وہ قندھار کے جنوب مغرب میں ضلع پنجوائی کو گوریلا جنگوں کا مرکز بنائیں اس جگہ کا انتخاب اس لیے بھی کیا گیا کہ یہاں رسد کی بڑی شاہراہ واقع تھی جس پر روسی قافلوں کی زبردست آمد ورفت جاری رہتی تھی اور جہاں جنگی صلاحیتیں اور جہاد کے جوہر دکھانے کے بہترین مواقع تھے امیر المؤمنین نے اپنے دور اندیش اور جہان دیدہ چچا کے مشورے پر ضلع پنجوائی کے علاقے سنگسار پہنچے یہاں انہوں نے اپنے نوجوان ساتھیوں کے ساتھ مل کر روسیوں سے جھڑپیں شروع کر دیں اور کچھ اس انداز سے جنگ شروع کی کہ جلد ہی علاقے میں دلیر اور ماہر جنگجو کے حوالے سے

شہرت حاصل ہوگئی ان کے جہاد اور مظلوم مسلمانوں کے ساتھ بے پناہ ہمدردی و اخلاص انہیں ہر دلعزیز بنا دیا تھا ان کی جرأت و بہادری کے قصے اور شرافت و پاکیزہ کردار کے واقعات اب بھی یہاں کے لوگوں کی زبان زد عام ہیں۔

تیسری مرتبہ شدید زخمی اور ہمت کا واقعہ:

امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد ان جہادی ایام میں سنگسار کے علاقے میں روسیوں کے ساتھ ایک اور خونریز جنگ کے دوران تیسری مرتبہ شدید زخمی ہوئے اور اس مرتبہ ان کی دائیں آنکھ بھی شہید ہوگئی امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کے بعض قریبی ساتھیوں کا کہنا ہے کہ شدید زخمی ملا محمد عمر کو کوئٹہ ہسپتال لے جایا گیا جہاں ڈاکٹروں نے آپریشن کر کے ہدایت کی وہ نماز تیمم کر کے پڑھیں اور زخموں کو پانی سے بچا کر رکھیں ورنہ سنگین خطرہ ہوگا مگر ڈاکٹروں کی ہدایت کے برعکس امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد ہر نماز وضو کر کے پڑھتے رہے آپ فرماتے تھے کہ معمولی زخم کی وجہ سے وضو چھوڑ دوں یہ ناممکن ہے کبھی کبھار دوران جہاد امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد اپنے چچا اور والدہ کی جو روزگان منتقل ہو گئے تھے خبر گیری کی غرض سے جایا کرتے۔

سولہویں راکٹ سے روسی ٹینک کے پرخچے اڑا دیئے:

امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کے پرانے جہادی ساتھیوں طالبان افواج کے سب سے بڑے اور پہلے سپہ سالار اعلیٰ ملا محمد شہید ملا نیک محمد شہید اور ہمارے پیارے کمانڈر فاتح کابل حاجی ملا بور جان شہید اور معروف کمانڈر ملا برادر اخوند ملا یارانہ ملا عبداللہ اور ملا اخونزادہ اخوند شامل ہیں امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد اس زمانے میں مولوی محمد نبی محمدی کی تنظیم حرکت انقلاب اسلامی کے علاقائی گروپ کمانڈر تھے آپ آر پی جی سیون (اینٹی ٹینک راکٹ) میں انتہائی مہارت رکھتے تھے ان دنوں کی یاد تازہ کرتے ہوئے آپ کے ایک

ساتھی کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ ضلع پنجوائی میں ایک روسی ٹینک زمین میں چھپا ہوا تھا اور اس کی گولہ باری سے مجاہدین کا بہت نقصان ہو رہا تھا کافی ساتھی شہید ہو چکے تھے اس ٹینک کی شدید گولہ باری کے باعث مجاہدین کافی دباؤ کا شکار تھے کیونکہ روسیوں انتہائی مہارت سے ٹینک کو زمین میں ایسی جگہ اتار رکھا تھا جہاں مجاہدین کے مورچوں سے اس کا ہدف لینا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا مگر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نے طے کر لیا تھا کہ وہ اسے ٹھکانے لگا کر ہی دم لیں گے چنانچہ آپ نے لانچر سے متواتر پندرہ راکٹ فائر کیے بالآخر سولہویں راکٹ سے اللہ تعالیٰ نے ٹینک کے پرخچے اڑا دیئے اور روسی ٹینک کے شعلے فضا میں بلند ہونے لگے۔

دوران جہاد بیرون دنیا سے رابطہ:

دوران جہاد آپ یا خاندان کے کسی فرد نے پاکستان یا دوسرے کسی ملک میں ہجرت نہیں کی بلکہ انتہائی ثابت قدمی اور پامردی کے ساتھ سرخ ریچھ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دینی غیرت اور اپنی روایتی جرات وشجاعت کی یادگار تاریخ رقم کر دی چودہ سالہ جہاد میں کل کے ملا محمد عمر اور آج کے امیر المؤمنین کا بیرونی دنیا سے قطعاً کوئی رابطہ نہیں ہوا بلکہ عجیب بات یہ ہے کہ وہ اس طویل عرصہ میں صرف دو یا تین مرتبہ شدید زخموں کے علاج وغیرہ کے لیے سرحدی شہر کوئٹہ تک آئے جبکہ دیگر کمانڈر اور مجاہدین ہر سال کئی کئی ماہ پاکستان میں قیام کرتے اور جہاد کے سلسلہ میں بیرونی اسفار اور اپنی حامی حکومتوں سے رابطہ رکھتے تھے آپ چونکہ بڑی سطح کے کمانڈر نہیں تھے اس لیے یہ بات مستقبل کے حوالے سے دین کے لیے مفید رہی اور آپ کو ظاہری اسباب کے درجے میں بھی بیرونی دنیا سے رابطے کی ضرورت نہیں تھی اسے افغان عوام بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی خوش قسمتی کہیے کہ ملا محمد عمر مجاہد کو پوری زندگی میں صرف دو ماحول میسر آئے ایک خالص دینی تعلیم کا دوسرا خالص جہاد فی سبیل اللہ کا عملی میدان انہوں نے جس لگن جذبہ اور مستقل مزاجی کے ساتھ میدان

جنگ میں چودہ سالا گزارے اس کی مثال دیگر مجاہدین اور کمانڈروں میں شاید ہی کہیں ملے بہر حال اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کو ایک طرف تو خالص دینی و جہادی اور دیہاتی ماحول سے نوازا دوسری طرف ان کو بیرونی دنیا مروجہ سیاست دین کے نام پر بے شمار ہلٹر بازیوں اغیار کے نظام اور بے دین معاشرہ کی آلودگیوں سے پاک رکھا یہی وجہ ہے کہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کے ذہن میں اسلام کا وہی نقشہ محفوظ رہ گیا جو قرآن وحدیث میں صاف صاف موجود تھا اور جو خلافت راشدہ میں سرکاری قانون کے طور پر رائج رہا اسی خالص اسلام کی برکت ہی سے طالبان کے طویل وعریض علاقے بے مثال امن کا گہوارہ بن چکے ہیں۔

شادی اور درس وتدریس:

افغانستان سے روسی فوجیوں کے انخلاء کے بعد اپنے علاقے میں امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نے اب سے سات سال قبل اکتیس سال کی عمر میں انتہائی سادگی اور خاموشی کے ساتھ شادی کی فی الوقت امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کے دو صاحب زادے ہیں جن کا اسماء گرامی یہ ہے یعقوب اور ادریس، روسی فوجیوں کے انخلاء کے بعد جب افغانستان سے کمیونزم کا بوریا بستر گول ہوا اور کابل میں جہادی لیڈروں کی حکومت سازی ہوئی تو دیگر مجلس کی طرح امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نے بھی اپنا آبائی دینی درس وتدریس کا فریضہ سنبھال لیا وقت گزرتا رہا لیکن جب مجاہدین کے لیڈر محض اقتدار کی خاطر باہم دست وگریباں ہو گئے اور افغان قوم ان کے کرتوت دیکھ کر جہاد جیسے مقدس فریضہ ہی سے گریزاں ہونے لگی تو اسلام کی سربلندی اور نشاۃ ثانیہ کا خواب دیکھنے والے دردمند امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد سے نہ رہا گیا اور انہیں ایک مرتبہ پھر اپنے ہاتھ سے کتاب رکھ کر اسلحہ اٹھانا پڑا۔ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین اور توکل نے اس مرد میدان کو ایک درجن سے بھی کم مجاہد ساتھیوں کے اس کارزار کشت

وخون میں دوبارہ چھلانگ لگانے پر مجبور کر دیا کسی کو معلوم نہیں تھا کہ یہ چونتیس سالہ نوجوان دنیا کی تاریخ میں اسلامی نشاۃ ثانیہ کا امین کہلائے گا مگر جذبے صادق ہوں تو کیا نہیں ممکن۔ دنیا نے گزشتہ تین بلکہ چار پانچ سال کے مختصر عرصہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا بخوبی مشاہدہ کر لیا اور دنیائے کفر ونفاق کی تمام تر پیش بندیوں سازشوں اور اربوں ڈالر مصارف کے باوجود تحریک اسلامی طالبان کے جیالے مجاہدین پر مشتمل قافلہ حق اپنے محبوب قائد امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کی سرکردگی میں قدم بہ قدم جانب منزل رواں دواں ہے امیر المؤمنین ہمہ وقت تحریکی و جہادی سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں ان کے قریب رہنے والا بے ساختہ انہیں کا ہو کر رہ جاتا ہے تکبر غرور خود پسندی اور جاہ طلبی کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا انتہائی ملنسار اور عاجزانہ طبیعت کے مالک ہیں کسی کی تکلیف یا دکھ درد انہیں بے چین کر دیتا ہے سادہ لباس قلیل غذا اور مختصر آرام ان کی عادت میں شامل ہے علاقے کے لوگ ان کی دیانت امانت صداقت شرافت اخلاق اور تواضع کے قائل ہیں ہر ملنے والا ان کی نیک عادات اور اعلیٰ صفات کی تعریف کرتا ہے چودہ سالہ جہاد میں جس طرح مختلف تنظیموں کے درمیان رقابتیں اور عداوتیں پروان چڑھیں پھر ربانی کی لاقانونیت کے دور میں رہی سہی کسر نکل گئی اور ہر شخص نے کسی نہ کسی درجہ میں دوسرے کی حق تلفی کی اس پر مستزاد یہ کہ اپنوں اور پرایوں نے اس باہمی اختلافات پر جلتی پر تیل کا عمل جاری رکھا لیکن حضرت امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کے کردار پر آج تک کوئی انگلی نہ رکھ سکا بلاشبہ یہ جہاد کا ایک معجزہ ملا محمد عمر مجاہد کی بڑی کرامت اور تاریخ اسلام کا بہت بڑا عجوبہ اختلافات کے سیلاب میں امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کا دامن الحمد اللہ ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک ہے آپ کی غریب پروری اور دردمندی کا یہ عالم ہے کہ ہمہ وقت آپ کے اردگرد مستقل رہنے والوں کی اکثریت معذور طالبان پر مشتمل ہے ان میں اکثر بے سہارا اور بے کس مجاہدین اسلام ہیں جو جہاد کے دوران اپنے قیمتی اعضاء کی شہادت کے بعد معذوری کے باعث کسی قسم کے

روزگار کے قابل نہیں رہے یہی لوگ امیر المؤمنین ملا محمد عمر کے نزدیک عظیم لوگ ہیں اور عزت مند لوگ ہیں اور قابل احترام لوگ ہیں واجب القدر لوگ ہیں اور ان کی کفالت و نگہداشت ذاتی طور پر حضرت امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نے اپنے ذمے کر رکھی ہے۔

افغانستان فتح کے بعد بدامنی کا شکار:

اسلامی ملک افغانستان تقریباً گزشتہ دو دہائیوں سے جن حالات کا شکار ہے ان حالات کے باعث یہاں کے باشندوں کو زندگی کے بے شمار نشیب و فراز دیکھنے پڑے تباہ حال افغانستان کے صحرائی مسلمان ۹ دسمبر ۱۹۷۹ء سے فروری ۱۹۹۰ء تک روسی استعمار کا شکار رہے ان گیارہ سالوں کے دوران پندرہ لاکھ افغان باشندے کٹ گئے اور کثیر تعداد میں دنیا کے دیگر خطوں سے آئے ہوئے مسلم نوجوانوں نے اپنا مقدس خون پیش کیا تیس لاکھ افغان مسلمان بے گھر ہو گئے وہ اپنے گھر بار چھوڑ کر پاکستان و ایران کے پناہ گزین کیمپوں میں کسمپرسی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوئے معصوم بچے جو اپاہج ہوئے اور انسانیت کی قدریں جس طرح پامال ہوئیں وہ دنیا کی تاریخ کا ایک سیاہ ترین باب ہے سرخ ریچھ کے خونی پنجے جن کے بارے میں باور کیا جاتا تھا کہ جہاں یہ گاڑ دیئے جاتے ہیں واپسی کا نام نہیں لیتے وسط ایشیاء کی مسلم ریاستوں کو ہڑپ کرنے کا ایک تجربہ عالم اسلام کو ہو چکا تھا لیکن روسی وفاق کے پالیسی میکر جو افغان سرزمین پر فوج کشی کے وقت غالباً افغانوں کی صلابت مزاحمت اور آہنی عزم کی تاریخ کا علم نہ تھا افغانستان میں روسی استعماری مداخلت پر نہ صرف افغانستان بلکہ ایشیائی مسلم ممالک کی سلامتی اور آزادی کے لیے خطرے کی گھنٹی تھی ویسے بھی طاقت کے نشے میں مست سرخ ریچھ کو افغانستان کے پہاڑوں میں کوئی دلچسپی تو تھی نہیں بلکہ اس کی رسائی گرم پانی تک ہونے کے بعد دنیا پر حکمرانی کے خواب اس کو یہاں لائے تھے افغانوں کی مزاحمت شہید جنرل ضیاء الحق اور شہید جنرل اختر عبدالرحمن، شہید عبداللہ عزام اور نہ جانے اس جہاد کی تاریخ میں کتنے ہی گم نام شہداء جن کی

گمنام کارکردگی اور ایمانی حرارت اللہ رب ذوالجلال کی ذات پر غیر متزلزل یقین اور ان کی کامیاب جنگی حکمت عملی کے باعث روسی افواج ان کوہساروں میں ایسی الجھ گئیں کہ ان کا عبرتناک انجام پوری دنیا نے دیکھا توسیع پسندی کا بھوت سوار ہونے پر جس سپر طاقت نے تھی دست افغانوں کو تر لقمہ سمجھ کر ہڑپ کرنے کا جو ارادہ کیا تھا لاکھوں انسانوں کا خون چاٹ گیا لیکن ان کو زیر کرنے کے بجائے دنیا کے نقشے سے خود مٹ گیا اس کی جدید ٹیکنالوجی سے مسلح افواج نہتے افغان مسلمانوں کے ہاتھوں ایسی پٹ کر رہ گئیں کہ انہیں امام شامل کا سکھایا ہوا سبق یاد آ گیا اس غیر متوقع ذلت آمیز شکست کے بعد فروری ۱۹۸۹ء میں جب روسی فوجوں کا انخلاء شروع ہوا تو یہ امید ہو چلی تھی کہ اب افغانستان ان قربانیوں کا ثمرہ حاصل کرنے کا وقت آ گیا ہے لیکن تاحال روسی استعمار کے آلہ کار حکمران نجیب اللہ باقی تھے کابل کے تحت پر براجمان نجیب اللہ جس کے دامن پر پندرہ لاکھ افغانوں کا خون تھا تاحال مجاہدین کے ساتھ مزاحم تھا ادھر پاکستان میں سیاسی تبدیلیاں رونما ہوئیں جنرل ضیاء الحق اور جنرل اختر عبدالرحمن شہید جب ۱۴ اگست ۱۹۸۸ء کو ایک فضائی حادثے میں اللہ کو پیارے ہو گئے بعض سرکردہ قائدین جہاد کی شہادتوں اور مجاہدین کے اندرونی حالات میں اس جہاد کو تاریخ کے مشکل ترین مرحلہ سے دوچار کر دیا اللہ کی مدد و نصرت سے یہ مرحلہ بھی گزر گیا اور بالآخر وہ وقت بھی آ گیا جب افغان قائدین پشاور میں جمع تھے اور ان کی یہ مشاورت جاری تھی کہ کابل میں کس طرح داخل ہوں؟ کابل سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر شمالی افغانستان کے ایک جہادی رہنما جو اس وقت تک محض ایک گروپ کے کمانڈر تھے لیکن محبوب متحرک اور قابل قدر کمانڈر تھے پشاور میں موجود اپنے قائدین کے فیصلے کا انتظار کر رہے تھے کہ کابل میں فاتحانہ انداز سے داخل ہوا جائے یا نہیں یہ اپریل ۱۹۹۲ء کے آخری عشرے کی بات ہے کہ احمد شاہ مسعود اور گلبدین حکمت یار کے درمیان کابل کے معاملے میں شدید اختلافات ہو گئے جہاد کے دوران بھی ہر دو رہنماؤں کے درمیان بسا اوقات بعض معاملات پر اختلاف ہو جاتا تھا لیکن مشترکہ ہدف پر ساری توجہ مرکوز ہونے کے باعث یہ

اختلاف دب کر رہ جاتا اور کوئی بڑا سانحہ رونما نہیں ہوا بعض پریس کی خبروں کے مطابق فریقین کے بڑے بڑے جہادی کمانڈر اس اختلاف کی بھینٹ چڑھ گئے لیکن اس کا حقیقت سے واسطہ کم ہی ہے شومئی قسمت کہ اپریل ۱۹۹۲ء جب جہادی قوتیں کابل کی پہلی فتح اور افغان جہاد کی کامیابی کا جشن منا رہی تھیں تو احمد شاہ مسعود اور گلبدین حکمت یار کے درمیان اقتدار کی رسہ کشی کا آغاز ہو رہا تھا یہی وہ بدترین مرحلہ تھا جب پندرہ لاکھ انسانوں کا خون رائیگاں کرنے کے لیے دونوں رہنما میدان میں اتر رہے تھے اسی کے ساتھ ہی ایک ایسی جنگ کا آغاز ہو چکا جس سے جہادی قوتوں میں مایوسی پھیلی افغان جہاد کی بدولت دنیا میں رونما ہونے والی اسلامی تحریکات پر منفی اثرات مرتب ہوئے جہادی تحریکات بدنام ہوئیں اور صدیوں بعد اسلامی انقلاب کی جو امیدیں ہو چلی تھیں وہ خواب نظر آنے لگیں اسلامی ممالک نے اور خصوصاً ان قوتوں نے جنہوں نے افغان جہاد کے دوران مجاہدین کی سپورٹ کی تھی انہوں نے کوششیں کیں کہ مجاہدین اختلاف کا شکار ہو کر شہداء کی قربانیوں سے غداری کے مرتکب نہ ہوں پشاور اسلام آباد حتیٰ کہ حرم مقدس میں بھی ان قائدین کے باہمی معاہدے ہوئے لیکن کوئی حکمت عملی کارگر ثابت نہ ہوئی اپریل ۱۹۹۲ء کے بعد رونما ہونے والے واقعات پر ہر مسلمان کا دل خون کے آنسو روتا جہادی قائدین جمع ہوتے معاہدے کرتے لیکن منحرف ہو جاتے فتح کابل کے بعد تباہ حال افغان مہاجرین اس وقت کا انتظار کر رہے تھے کہ امن قائم ہو اور وہ اپنے اپنے علاقوں میں جائیں ان کے دکھوں کا مداوا صرف یہی تھا کہ وہ اپنے گھروں کو لوٹ جائیں ہر آنے والا دن ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیتا اور قائدین کی رسہ کشی ان مصائب میں اضافہ کرتی جا رہی تھی اس رسہ کشی میں داخلی امن سے صرف نظر کر لیا گیا عدم استحکام کا شکار اور خانہ جنگی کی بھٹی میں جلنے والی یہ مملکت ایک اسلامی ریاست نہ بن سکی جگہ جگہ ناکے چونگیاں چوریاں اور ڈکیتیاں اور اسلحہ کے زور پر دوسروں کو زیر کرنے کی روایات عام ہوتی چلی گئیں کابل کے تخت پر برہان الدین ربانی براجمان ہوئے اور عنان حکومت ان کے ماتحت فوجی سربراہ احمد شاہ مسعود کے

پاس رہی وزارتِ عظمیٰ جب گلبدین حکمت یار کے کھاتے میں آئی تو وہ تاریخ کے ایسے وزیر اعظم تھے جو اپنے پورے دورانیہ میں کبھی دارالحکومت بلکہ قصر صدارت سے دور نہ جا سکے ایسا ملک جس کے شمالی پانچ صوبوں بلکہ تین صوبوں پر ایک سابق فوجی سربراہ کی حکومت ہو وہ وفاقی یا فوجی سربراہ کی کسی بات یا ان کے کسی حکم کو خاطر میں نہ لاتے بعض صوبے حکومتی پارٹی کے ایک کمانڈر احمد شاہ مسعود کے زیر کمان ہوں ایک صوبہ وزیر اعظم کے ایک کمانڈر سے کہ زیر کمان ہوں ایک صوبہ وزیر اعظم کے ایک کمانڈر کے زیر کنٹرول ہو اور بعض صوبے مطلق العنان کمانڈروں کے زیر کمان ہوں ایسی حکومت کو حکومت کہنا بھی حکومت کی توہین ہے قندھار بولدک زابل ہلمند غزنی اور بعض دیگر علاقوں میں ایسے کمان دان موجود تھے جو من چاہی کرتے تھے ان کے علاقوں میں صورت حال اس حد تک خراب ہو چکی تھی کہ وہاں امن نام کی کوئی چیز نہ تھی ہر کماندان لوگوں کو لوٹنے کی فکر میں تھا عوام الناس ان کے مظالم سے تنگ آ چکے تھے وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ کیا ہم نے پندرہ لاکھ انسان اس لیے قربان کیے کہ ہم ان خود ساختہ کمانداروں کے رحم و کرم پر ہوں کوئی اجتماعی نظام نہ ہو داخلی عدم استحکام اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ ہر طاقتور خود مطلق العنان حکمران بن گیا ان حالات میں بعض مخلص مجاہدین نے کمر بستہ ہو کر ایک نئے جہاد کا آغاز کرنا تھا جو کفر کے خلاف لڑنے کے بعد منافقوں اور مفاد پرستوں اقتدار کے پجاریوں کرسی کے متوالوں اور ذاتی مفاد میں عوام الناس کی جان و مال عزت و آبرو سے کھیلنے والوں کے خلاف تھا بظاہر یہ کام بہت مشکل تھا لیکن جتنا مشکل تھا اتنا ہی ضروری بھی تھا کسی کو معلوم نہیں تھا کہ یہ چند افراد کسی بڑی تبدیلی کا آغاز ثابت ہوں گے اور پندرہ سال سے جاری اس خانہ جنگی اور تباہ حالی کے باعث در بدر ہوئے اور مشکلات و مصائب سے دو چار ہونے والے افغانوں کو زبردست پذیرائی حاصل ہوگی اور یہ چند نوجوان اگر درست سمت کا تعین کر لیں گے تو کل یہ تخت کابل پر بھی قابض ہو سکتے ہیں ایک ایسا نوجوان جو باضابطہ یا مستند عالم دین ہو لیکن درس و تدریس کا مشغلہ اپنائے ہوئے ہے ایک روز اپنے اکیس طلباء کو کسی کتاب کا درس

دے رہا تھا ایک عام سا آدمی جو ایک گاڑی کا ڈرائیور تھا اس کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی آپ بیتی سنانا چاہی اس ڈرائیور کے خیال میں یہ کوئی بڑے مولوی صاحب ہیں لیکن حقیقت میں وہ خود ایک طالب العلم ہیں البتہ منتہی طالب علم ہیں اس لیے مبتدی طالب علموں کو درس دے سکتے ہیں ڈرائیور نے کہا کہ میرے ساتھ فلاں ناکے پر یہ ظلم ہوا ہے مجھ سے ٹیکس لیا گیا ہے اور جب میں نے اس ناکے کے کماندان سے یہ کہا کہ یہ نہ اللہ کا حکم ہے نہ رسول کا تو اس نے انتہائی غصے میں کفریہ الفاظ دہرائے ہیں نقل کفر سے احتراز کرتے ہوئے وہ لفظ حذف کیے جاتے ہیں جب امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نے اس ڈرائیور کی بات سنی تو انہوں نے اپنی کتاب بند کر لی اور گہری سوچ میں پڑ گئے اس نے کچھ کرنے کا ارادہ کر لیا تب اس نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ اب ہمارے لیے جینا حرام ہے جب صراحتہ کفر اختیار کیا جائے شعائر اسلام کی توہین ہو رہی ہو تو سابقہ کمیونسٹوں اور ان کمانداروں میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟ اس خادم اسلام و والمسلمین امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نے ایک مجلس بلائی اور ان کماندان کے خلاف مہم شروع کر دی پہلی مجلس میں امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کے صرف پندرہ طالب علم نے شرکت کی جب یہ پالیسی وضع کر لی گئی کہ اس کماندان سے مل کر اسے کہا جائے کہ وہ توبہ کرے اور اسلحہ ہمارے پاس جمع کرا دے یہ ناکے چونگیاں ختم کر دیئے جائیں پھر دوسری مجلس میں قرب و جوار کے تقریباً ڈیڑھ سو طلبہ نے شرکت کی یہ مولوی صاحب یعنی امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد خود سابقہ جہاد میں شریک رہے ہیں مشکوۃ تک کتابیں پڑھی تھیں پھر جہاد میں شریک ہو جانے کے باعث تعلیم ادھوری رہ گئی ان کی ایک آنکھ اور ایک ٹانگ اس میں کام آ چکی تھی اب افغانستان کی فتح کے بعد انہوں نے اپنا وہی مشغلہ درس و تدریس اپنا لیا تھا لیکن حالات نے انہیں پھر مجبور کر دیا ہے کہ وہ ایک مرتبہ پھر میدان میں آئیں اس مولوی صاحب کا نام ملا محمد عمر ہے ملا تو مولوی صاحب ہی کو کہتے ہیں ان کا اصل نام محمد عمر ہے بعد میں انہیں طالبان نے جو اس تحریک کا بنیادی کردار تھے اپنا امیر چن لیا کچھ عرصہ بعد امیر المومنین بنا دیا اور وسیع تر تحریک شروع کر دی تا آنکہ فتح کابل کے بعد

ملا محمد عمر مجاہد نام دیا گیا ہے ایسے حالات میں جب افغان عوام خانہ جنگی سے تنگ آ چکے تھے انہیں یہ امید کی ایک کرن نظر آئی اس تحریک کو طالبان تحریک کا نام دیا گیا ہے کیونکہ اصل میں محرک طالبان ہی تھے۔ ورنہ عوامی لوگوں کی کثیر تعداد بھی شریک ہوتی رہی سب سے پہلے طالبان نے متحارب دھڑوں کو خانہ جنگی ختم کرنے کا الٹی میٹم دیا اور وسیع البنیاد حکومت کی تشکیل پر زور دیا جب بات نہ بنی تو طالبان تحریک کے قائدین نے ایسے تمام لوگوں سے اسلحہ جمع کرنا شروع کر دیا جو طاقت کے بل پر مظالم ڈھاتے تھے یا خانہ جنگی میں ملوث تھے عوامی حمایت کے پیش نظر تحریک کو زبردست کامیابیاں حاصل ہوئیں جن علاقوں میں طالبان معمولی کارروائی کے بعد اسلحہ جمع کر کے لوگوں کو غیر مسلح کر دیتے وہاں طالبان کے اپنے نمائندے اور معتمد آدمی کنٹرول سنبھال لیتے تھے اس طرح ۱۹۹۴ء میں شروع ہونے والی اس تحریک نے ۲۷ ستمبر ۱۹۹۶ء کو کابل بھی اللہ رب العزت کی مہربانی فضل و کرم سے فتح کر لیا اب تک طالبان کے کنٹرول میں ۲۰ صوبے ہو چکے تھے وہ ملک کے ۶۶٪ فیصد ہیں بلکہ اب تو ۹۵٪ فیصد پر قابض ہو گئے جن علاقوں پر طالبان کا کنٹرول قائم ہوا انہوں نے ان علاقوں میں وہ نظام رائج کر دیا جن کے لیے انہوں نے پندرہ سال تک روسی استعمار کے خلاف جنگ کی تھی شرعی عدالتوں کا قیام بیت المال نظام امن قائم رکھنے کے لیے اسلحہ کے قومی ملکیت میں لینا متشرع اور دیندار لوگوں کو انتظامی عہدوں پر فائز کرنا برائی کے تمام ذرائع کا سدباب بے حیائی اور فحاشی کا خاتمہ ضروریات زندگی کی سستے داموں فراہمی لوگوں کو غیر مسلح کر کے امن قائم رکھنے کے لیے محکمہ پولیس کا قیام باضابطہ فوجی نظام کی تشکیل نظام تعلیم کی تطہیر تھانے اور جیلوں میں اصطلاحات کا نفاذ بلدیاتی ادارے قائم کرنا شفا خانے اور بہتر علاج معالجے کی سہولیات کی فراہمی، پردے کی پابندی، فوجی تربیت کے مراکز کا عملی نظام، مختلف دینی امور میں ممتاز جید علماء کرام اور مقتدر دینی شخصیات کی رہنمائی حاصل کرنے کے لیے مجالس علماء کا قیام، اور اس طرح کے بہت سے دوسرے اقدامات کہ افغان عوام اپنا ایک دیرینہ خواب پورا ہوتا دیکھ رہے تھے جوق در جوق قافلے طالبان کے

ساتھ شامل ہوتے رہے اور تحریک بڑھتی رہی اس دوران احمد شا مسعود برہان الدین ربانی گلبدین حکمت یار اور جنرل رشید دوستم یا اس قبیل کے اقتدار کی رسہ کشی میں شریک حضرات جو آئے دن کابل اور دیگر مقامات پر بے گناہ انسانوں کا قتل عام کرتے رہتے تھے انہیں اس خانہ جنگی سے باز رہنے کی تلقین کی گئی لیکن طالبان یہ اعلان صدا بصحرا ثابت ہوا! ایک محتاط اندازے کے مطابق روسی استعمار کے ہاتھوں افغانوں کا اتنا مالی ضیاع نہیں ہوا جتنا کہ گزشتہ چار سال کی خانہ جنگی کے باعث کابل اور گرد و نواح میں اس خانہ جنگی کے باعث نقصان ہوا لیکن اقتدار کے پجاریوں کو اس عوامی نقصان کا کوئی احساس نہ تھا اب جبکہ کابل بھی فتح ہو چکا اور تقریباً ۳۰ صوبوں پر طالبان کا کنٹرول قائم ہو چکا شمال کی جانب پیش قدمی جاری تھی حزب وحدت کریم خلیلی اور سابق معزول حکومت کے فوجی سربراہ احمد شاہ مسعود زبردست مزاحمت کر رہے تھے یہ پہلی مزاحمت جو اس تحریک کے دوران طالبان کو ہوئی ہے اس پورے عرصے میں صیہونی اور سامراجی قوتوں کے آلہ کار مسلم گروہ اور مغربی میڈیا ایک لمحہ کے لیے بھی اس تحریک کو ناکام کرنے کے عمل سے غافل نہیں رہا حتیٰ کہ بعض پاکستانی جماعتیں بھی اس مذموم پروپیگنڈہ کا شکار ہوئیں انہوں نے ایک اسلامی ملک کے طالبان کو امریکہ کا آلہ کار اور ایجنٹ قرار دیا بھارت تو ان کی اس تحریک کو ایک خونی ملیشا قرار دے کر یہ پیٹتا رہا کہ کل یہ کشمیر کا رخ کریں گے ایران انہیں قدامت پسند اور متعصب قرار دے کر ان کی کردار کشی کرتا رہا وسط ایشیاء کی ریاستیں اپنے لیے انہیں خطرہ محسوس کرتی رہیں ایران کے کہنے پر ہی انہوں نے دولت مشترکہ کا ایک مشترکہ اجلاس بلا کر علاقے میں رونما ہونے والی تبدیلیوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے حکمت عملی وضع کی اور کیا تھا اس سارے معاملے میں پاکستان کے کردار کو بھی مشکوک کرنے کی کوشش کی گئی کہ طالبان کی سرپرستی بلکہ ان کے ساتھ لڑنے والی فوج پاکستان کی ریگولر آرمی ہے اور پاکستان کے امیج کو خراب کرنے کے لیے پاکستان طالبان کی حمایت بلکہ پشت پناہی کر کے ایران اور وسط ایشیاء کی دوسری ریاستوں کے لیے خطرے کا سامان پیدا کر رہا ہے اس مذموم پروپیگنڈے

کا مقصد برادر اسلامی ممالک سے پاکستان کے تعلقات کشیدہ کرنا ہیں جبکہ پاکستان افغانستان میں رونما ہونے والی کسی بھی تبدیلی سے قدرتی طور پر متاثر ہوگا ایک پروپیگنڈہ یہ بھی کیا جاتا کہ پاکستان طالبان کی حمایت کر کے وسط ایشیاء کی ریاستوں میں اپنا اثر و رسوخ قائم کرنا چاہتا ہے اور قدرتی وسائل سے مالا مال ان ریاستوں ک وسائل تک اپنی رسائی چاہتا ہے اگر یہ تعلقات صرف وہ برادر اسلامی ممالک کے ہوں تو اس میں کسی کو تکلیف نہیں ہونی چاہیے یوں بھی یہ بات واضح ہے کہ اسلامی دنیا میں پاکستان کا کردار کلیدی حیثیت رکھتا ہے اور دونوں ممالک یا ان ریاستوں کے درمیان تجارتی معاہدے اور ایک دوسرے کے وسائل سے استفادہ باہمی رضامندی سے ہمارا استحقاق ہے اس طرح کے سوالات افغانستان کی نقلی بنیادوں پر تقسیم کی راہ ہموار کرنے کے بارے میں بھی ہوتے رہے لیکن طالبان کی یہ تحریک بلا امتیاز رنگ و نسل سے اور اس تحریک میں فارسی ازبک اور پشتونوں تینوں نسل کے افراد وافر مقدار میں شریک رہے اور شمالی افغانستان کے مسلمان بھی اقتدار پرست رہنماؤں کی کسی ایسی مذموم سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیا جہاں تک ڈاکٹر نجیب اللہ کمیونسٹ کی پھانسی کا تعلق ہے تو اس کا ذمہ دار اقوام متحدہ ہے کیونکہ جب فتح کے وقت یو این او کا سارا عملہ حفظ ماتقدم کے طور پر وہاں سے نکلا تو ڈاکٹر نجیب کو کیوں وہاں رہنے دیا گیا دوسری طرف پندرہ لاکھ انسانوں کا قتل اس استحقاق کے لائق تھا عورتوں کی تعلیم کے حوالہ سے جو پروپیگنڈہ ہوتا رہا وہ بے جا اور بھونڈا اعتراض ہے کیونکہ کمیونسٹ حکومت کے مرتب کردہ نظام تعلیم میں بہر حال تطہیر کی ضرورت تھی جس کے بعد عورتوں کو اسلامی روایات کے مطابق نظام تعلیم کے ذریعہ زیور تعلیم سے آراستہ کیا۔ اسی طرح یہ پروپیگنڈہ بھی کیا جاتا کہ طالبان پڑوسی ممالک کے لیے خطرہ ہیں جبکہ طالبان کے نمائندے بارہا اس کا واضح اعلان کر چکے ہیں کہ ان کی تحریک صرف افغانستان میں قیام امن اور داخلی استحکام کے لیے ہے اور وہ تمام پڑوسی ممالک سے بہتر اور خوشگوار تعلقات رکھیں گے اقلیتوں کے تحفظ میں اسلامی روایات پر مکمل عمل درآمد کریں گے اگر اس کے بعد بھی یہ پروپیگنڈہ جاری رہے تو

اس کا کوئی حل طالبان کے پاس نہیں مزید برآں طالبان کا مطالبہ اگر روس بھارت ایران اور بعض دیگر ممالک معزول حکومت کو اسلحہ کی ترسیل اور دیگر حمایت ترک کر دیں تو بہت جلد افغانستان میں امن قائم ہوسکتا ہے اور طالبان کی اسلامی حکومت پڑوسی ممالک کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم کر دے گی امریکہ کے آلہ کار کے پاکستان کی حمایت بھی بے بنیاد الزامات ہیں آخر میں حقیر فقیر اللہ قارئین کرام سے اتنی گزارش ہے کہ طالبان تحریک اب تک کے حالات کے مطابق کسی بیرونی قوت کی آلہ کار نہیں اور نہ ہی اپنی منزل اور ہدف کے اعتبار سے ہے ممکن ہے ہاں اگر مال کے اعتبار سے ان کی سادگی اور ناتجربہ کاری کے باعث ان کے اقدامات کسی بیرونی طاقت کے حق میں جائیں تو اس میں ان کا کوئی قصور نہیں

طالبان تحریک کا قیام:۔

افغان مجاہدین نے گزشتہ پندرہ برس میں افغانستان کے اندر کمیونسٹ جارحیت کے خلاف جو فقید المثال قربانیاں دی ہیں وہ تاریخ کا ایک سنہری باب ہیں لیکن جہاد افغانستان کی بدولت روسی فوج کا انخلاء تو ہوا لیکن افغان لیڈر عوام کو وہ نظام نہ دے سکے جس کے لیے پندرہ لاکھ شہداء نے اپنا خون بہایا تھا افغان عوام ملک میں خلافت راشدہ کے طور پر اسلامی حکومت کا قیام چاہتے تھے انہیں قائدین کے رویے پر افسوس ہوا اور انہیں اپنے عزیزوں کی قربانیاں رائیگاں نظر آنے لگیں اسلامی حکومت کے قیام کے لیے قائدین سے جوان کی توقعات وابستہ تھیں وہ پوری نہ ہوئیں اس کے برخلاف بدامنی اور ہر طرف لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا انہیں حالات میں افغانستان کے ایک مرد مجاہد جس نے خود بھی عملی طور پر جہاد افغانستان میں حصہ لیا تھا میدان میں آئے آہستہ آہستہ ان کے گرد ان مخلص نوجوانوں کا حلقہ جمع ہو گیا جو خلافت الٰہیہ کے قیام کے متمنی تھے اس مرد آہن کو جو آج سے چار پانچ سال قبل تک گم نامی کی زندگی گزار رہا تھا آج دنیا اسے امیر المومنین ملا محمد عمر (ثالث) کے نام سے جانتی ہے ان کے مجاہد رفقائے جہاد کا تعلق چونکہ دینی مدارس سے ہے اس وجہ سے اس

جماعت کا نام تحریک اسلامی طالبان رکھا گیا تحریک اسلامی طالبان کی ابتدا قندھار کے ایک شہر سپین بولدک کے گاؤں میوند سے ہوئی اس کے قیام کا مقصد ملک سے لوٹ مار اور بے راہ روی کا خاتمہ اور قرآن و سنت کی روشنی میں خلافت اسلامیہ کا قیام تھا دیکھتے ہی دیکھتے یہ تحریک اللہ کی مدد نصرت سے ایک انقلابی صورت اختیار کر گئی ان کی فتوحات دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی یاد تازہ ہوتی ہے جن علاقوں پر لشکر اسلام (طالبان) نے قبضہ کیا ان علاقوں میں خلافت اسلامیہ کا نفاذ عملی طور پر کیا گیا جو افغان عوام کی دلی امنگوں سے ہم آہنگ ہے جس کی وجہ سے تحریک طالبان نے بے حد مقبولیت حاصل کی بالآخر ۲۶ ستمبر کی شب طالبان نے کابل کو فتح کر لیا اور وہاں سے سامراج کے ایجنٹوں کو بھگا دیا، حق جیت گیا جب طالبان نے کابل پر فتح کا پرچم لہرایا اس کے بعد سے کفر کی جملہ طاغوتی طاقتیں طالبان کے خلاف متحد ہو چکی ہیں اور انہیں اپنے لیے خطرہ سمجھنے لگے انٹرنیشنل میڈیا اور ہمارے مغربی طاغوتی متاثرہ اہل قلم حضرات نے ایسا پروپیگنڈہ کیا کہ طالبان کی حیثیت مشکوک نظر آنے لگی کوئی کہتا کہ امریکہ ایک دفعہ پھر کابل میں ظاہر شاہی قسم کا سیکولر نظام لانا چاہتا ہے کوئی کہتا کہ یہ سب کچھ پاکستان کرا رہا ہے وہاں طالبان نہیں آئی ایس آئی کے جوان لڑ رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ عرض جتنے منہ اتنی باتیں۔

چشم دید حالات کی کہانی فقیر اللہ کی زبانی:

میں ان دنوں لاہور میں تھا کہ کچھ دوستوں کے ساتھ طے ہوا کہ ہم خود جا کر افغانستان کے شہروں کا مشاہدہ بچشم خود کر کے لوگوں کو حالات سے آگاہ کرے اس سفر میں راقم الحروف کے دو ساتھی اور بھی تھے جن کا نام یہ ہے حافظ روزی خان سابق متعلم جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور اور شہید شیر محمد درویش ہم لوگ ۲۷ ستمبر ۱۹۹۵ء کی رات لاہور سے بذریعہ کوچ پشاور روانہ ہوئے ہم لوگ صبح کے وقت پشاور پہنچے رات ہم نے پشاور میں گزاری طالبان کے نمائندگی میں علی الصبح ہم براستہ کوہاٹ ٹل خوست کے لیے روانہ ہوئے

۲۹ ستمبر کو ہم افغانستان کے صوبہ خوست کے صوبائی مرکز خوست پہنچے خوست شہر میں ہم گھومنے کے لیے نکلے ہم نے اپنی آنکھوں دیکھا کہ شہری زندگی معمول کے مطابق چل رہی تھی ہم نے لوگوں سے طالبان کی خلافت اسلامیہ کے بارے میں پوچھا جن لوگوں سے ہم نے نئی انتظامیہ کے متعلق پوچھا سب ہی نے یہ جواب دیا کہ طالبان خلافت اسلامیہ ہمارے لیے باعث رحمت ثابت ہوئی ہے مہنگائی میں کمی ہوگئی ہے ہر وقت لوٹ مار کا جو بازار گرم رہتا تھا وہ ختم ہوگیا ہے اب ہم چین وسکون کی نیند سوتے ہیں شہر میں گشت کرنے کے بعد ہم لوگ قصرِ صدارت یا گورنر ہاؤس کی طرف چل نکلے جب ہم وہاں پہنچے تو ہم حیران رہ گئے ہمارا تصور تھا کہ قصرِ صدارت پر سینکڑوں کی تعداد میں طالبان کا پہرہ ہوگا ہم اپنے پاکستانی ذہن سے سوچتے ہوئے وہاں گئے تھے لیکن وہاں معاملہ ہی الٹا تھا جس کا پاکستان میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے صرف ایک نوعمر طالب العلم مجاہد قصرِ صدارت کے مین گیٹ پر پہرہ دے رہا تھا جو بھی قصر صدارت میں جاتا اس طالب العلم مجاہد سے پوچھ کر داخل ہوتا ہم نے بھی ایسا ہی کیا پہلے اس مجاہد طالب العلم کے پاس گئے پھر داخلے کی اجازت مانگی اس مجاہد بھائی نے بڑے شگفتہ انداز میں ہمیں خوش آمدید کہا اور اندر جانے کی اجازت دی قصر صدارت میں ہر طرح کا سامان تعیش موجود تھا جس میں بیش بہا پرفیوم بھی شامل تھے کیا مجال کہ کوئی ان چیزوں کو ہاتھ بھی لگاتا بہرحال جب ہم قصر صدارت سے باہر آرہے تھے تو ہمارے دل طالبان کی عظمت سے سرشار تھے ہمارے مایوس پاکستانی دلوں پر ایک عجیب سرور طاری تھا کہ اس دور میں بھی کوئی قوم اپنی حالت سدھارنا چاہے تو سدھار سکتی ہے اصل بات تو آپ سمجھ گئے ہوں گے یعنی پاکستانی قوم کے لیے جو مایوسی ہمارے دلوں میں تھی وہ ختم ہوچکی تھی کہ اگر افغانی ٹھیک ہو سکتے ہیں تو پاکستانی بھی ٹھیک ہو سکتے ہیں، شام کا وقت قریب تھا اس وجہ سے ہم اپنی قیام گاہ یعنی مرکز جو خوست کے جنوب میں تھا چلے گئے وہاں ہم مجلس کے انچارج مولانا عبدالرحمن صاحب سے ملے وہ ایک خلیق اور ملنسار شخص ہیں ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ کو کس کس ملک امداد مل

رہی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس وقت اللہ کی امداد سے چل رہے ہیں ہمیں کسی غیر اللہ سے امداد کی ضرورت نہیں ہمارا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ ہے اگر اللہ ہماری مدد ونصرت نہ کرتا تو ہم روس اور امریکہ کے تعاون سے بھی اس قدر کامیاب نہیں ہو سکتے تھے یہی تو ہم اور ہمارے مدمقابل میں فرق ہے ہمارے ساتھ اللہ کی امداد ہے اور مدمقابل نے اللہ پر بھروسہ چھوڑ دیا ہے غیر اللہ کے سامنے جھولی پھیلائی ہوئی ہے یہ بات بتاتا چلوں کہ ہم خوست گورنر ہاؤس میں تقریباً تین دن رہے اس کے بعد ہم مولانا عبدالرحمن امیر مجلس کے پاس تقریباً دو ہفتے رہے اس کے بعد ہمیں ایک اور جگہ منتقل کر دیا جو خوست شہر سے تقریباً ۵ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے جس کا نام ضلع نادر شاہ کوٹ ہے وہاں پر ہم دیگر طلباء مجاہدین کے ساتھ رہے تقریباً ایک ہفتہ اس کے وہ ساتھی جو نادر شاہ کوٹ میں تھے ان کے کچھ ساتھی ہمارے پہنچتے ہی وہ محمد آغا اول خط کی طرف روانہ ہوئے وہ تو چلے گئے ہم اور چند ساتھی اور رہ گئے پھر چند دن بعد ہم نے یہ عزم کیا کہ ہم بھی اول خط چلے جائیں چنانچہ ہم نے یہ ارادہ پکا کر لیا کہ ہم نے بھی اول خط جانا ہے تو جانے سے ایک دن پہلے ہمارے ساتھی شیر محمد شہید کے دو بھائی اور راقم الحروف ایک رشتہ دار آیا چونکہ ہم ضلع نادر شاہ کوٹ میں تھے لیکن گورنر ہاؤس سے ہمارے پیچھے ایک طالب العلم آیا اور ہمیں اطلاع دی کہ ہمارے مہمان آئے ہیں اور وہ گورنر ہاؤس خوست میں آپ لوگوں کے انتظار میں ہے لہٰذا ہم نادر شاہ کوٹ سے شام کے وقت بذریعہ ٹرک خوست چلے گئے اور گورنر ہاؤس پہنچے تو دیکھتے ہیں کہ گورنر ہاؤس خوست میں ہمارا ایک رشتہ دار اور شہید شیر محمد صاحب کے دو بھائی بیٹھے ہوئے تھے ہم نے رات دیر تک ان سے گفتگو کرتے رہے جب صبح ہوئی تو ہمارے پیچھے ہمارے پیارے ساتھی محب اللہ اخوندزادہ قندھار والا بمعہ جیپ پہنچے اور کہنے لگے کہ ہم نے تو اول خط چہار آسیاب جانا ہے آپ لوگ ہمارے ساتھ جائیں گے یا نہیں ہم نے لبیک کہتے ہوئے ارے کیوں جانا نہیں آئے کس لیے ہیں جہاد اور دورہ افغانستان کے لیے تو آئے ہیں تو ہمارے کمانڈر ساتھی محب اللہ اخوندزادہ صاحب کو بڑی خوشی ہوئی اس بات پر کہ ہم لوگ ان کے ساتھ چلنے کو تیار

ہیں لہٰذا یہ طے ہوا کہ مرکز میں ایک ساتھی کو چھوڑیں گے یہاں تک کہ مرکز سے اور طلباء آ جائے ہم نے اپنے ساتھی روزی خان کو پہرہ پر متعین کیا اور ہم صبح بذریعہ جیپ اور ٹرک روانہ ہوئے یعنی بعض ساتھی جیپ میں سوار ہوئے اور بعض ساتھی راستہ پر جانے والی گاڑی میں سوار ہوئے جس میں راقم الحروف بھی تھا پہلی مرتبہ جب ہم گاڑی پر سوار ہوئے تو شہید شیر محمد ہمارے گوریلا کمانڈر محب اللہ اخوندزادہ گاڑی کی ڈرائیور والی سیٹ میں سوار ہوئے اور میں یعنی راقم الحروف گاڑی کی چھت پر سوار ہوا سیٹ میں تو جگہ تھی لیکن میں نے سیٹ پر بیٹھنا اچھا نہ سمجھا کہ کمانڈر صاحب کے ساتھ سیٹ پر میں بیٹھوں ایسا نہ ہو کہ کمانڈر صاحب تنگ ہو جائیں چنانچہ ہمارے کمانڈر صاحب ڈرائیور کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے اور طالبان تحریک کے بارے ڈرائیوران سے پوچھ رہا تھا کہ آپ کو کس کس ملک سے امداد مل رہی ہے ہمارے کمانڈر صاحب نے ڈرائیور کو بتایا کہ ہم اس وقت اللہ کے امداد سے چل رہے ہیں ہمیں کسی غیر اللہ سے امداد کی ضرورت نہیں ہمارا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ ہے تو ڈرائیور بہت خوش ہوا اور کہنے لگا او پر والے طالب العلم کو بھی نیچے بلائے اس لیے کہ اس طالب العلم نے رات کے وقت گشت اور پہرہ دیا ہے سیٹ پر بٹھانے سے تھوڑا آرام آئے گا اور ہمیں دعائیں دے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا ڈرائیور نے گاڑی کھڑی کر دی اور مجھے شہید شیر محمد صاحب نے آواز دی کہ نیچے آؤ سیٹ پر بیٹھ جاؤ اس لیے آپ نے رات کے وقت زیادہ دیر تک پہرہ دیا ہے لہٰذا راقم الحروف نے الامر فوق الادب پر عمل کرتے ہوئے سیٹ پر بیٹھ گیا ہم راستہ طے کر رہے تھے کہ گردیز کے شہر سے دو کلومیٹر پہلے ایک چیک پوسٹ نما جگہ پر گاڑی رک گئی ایک طالب العلم آیا اس نے پہلے ہم سے معذرت کی کہ دفاعی نقطہ نظر اور حفاظتی اقدامات کے لیے تلاشی لینا ناگزیر ہے لہٰذا آپ لوگ ہماری طرف سے اس زحمت پر کبیدہ خاطر نہ ہوں جب اس طالب نے تلاشی لے لی اس کے بعد گاڑی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئی شہر کے قریب ہوتے ہی ہمیں گردیز بازار نظر آیا جب گردیز بازار پہنچے تو دوپہر کے وقت ہم گردیز کے شہر میں پہنچے وہاں ہم نے کھانا کھایا جب ہم نے کھانا کھایا تو

بل دینے کے لیے ہمارا کمانڈر محب اللہ اخوندزادہ کاؤنٹر کی طرف بڑھا تو میں سوچ رہا تھا کہ جو طعام ہم نے کھایا ہے اس حساب سے بل سات آٹھ سو پاکستانی روپے کا ہونا چاہیے لیکن یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ صرف ڈیڑھ سو پاکستانی بل آیا تھا تب اندازہ ہوا کہ اس جنگ زدہ ملک سے بھی کئی گناہ مہنگائی ہمارے ملک پاکستان میں ہے جب ہم نے کھانا کھایا تو ہم پھر لوگر کی طرف روانہ ہوئے شام کے وقت ہم لوگ شہر کلنگار پہنچے اور ہم نے لوگر میں ہی رات گزاری اور ایک ہوٹل میں قیام کیا اور ہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ رات کو پہرہ دینا چاہیے یا نہیں چنانچہ ہمارے کمانڈر محب اللہ اخوندزادہ نے کہا رات کا وقت ہے دشمن اور دوست کا پتہ نہیں چلتا لہٰذا پہرہ دینا چاہیے اس طرح ہم نے ہر ساتھی کو ایک ایک گھنٹہ پہرہ دیا باری باری پہرہ دیتے رہے یہاں تک کے صبح ہوگئی صبح کا ناشتہ ہم نے اسی ہوٹل میں کیا اور پھر چہار آسیاب کی طرف روانہ ہوئے ہمارے کچھ ساتھی لوگر کے ضلع محمد آغا میں تھے ہم پہلے ان کے پاس چلے گئے اور لڑائی چہار آسیاب شروع تھی ہم ایک دو دن محمد آغا میں رہے پھر اگلے روز ہم چہار آسیاب کی طرف روانہ ہوئے جب ہم چہار آسیاب پہنچے تو دیکھا کہ سڑک کے دونوں کناروں پر مورچے بنے ہوئے تھے ہم نے ساتھی سے پوچھا کہ یہ مورچے کیسے ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہاں جس جگہ پر جو کمانڈر ہوتا وہ ہی یہاں کے سیاہ وسفید کا مالک ہوا کرتا تھا اس جگہ مسعود کی فوج ہوا کرتی تھی انہوں نے اپنے اخراجات پورے کرنے کے لیے یہ مورچے بنائے تھے جو بھی یہاں سے گزرتا اس پر کئی قسم کے غنڈہ ٹیکس عائد کیے جاتے تھے بعض اوقات گاڑیاں بھی چھین لی جاتی تھیں مسافروں کو اسلحہ کے زور پر لوٹ لیا جاتا جب ہم اور آگے چلے گئے تو راستہ میں جابجا جنگ کے اثرات دکھائی دے رہے تھے جگہ جگہ تباہ شدہ ٹینک اور گاڑیاں اور لاشیں نظر آرہی تھیں ساتھیوں کی زبانی معلوم ہوا کہ سابق حکومت نے پسپائی کے دوران بارودی سرنگیں بچھائی تھیں جس کی وجہ سے یہ ٹینک اور گاڑیاں اور احمد شاہ مسعود بندے یعنی افراد وافر مقدار میں تباہ ہو گئیں ہیں اس دوران کئی طالبان مجاہدین اور دیگر بھی شہید ہوئے جب ہم چہار آسیاب

بازار پہنچے تو توپ کے گولے کی آواز آئی میں نے ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ گولے کس کی طرف سے چل رہے ہیں تو ساتھیوں نے کہا کہ یہ گولے مسعود کی طرف سے آرہے ہیں میں اپنے کمانڈر سے کہا کہ میں اول خط سنگ نویشتہ جاتا ہوں ہمارے پیارے کمانڈر محب اللہ اخونزادہ نے کہا کہ چائے پی کر چلتے ہیں کمانڈر صاحب نے چہار آسیاب میں ہمیں چائے پلائی اور پھر میں اور چند ساتھی اور اول خط کی طرف روانہ ہوئے اور میں اور ہمارا ساتھی شہید شیر محمد درویش لاہور اول خط چہار آسیاب پہنچے پہلے دنوں میں میں نے خود دو دن خشک روٹی کھائی اور بہت خوش تھا اس لیے کہ ہم اللہ کی رضا کے لیے اور اعلائے کلمہ اللہ کی سربلندی کے لیے دشمن سے لڑ رہے ہیں اگر ہم ایک ماہ تک بلکہ سال تک خشک روٹی کھانا پڑی تو کوئی حرج نہیں ہے اس لیے کہ مجاہد کے ساتھ صبر قناعت جرأت تقویٰ ساتھیوں کا احترام حوصلہ بلند کرنا لازم وملزوم ہے اگر یہ نہ ہو تو پھر ہمیں ثواب نہیں ملے گا کیونکہ ہم نے ٹھنڈا یخ پانی اور دیگر سہولت چھوڑ کر صرف اور صرف جہاد کی نیت سے نکلے ہیں ہمیں ہر حال میں صبر قناعت کرنا پڑے گا تاکہ اللہ رب العزت ہم سے راضی ہو ہم لوگ تقریباً تین ماہ چہار آسیاب میں دشمن سے برسرِ پیکار رہے اس وقت چہار آسیاب کی کمان ممتاز کمانڈر حاجی ملا بورجان شہید کر رہے تھے ہم پر چہار آسیاب میں دشمن کی طرف سے تقریباً دس حملے کیے گئے اللہ کے فضل اور کرم سے دشمن کے سارے حملے ہم نے پسپا کر دیئے چہار آسیاب میں ہمارا ایک ساتھی مغرب کی اذان دے رہا تھا کہ مسعود معسودیوں کی طرف سے گولا آیا اور ہمارے ساتھی کو لگا اور اذان ادھوری رہ گئی اور دو دن بعد ہمارے ایک بزرگ کمانڈر نیک سیرت اچھی صورت جرأت مند بہادر محمد آغا بھی ایک ہوان کے گولہ سے شدید زخمی ہوئے اور ہم نے فوراً کمانڈر صاحب کو چہار آسیاب کلینک پہنچایا وہاں پٹی وغیرہ لگا کر لوگر پہنچایا وہاں پر بھی پاسمان پٹی وغیرہ اور دوائی لگائی بالآخر ہمارے پیارے بزرگ کمانڈر محمد آغا شہادت سے سرفراز ہو گئے شہادت کے بعد شہید کمانڈر محمد آغا کو بذریعہ طیارہ قندھار منتقل کر دیا گیا قندھار میں ہمارے پیارے کمانڈر محمد آغا

صاحب کو سپرد خاک کر دیا گیا ہمارے دوسرے کمانڈر محب اللہ اخونزادہ صاحب محمد آغا صاحب کے نائب تھے محمد آغا صاحب کی شہادت کے بعد ہمارے ساتھیوں نے کمانڈر شہید محمد آغا صاحب کے ذمہ داری بھی محب اللہ اخوندزادہ کو سونپی گئی چہار آسیاب میں ہمارے ساتھی زیادہ عرصہ دشمن سے برسرِ پیکار تھے لہٰذا ان کو ہمارے کمانڈر محب اللہ اخوندزادہ صاحب کی طرف سے اجازت ملی اور شہید ملا بورجان کمانڈر سے قندھار کی اجازت اور طیارہ والا خط لے لیا اور قندھار روانہ ہوئے ان چہار ساتھیوں کے ساتھ ہمارا ساتھی شہید شیر محمد درویش بھی چلا گیا ہمارا یہ ساتھی یعنی شہید شیر محمد صاحب وہاں قندھار میں ہمارے ایک بڑے کمانڈر مولوی عزت اللہ صاحب کے پاس تھے واضح رہے ہمارے کمانڈر مولوی عزت اللہ کچھ عرصہ پہلے چہار آسیاب میں ایک بم دھماکہ میں ایک ٹانگ سے محروم ہوئے اس لیے وہ قندھار میں تھے ان دنوں میں ہمارے کمانڈر کی عیادت کے لیے امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد بھی تشریف لائے اور ہمارا ساتھی شہید شیر محمد درویش نے بھی ملا محمد عمر صاحب سے ملاقات کی اور بہت خوش ہوئے شہید شیر محمد درویش نے کہا کہ میں نے ملا محمد عمر مجاہد صاحب سے کہا کہ آپ کی ملاقات کے لیے آیا ہوں امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد صاحب نے کہا کہ ہم کیا ہیں کہ آپ ہماری ملاقات کے لیے آئے ہیں ملا محمد عمر مجاہد سے ملاقات کے بعد ہمارے ساتھی چند روز بعد قندھار سے واپس آ گئے اور پہنچتے ہی میں نے شہید شیر محمد صاحب سے کہا کہ آؤ چلتے ہیں پہرہ دینے کے لیے شہید شیر محمد درویش نے کہا ٹھیک ہے رات کو میں نے شہید شیر محمد سے کہا آپ آرام کریں اس لیے کہ آپ تھکے ہوئے ہیں پہرہ میں دوں گا یعنی رات کو میں آپ کی جگہ پہرہ کروں گا شہید شیر محمد صاحب نے کہا نہیں میں خود پہرہ کرتا ہوں یعنی پہرہ دیتا ہوں اس طرح رات گزر گئی اور صبح میں نے شہید شیر محمد درویش سے کہا کہ میں نے تو لاہور تک جانا ہے آپ نے جانا ہے کہ نہیں تو شہید شیر محمد درویش نے کہا کہ میں نے تو نہیں جانا اگر آپ نے جانا ہے تو آپ چلے جائیں چنانچہ میں نے اپنے کمانڈر ملا محب اللہ اخوندزادہ اور اپنے پیارے ساتھی شہید شیر محمد درویش سے اجازت لے لی اور میں

چہار آسیاب سے بذریعہ ویگن لوگر اور لوگر سے بذریعہ ٹیوٹا خوست پہنچا اور خوست سے سیدھا پشاور نمائندگی طالبان پہنچا جب میں اور ہمارے ساتھی اور ٹینک چلانے والا ڈرائیور بھی تھا جب ہم نمائندگی طالبان پہنچے تو رات کا وقت تھا گیٹ بند تھا جب ہم نے آواز دی کہ گیٹ کھولو تو چوکیدار نے کہا تم کون ہو تو ہم نے کہا کہ ہم طالبان ہیں اور چہار آسیاب کے اول خط سے آئے ہیں تو چوکیدار نے گیٹ کھولا اور ہم اندر گئے اور سب سے پہلے ہم نے نماز پڑھی اور پھر آرام کیا واضح رہے کہ میں جب چہار آسیاب سے آ رہا تھا تو میں نے اپنے ساتھی شہید شیر محمد درویش سے کہا تھا دیکھو جنگی حالات ہیں خدانخواستہ اگر کوئی حادثہ پیش آیا تو فوراً ہمیں خط ارسال کریں دیکھو کہ اللہ کی رضا کیا ہے تقدیر دیکھو جب پشاور پہنچا تو وہ یعنی شہید شیر محمد درویش اور دو اور خصوصی ساتھی شدید زخمی ہو گئے چہل میلہ کا گولہ لگنے سے اسی دن میں پشاور میں تھا اور ہمارے پیارے ساتھی خون میں لہولہان ہو گئے اسی دن پشاور زاخیلو کیمپ میں ایک کانفرنس تھی جس کا مقصد لوگوں کو خبر یعنی آگاہ کرنا تھا کہ اسلامی تحریک طالبان کس مقصد کے لیے لڑ رہے ہیں اور آپ لوگوں کو کیا کرنا چاہیے مولانا نور محمد ثاقب قاضی القضاء کابل نے لوگوں سے کہا کہ یہ جہاد سابقہ جہاد کا تسلسل ہے لہٰذا آپ لوگوں پر لازم ہے کہ طالبان کے ساتھ تعاون کریں اور اسلام کی سربلندی کے لیے جہاد جاری رکھیں بات دور چلی گئی عرض یہ کرنا ہے کہ جب میں یعنی فقیر اللہ متعلم جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور جس کے ہاتھ میں قلم ہے یعنی راقم الحروف لاہور پہنچا تو چند روز بعد ایک خط آیا کوئٹہ سے یہ خط شہید شیر محمد درویش نے کوئٹہ سے میرے نام پر ارسال کیا تھا اس لیے کہ میں نے پہلے شہید شیر محمد درویش کو بتایا تھا جب کوئی واقع پیش آیا تو مجھے فوراً اطلاع دے دیں۔ قصہ اس طرح ہوا کہ شہید شیر محمد چہار آسیاب میں ۲۱ افراد سمیت ایک گولہ لگنے سے شدید زخمی ہوا تھا یہ گولہ چہل میلہ کا تھا شہید شیر محمد درویش دن ۱۲ بجے ۱۹۹۵ء ۲ مہینے میں زخمی ہوا تھا اور وہاں بذریعہ طیارہ قندھار اور قندھار سے بذریعہ ایمبولینس کوئٹہ رات دس بجے پہنچا شہید شیر محمد کے ساتھ دو اور ہمارے ساتھی زخمی ہوئے تھے سارے تو اکیس افراد شہید اور زخمی ہوئے تھے

لیکن یہ تین افراد راقم الحروف کے خصوصی ساتھی تھے تینوں ساتھیوں کے پاؤں کٹ گئے تھے گولہ لگنے سے جس میں ہمارے ٹینک چلانے والا سپین گل اور مرزا خان شامل تھے یہ تینوں ساتھی کوئٹہ کے ایک ہسپتال میں زیر علاج تھے راقم الحروف شیر محمد کی طرف سے خط پہنچتے ہی کوئٹہ روانہ ہوا اور ساتھیوں کی خدمت میں حاضر ہو، جانے سے پہلے مجھے مولانا عبدالظاہر صاحب نے ناظمی کے لیے منتخب کیا تھا لیکن میں نے جب یہ خبر سنی کہ ہمارے پیارے ساتھی زخمی ہو چکے ہیں لہٰذا میں نے دو ہزار رقم کو ٹھکرا دیا۔ یعنی چھوڑ دیا اور اپنے ساتھیوں کی خدمت میں حاضر ہوا راقم الحروف نے ساتھیوں کو تقریباً 20 دن خدمت کے بعد کوئی ضروری کام کی وجہ سے لاہور آنا پڑا ساتھیوں سے اجازت لے کر میں لاہور آیا اور ساتھیوں کی خدمت کے لیے میں نے ایک اور ساتھی منتخب کیا بھائی شیر محمد صاحب زخموں سے تو ٹھیک ہو گیا لیکن وقت پورا تھا آخر وہ قندھار شہر ایک ڈیم میں گرنے سے اللہ کو پیارا ہو گیا شہادت سے پہلے شہید شیر محمد نے چند روز پہلے گھر جانے کا ارادہ کیا اور اپنا بیگ اور کپڑے وغیرہ سنبھال لیے تھے اور یہ دو سال بعد گھر کو پہلی مرتبہ جانا تھا لیکن بھائی شیر محمد صاحب تابوت میں گھر پہنچا اور یہ فانی دنیا چھوڑ کر اصل جگہ کو چلا گیا اور دارالبقا کو روانہ ہوئے بدنصیب راقم الحروف اب تک اس فانی دنیا میں رہ رہا ہے اگرچہ ایک مرتبہ راقم الحروف بھی ایک گولی لگنے سے زخمی ہو گیا لیکن شہادت نصیب نہیں ہوئی اس لیے آج جامعہ اشرفیہ میں شریک دورہ حدیث ہے میری یہ امید کہ اللہ مجھے بھی شہادت نصیب فرمائیں آمین چنانچہ جامعہ اشرفیہ کے بہت طلباء اسلام کی سربلندی کے لیے شہادت نوش فرما گئے اور ثابت کر دیا کہ آج بھی ایسے نوجوان ہیں کہ اسلام کی سربلندی کے لیے اپنی جانوں سے کھیلتے ہیں۔ اب میں اپنے اوپر گزرے ہوئے ایک واقعے کا ذکر کرتا ہوں کہ میں جب جہاد کے لیے جا رہا تھا میں بہت بیمار تھا یعنی ایک بیماری میں مبتلا تھا ہزاروں کی دوائی استعمال کی لیکن جب میں جہاد پہنچا تو اللہ کے فضل و کرم سے ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔

مثالی معاشرے کی طرف پہلا قدم:

سرخ ریچھ کو افغانستان میں گیارہ سال تک نکیل ڈالے رکھنے کے بعد جب اس طویل جہاد کے اثرات ظاہر ہونے لگے اور افغانوں کو اپنی کامیابی کا یقین ہو گیا تو برسوں سے چلی آنے والی قبائلی اور گروہی چپقلش اُبھر آئی مختلف افغان گروپ آپس میں برسر پیکار ہو گئے مسلسل چھ سال تک اقتدار کی رسہ کشی کے لیے کشمکش جاری رہی اس دوران بچا کھچا افغانستان بھی تباہ ہوتا گیا مختلف گروہوں نے اپنے علاقوں میں حکومتیں کر لیں کسی ایک فریق کا پورے ملک پر کنٹرول نہ رہا برائیاں اور جرائم بڑھتے گئے افغان قوم اخلاق باختہ ہو گئی لوگ روس کے مخالف ہو گئے شراب اور دیگر منشیات عام ہو گئیں قتل معمولی بات بن گیا قاتل کو پکڑنے والا کوئی نہ تھا راہ چلتے جس کے پاس کوئی اچھی چیز نظر آئی سرکاری اہلکار اسے چھین لیتے ہر چیک پوسٹ پر اپنی مرضی کا ٹیکس لیا جاتا تھا قانون نام کی کوئی چیز نہ تھی باشعور لوگ سخت پریشان تھے ہمسایہ ملکوں اور ترقی یافتہ قوموں کی طرف دیکھتے تو انہیں رشک آتا ان حالات میں دینی مدرسہ کے پندرہ طالب علم میدان میں نکلے وہ جہاد میں بھی حصہ لے چکے تھے ان سے اپنی قوم کی تباہی نہ دیکھی گئی انہوں نے عہد کیا کہ اپنی قوم کو راہ راست پر لائیں گے انہیں متحد کریں گے اسلامی شریعت عام کریں گے لوگوں کو ظلم وستم سے نجات دلائیں گے اور نئے مثالی اسلامی افغانستان کی بنیاد رکھیں گے انہوں نے اپنے ہم خیال ساتھیوں سے بات کی تو اگلی میٹنگ میں ان کی تعداد ڈیڑھ سو ہو گئی انہوں نے ساری صورت حال اور بدقسمت لوگوں کو درپیش مسائل کا تفصیلی جائزہ لیا اور سب سے پہلے قندھار کے لوگوں کو مصائب سے نجات دلانے کے لیے خفیہ تنظیم قائم کر کے اللہ کا نام لیا اور ایک ہی دن میں قندھار کے گورنر ہاؤس اور تمام بڑی سرکاری عمارتوں اور دفاتر پر قبضہ کر کے سرکاری اہلکاروں کو بے بس کر دیا اور اللہ کے احکامات پر عملدر آمد کا اعلان کر دیا ان کی طرف سے شرعی قوانین کے نفاذ کے ساتھ ہی عوام نے سکھ کا سانس لیا ہر طرف امن وسکون قائم ہو گیا قندھار میں شرعی قوانین کے نفاذ اور امن وسکون قائم ہونے پر دوسرے صوبوں کے لوگوں

نے بھی انہیں دعوت دینا شروع کر دی چونکہ یہ مدرسوں کے طالب علم تھے اس لیے انہوں نے اپنی تنظیم کو کوئی سیاسی نام دینے کی بجائے صرف طالبان کا نام دیا جو جلد ہی زبان زد عام ہو گیا قندھار کے حالات درست کرنے کے بعد طالبان نے دوسرے صوبوں کی طرف بڑھنا شروع کیا وہ جس طرف نکلتے لوگ ان کے آگے ہتھیار پھینک دیتے اللہ کا شکر ادا کر کے ان کے ساتھ چل پڑتے اور دیکھتے دیکھتے ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی ان کی مقبولیت میں جوں جوں اضافہ ہو گیا برہان الدین گلبدین حکمت یار احمد شاہ مسعود کے لوگ ان کے ساتھ شامل ہوتے گئے طالبان نے اس مرحلہ پر کھل کر اعلان کر دیا کہ وہ چار بنیادی کام کرنے آئے ہیں۔

1- ملک میں امن وامان کا قیام۔
2- شرعی قوانین کا مکمل نفاذ۔
3- منشیات کا خاتمہ۔
4- مہاجرین کی امن وعافیت کے ساتھ اپنے گھروں کو واپسی۔

جب وہ افغانستان کے وسیع علاقے پر قابض ہو گئے اور انہوں نے محسوس کیا کہ عوام الناس ان کے احکامات پر صدق دل سے عمل کر رہے ہیں تو انہوں نے اپنی حکومت کے قیام کا باقاعدہ اعلان کر دیا جس کے بعد مزید دینی طلباء ملا محمد عمر کی قیادت میں جمع ہونے لگے اور ان کی تعداد تیس ہزار سے تجاوز کر گئی طالبان نے گروہ بندی ختم کر کے امن وامان کے قیام کا بیڑا اٹھایا تھا اس لیے انہوں نے سب سے پہلے اسلحہ کو اپنے قبضہ میں لیا اور جو علاقہ بھی ان کے قبضہ میں آیا وہاں انہوں نے کسی عام شہری کے پاس بھی اسلحہ نام کی کوئی چیز باقی نہ رہنے دی تمام آبادی کو غیر مسلح کر دیا جو ان کے نقطۂ نظر سے قیام امن کے لیے ضروری تھا اس کے ساتھ ہی انہوں نے شرعی عدالتیں قائم کیں قاضی مقرر کیے اور تمام معاملات قرآن سنت کے مطابق طے کرنا شروع کر دیئے چنانچہ اس وقت جب افغانستان کے نوے فیصد سے زیادہ علاقہ پر طالبان کا کنٹرول قائم ہو چکا ان کے مطابق اس پورے

خطے میں شرعی نظام نافذ ہوا، آبادی کو مکمل طور پر غیر مسلح کیا جا چکا تھا امن وامان قائم اور ہر سطح پر شرعی عدالتیں کام کر رہی تھی لوگوں کے تنازعات ومقدمات کا فیصلہ قرآن وسنت اور فقہ حنفی کے مطابق ہوتا رہا طالبان کی طرف سے مثالی نظام کے قیام اور ایسی ہی فتوحات کی اطلاعات ملنے کے بعد ہمیں بھی شوق جہاد کشاں کشاں افغانستان لے گیا اس سے پہلے بھی ہم کابل وغیرہ جاتے رہے ہیں مگر اب تو یہاں دنیا بھی مختلف تھی ہر طرف سروں پر پگڑیاں یا ٹوپیاں نظر آ رہی تھیں چہروں پر نورانی ڈاڑھیاں تھیں بازاروں میں یا سڑکوں پر کوئی عورت دیکھی تو اس نے برقعہ یا حجاب لے رکھا تھا ناپ تول درست تھا ریڈیو پر قرآن آیات شرعی احکامات پروگرام اخلاقی دینی لیکچر جہادی نظمیں طالبان کی فتوحات اسلامی تاریخ کے پروگرام جاری تھے ہم نے افغانستان میں ایک مختلف دنیا دیکھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ بیس سے پینتیس سال کے نوجوان اتنی کامیابی کے ساتھ اس نظام کو چلاتے رہے، ہر چھوٹے بڑے عہدے پر ان نوجوانوں کو پایا احکامات جاری ہو رہے تھے ان پر عمل ہوتے دیکھا انسانی حقوق کے بارے میں طالبان کا موقف یہ تھا اور اب بھی ہے کہ ہم اسلام پر یقین رکھتے ہیں اور خلافت راشدہ کو معیار مانتے ہیں اس لیے ان تمام حقوق کا احترام کرتے ہیں جو اسلام اور خلافت راشدہ کے دائرے میں شہریوں کو حاصل ہیں البتہ انسانی حقوق کے بارے مغربی تصورات کو ہم تسلیم نہیں کرتے اور نہ ان کے پروپیگنڈے سے مرعوب ہو کر اپنے نظریات اور اصولوں میں کسی قسم کی لچک پیدا کرنے کے لیے تیار ہیں لڑکیوں کی تعلیم کے بارے میں طالبان قیادت کا کہنا تھا کہ لڑکیوں کے تعلیمی ادارے نظام تعلیم کی تبدیلی کے لیے ابتدائی طور پر بند کیے گئے تھے کیونکہ ابھی تک کمیونسٹ دور کا نظام تعلیم رائج تھا اس نظام کو ہم جاری نہیں رکھ سکتے تھے جبکہ ہنگامی حالات میں نئے نظام تعلیم اور نصاب کی تیاری فوری طور پر ممکن نہیں تھی اس لیے ہم نے لڑکیوں کے سکول بند کر دیئے ہم لڑکیوں کی تعلیم کے خلاف نہیں اب ہم نے خودخواندگی اور دینی تعلیم کی حد تک ابتدائی تعلیم کے لیے

بچیوں کے تعلیمی ادارے از سر نو کھولنے کا فیصلہ کیا ہے جس کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اس کے بعد تعلیمی نظام کے لیے ہم اکابر علماء کرام سے رجوع کریں گے جس طرح جید علماء مشورہ دیں گے ہم اسی پر عمل کریں گے جس شعبہ میں مثلاً میڈیکل تعلیم وغیرہ لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کی ضرورت ہے ہمیں اس سے قطعاً انکار نہیں ہے البتہ غیر ضروری اور غیر متعلقہ امور میں لڑکیوں کی تعلیم کے ہم مخالف ہیں مگر اکابر علماء کرام اس بارے میں بھی جو رائے دیں گے ہم اس پر عمل کریں گے اسی طرح ہمسایوں خصوصاً جو پاکستان ایران اور دوسرے ممالک کے ساتھ خصوصی برادرانہ تعلقات قائم کریں گے اور اس بات کی کوشش کریں گے کہ جلد سے جلد او آئی سی میں شامل تمام اسلامی ملک طالبان کی حکومت کو تسلیم کر لیں اس مقصد کے لیے طالبان قیادت جلد اپنے وفود دوسرے ملکوں کو بھیجے گی اپنے دورے کے دوران ہم جہاں بھی گئے فرشی نشستوں پر بیٹھے گورنر قندھار ملا محمد حسن نے بتایا کہ ہم لوگوں کو توقع نہ تھی کہ ظلم وستم کے بارے میں لوگ اس طرح ہمارے ساتھ تعاون کریں گے اور ہمارے احکامات پر عمل کریں گے ایسا محسوس ہوا ہے کہ لوگوں نے کلمہ شکر ادا کیا کہ حالات درست کرنے کوئی تو آگے آیا مرکزی شوریٰ کے رکن مولانا احسان اللہ نے ہمیں بتایا کہ عصر کے بعد لوگ ڈر خوف کے مارے گھروں سے باہر نہیں نکلتے تھے کیونکہ لوٹ مار عام تھی مگر اب حالت یہ ہے کہ اگر کوئی عورت رات بارہ بجے بھی سونا پہن کر تنہا سفر کرے اگر اس کا سفر پر امن نہ ہو تو میرے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں مولانا احسان اللہ شہید نے بتایا کہ جب وہ خوست گئے تو ہندوؤں نے ان کے گلے میں ہار ڈالے طالبان کے زیر کنٹرول علاقے میں تمام غیر مسلم اقلیتیں محفوظ ہیں اسلام کی روشنی میں ہم ان کی جان و مال کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں طالبان حکومت کے ایک نمائندے ملا احسان اللہ نے ملاقات میں بتایا کہ روسی شکست کے بعد افغانستان میں فوراً اسلامی نظام قائم ہو جانا چاہیے تھا مگر استاد برہان الدین ربانی انجینئر گلبدین حکمت یار احمد شاہ مسعود جنرل دوستم کے درمیان حصول اقتدار کی لڑائی نے تمام

جہادی قوتوں کو بدنام کر دیا تھا مگر تحریک اسلامی طالبان نے اسلامی نظام عملاً نافذ کر کے جہاد کے مخالفین کو جواب دے دیا ہے پولیس کے ایک اعلیٰ افسر ملا عبدالصمد نے بتایا کہ جب سے طالبان نے نظام سنبھالا ہے اس وقت سے رات کے وقت کوئی واردات نہیں ہوئی طالبان پر مشتمل پولیس کو اختیار حاصل ہے کہ جہاں کسی کو کوئی برائی کرتے دیکھے اسے فوراً قاضی کی عدالت میں پیش کر دے یہ اسلامی نظام کی برکات ہی ہیں کہ طالبان کے زیر کنٹرول علاقے میں ابھی تک کوئی چوری نہیں ہوئی بلکہ جن لوگوں نے طالبان کی حکومت سے قبل چوریاں کی تھیں ان میں سے بہت سے چوروں نے خود آ کر مسروقہ مال واپس کر دیا اس سے قبل قتل آئے دن کا معمول تھا اب طالبان کی حکومت کے قیام کے بعد قتل کے تین مقدمے قاضی کی عدالت میں آئے شرعی فیصلے کے مطابق قاضی نے قاتلوں کے قتل کا فیصلہ دیا اور پھر تینوں قاتلوں سے عوام کی موجودگی میں شریعت کے مطابق قصاص لے لیا گیا اس کے بعد اب تک کوئی مقدمہ قتل نہیں آیا پورے علاقہ میں حجاموں کو دکانوں بازاروں میں حضور کی سنت داڑھی کو مونڈنے سے روک دیا گیا ہے جبکہ داڑھی صاف کرنے والے پر کوئی تعزیر یا سزا کا حکم جاری نہیں کیا گیا اس وجہ سے اکثر لوگوں نے ڈاڑھیاں رکھ لی ہیں تمام پولیس چوکیوں پر طالبان کا کنٹرول ہے وہ سب رضا کارانہ خدمت کر رہے ہیں اور کوئی تنخواہ نہیں لیتے ۲۵ سالہ وزیر اطلاعات ملا امین خان متقی نے بتایا کہ قندھار میں طالبان کا ایک ریڈیو سٹیشن صدائے شریعت کے نام سے قائم کیا گیا ہے جس سے تلاوت کلام پاک شرعی احکامات کے نفاذ کا اعلان توحید پر تنظیمیں تنظیمین دینی پروگرام شرعی قوانین کی برکات کے پروگرام منش ہوتے ہیں صدائے شریعت قندھار پر کسی عورت کی آواز مرد و عورت کے اور اس طرح کابل میں گانے اور ڈرامے پر مکمل پابندی ہے دو زبانوں فارسی اور پشتو میں پروگرام نشر کیے جاتے ہیں حکومت نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا شعبہ قائم کر رکھا ہے جس میں علماء کرام اور طالبان لوگوں کو دین کی دعوت دیتے اور اسلامی نظام کی برکات

بتاتے ہیں اور تمام منکرات پر سزاؤں سے خبردار کرتے ہیں چھ رکنی مرکزی کونسل نے سربراہ ملا محمد ربانی سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ روس کے خلاف سرزمین افغانستان پر جو جہاد ہوا تھا اور تقریباً سولہ لاکھ مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا اور لاکھوں مسلمان بے گھر ہوئے اس کا ایک ہی مقصد تھا کہ افغانستان میں اسلامی نظام قائم کیا جائے گا لیکن جہاد ختم ہوتے ہی بعض اقتدار پرست لیڈروں نے اسلامی نظام کی بجائے وہی پرانا کافرانہ نظام مسلط کرنے کی کوشش کی افغان عوام کی جان و مال عزت و آبرو اور افغان وحدت کو قائم رکھنے کو اہمیت دی اور عزم کیا کہ تادم زیست اسلامی نظام کے لیے لڑتے رہیں گے اب طالبان عظیم الشان اسلامی ریاست کا نمونہ دنیا کے سامنے رکھیں گے اسلامی نظام کی برکات بتائیں گے اور ثابت کریں گے کہ بگڑے ہوئے معاشرے کو سدھارنے کا حل اس نظام میں موجود ہے افغانستان کے اس چند روزہ دورہ سے واپس آتے ہوئے ہم محسوس کر رہے تھے اور دل ہی دل میں خوش تھے کہ جس اسلامی معاشرے اور اسلامی حکومتوں کے بارے میں ہم کتابوں میں پڑھتے آئے ہیں بزرگوں سے سنتے آئے ہیں جس کے خواب دیکھتے رہے ہیں وہ اب حقیقت میں سب کچھ سامنے ہے خدائے بزرگ و برتر سے دعا ہے کہ ہم بھی اپنے ملک میں یہ سب کچھ دیکھیں اور ہم بھی صحیح اسلامی نظام کی نعمتوں سے مالا مال ہوں آمین۔

☆ ☆ ☆

جہاد افغانستان تاریخ کے آئینہ میں

۱۹۶۰ءاور ۱۹۸۰ءکی درمیانی دہائیاں اس اعتبار سے دنیا کے لیے تاریک حیثیت رکھتی ہیں کہ روس سپر طاقت کی حیثیت سے اپنے عروج وکمال پر پہنچ چکا تھا زمین کے علاوہ اس کے اقتدار کی طنابیں چاند اور دیگر سیارات کی طرف رخ کر رہی تھیں اسلحہ کی بڑھتی ہوئی نئی قوت نے اس نشہ اقتدار کو اتنا بڑھایا ہوا تھا کہ وہ جس ملک کو چاہتا اپنے تسلط میں لے لیتا امریکہ اور روس کے دنیا پر قبضہ کے خواب نے ان دونوں کو ہر ضابطے اور اخلاقی قانون سے مستثنیٰ کر دیا تھا ایسے میں امریکہ نے ویتنام کو اپنے زیر نگیں لانے کے لیے اپنی فوجیں ویتنام داخل کیں اور اس کو منہ کی کھانا پڑی اور ہزاروں لاشوں کو چھوڑ کر وہاں سے بھی اپنے اقتدار کو وسیع کرنے کے لیے دوسرے ملکوں کا رخ کیا اور بعض ممالک میں اس کو کامیابی حاصل ہوگئی اور ان کی للچائی ہوئی نگاہوں نے اس خطے کو اپنے زیر تسلط لانے کے لیے تیاری شروع کر دی۔ امریکہ نے اس موقع پر جنگ کے بجائے عیاری سے کام لیا اور اقتصادی اور معاشی ترقی کے نام پر ان ممالک میں ایسا اثر ورسوخ بڑھایا کہ یہ ممالک اس کے زیر اثر آ گئے اور عملاً ان ممالک کے فوائد سے امریکہ مستفید ہونے لگا اس کے لیے یہ صورتحال تشویشناک تھی امریکہ کے بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ اس کے سپر طاقت کے لیے چیلنج تھا اس

لیے اس نے خلیجی ممالک کے تیل کے کنوؤں پر قبضہ جمانے کے لیے اپنے زیر اثر ملک افغانستان میں براہ راست داخل ہونے کا فیصلہ کیا تاکہ اس کے بعد پاکستان کے راستہ گوادر سے ہوتا ہوا مسقط عمان اور خلیجی ریاستوں کو نہ صرف اپنے کنٹرول میں لے لے بلکہ گرم پانی تک رسائی حاصل کرے کیونکہ نصف دنیا پر تسلط کے باوجود وہ سمندری حدود سے محروم تھا ادھر افغانستان کی صورتحال یہ تھی کہ اس کے تینوں طرف روس کی سرحدیں ملتی تھیں اور روس کی طرف سے مسلم وسطی ریاستوں کی اسلامی حیثیت ختم کرنے کے بعد افغانستان سے اس کے اقتصادی اور سفارتی رابطے نہ صرف بحال تھے بلکہ اس ملک کے حکمران اس کے غلامی کی حیثیت رکھتے تھے تجارتی لین دین تمام تر روس کے ساتھ تھا پچاس سال کے عرصہ میں تعلیم وتعلم کے نام پر روس نے افغان نوجوانوں کو ذہنی طور پر غلام بنانے اور ان کے نظریات تبدیل کرنے کی تمام تر کوشش کر ڈالی تھی اور بڑے شہروں کی حیثیت یہ ہوگئی تھی کہ اسلام کے نام سے نئی نسل آگاہ تھی لیکن ذہنی طور پر وہ اسلام سے دور ہو چکی تھی روس سے تعلیم یافتہ نوجوان مذہب سے عاری ہو چکے تھے ادھر حکمران طبقہ اور فوجی قوت روس کی صرف غلام نہیں بلکہ ابرو کے اشارے پر جان چھڑکنے کے لیے کمر بستہ رہتی تھی روس کے لیے افغانستان میں داخلے کی کوئی رکاوٹ نہ تھی اس کے لیے اگر خطرات تھے تو پاکستان میں وہ بھی معمولی سی مداخلت کے لیے اس لیے ۱۹۷۶ء میں روس نے اپنی فوجیں داخل کر دیں اس سے قبل کی صورتحال کے پیش نظر افغانستان کے علماء کرام نے روسی نظریات اور افغانستان میں بے دینی کے فروغ پر اپنے حکمرانوں کے خلاف جہاد شروع کر دیا تھا مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک طالب روس سے تعلیم حاصل کر کے افغانستان واپس پہنچا تو اس کے والد نے اس کو کہا کہ شادی کر لو اور اس سلسلے میں کوئی جگہ بتا دو تا کہ شادی کی جائے تو اس نے کہا کہ باہر جانے کی کیا ضرورت گھر میں بہن بیٹھی ہے اور میری دیکھی بھالی ہے اس سے کروا دو والد نے سمجھایا تو اس نے کہا کہ یہ سب مذہبی ڈھکوسلے ہیں والد نے کہا اچھا کل بات کریں گے اپنے عزیز واقارب کو جمع کیا اور ان کے

سامنے اس سے پوچھا اس کے اس جواب پر اس کو گولی ماردی اور لوگوں کو کہا کہ میں یہ آپ کو بتانا چاہتا تھا بہرحال جہاد شروع ہو چکا تھا دوسری طرف حکومت نے اس جہاد کو کچلنے کے لیے تیاری شروع کی ہوئی تھی ملا شو باز ادملا مجددی اور دیگر بڑے سرکردہ مشائخ کو جیلوں میں ٹھونس دیا ۱۹۷۶ء میں روسی فوجوں کے افغانستان میں باضابطہ داخلے نے افغان علماء کرام اور عوام میں تشویش کی لہر دوڑادی اور انہوں نے اس سلسلے میں مشترکہ لائحہ عمل تیار کرنے کی ضرورت محسوس کی اور آخر کار پہلے مرحلے میں علماء کرام نے متفقہ طور پر جہاد کا فتویٰ جاری کردیا اور مزید رہنمائی کے لیے پاکستان کے علماء کرام کی طرف رجوع کیا مفکر اسلام مولانا مفتی محمود محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحم اللہ، ترجمان اہل سنت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور پاکستان کے دیگر علماء کرام نے متفقہ طور پر فتویٰ جاری کیا کہ افغانستان کے علماء کرام اور اہل اسلام پر روس اور اپنی حکومت کے خلاف جہاد فرض ہے اور جمعت علماء اسلام نے اس سلسلے میں چوک یادگار پشاور شیرانوالہ لاہور، جامعہ اسلامیہ راولپنڈی، کراچی، مطلع العلوم کوئٹہ، میں جہاد کانفرنسوں کا آغاز کیا اور افغانستان والوں پر جہاد فرض عین اور پاکستانی مسلمانوں پر فرض کفایہ قرار دیا اور مجاہدین کی بھرپور حمایت کا اعلان کیا گیا اس دوران جمعیت علماء پاکستان کے تحت کے نام سے جہادی تنظیم قائم کی گئی جواب حرکتہ المجاہدین کے نام سے جہادی خدمات انجام دے رہی ہے اور اس کے بیس سالہ جہادی جدوجہد میں ہزاروں شہداء کا نام شامل ہے بہرحال بقول مولانا جلال الدین حقانی ہم نے پستول سے جہاد شروع کیا اور گوریلا طور پر دشمن سے اسلحہ چھین کر ان کے خلاف استعمال کرنا شروع کیا آہستہ آہستہ جہاد کا عمل بڑھنا شروع ہوا اور افغانستان نے اپنی تاریخ کے مطابق اپنی سرزمین پر غیر ملکی تسلط قبول کرنے سے انکار کردیا لاکھوں مہاجرین نے ایمانوں کی حفاظت کے لیے ملک کی آرام دہ زندگی کو ترک کیا اور ہر نوجوان اور بوڑھے نے اپنی زمام علماء کرام کے حوالے کرکے جہاد پر بیعت کرلی روس افغانستان میں پھنستا چلا گیا

روس کی اسلحہ کی طاقت جذبہ جہاد کے آگے مانند پڑگئی نہتے مجاہدین کی ایمانی قوت نے روسی افواج کو ناکوں چنے چبوادیئے اور ذلیل وخوار ہوکر روسی فوجی کتوں کی طرح مرنے لگے ان کی بے گوروکفن لاشوں پر گدھ اور کتے منڈلانے لگے مجاہدین کے نام سے وہ خوف کھانے لگے افغانستان پر قبضہ کے خواب دیکھنے والوں کو اپنی زندگی کے لالے پڑ گئے ادھر دنیا بھر کے مجاہدین اور پاکستان کے دینی مدارس کے طلباء نے اپنے افغان مجاہد بھائیوں کا بھرپور ساتھ دیا مفتی محمود رحمہ اللہ علیہ نے افغانستان کے تمام علماء کرام کو جہاد کے ایک نقطہ پر متفق کیا اور آخر کار 14 سال کی کم مدت میں افغانستان کے مسلمانوں نے علماء کرام کی قیادت میں دس لاکھ سے زائد جانوں کا نذرانہ اور لاکھوں زخمیوں کا نذرانہ اور کفارہ دے کر نہ صرف افغانستان کو بچایا بلکہ دنیا کے نقشے سے سوویت یونین کا نام تک کھرچ ڈالا اور ۱۹۸۸ء کو روس کو جنیوا معاہدہ کرنا پڑا جس کے تحت اس نے ۱۵ فروری ۱۹۸۹ء تک اپنی فوجوں کو افغانستان سے نکالنے کی حامی بھری اور پھر ۱۵ فروری کے تاریخی دن اطراف عالم کے لوگوں نے عجیب منظر دیکھا کہ وہ روس جس کی تاریخ تھی کہ کسی ملک میں داخل ہونے کے بعد کبھی نکلا نہیں اور افغانستان کی تاریخ تھی کہ اس نے کسی کا تسلط قبول کیا نہیں روس کی فوجیں افغان مجاہدین کے ہاتھوں ذلیل ہوکر اپنی جانیں بچا کر افغانستان سے راہ فرار اختیار کررہی تھیں روسی فوجوں کے انخلاء کے بعد افغان حکمرانوں کو اسلحہ نے کوئی کام نہ دیا اور ظاہر شاہ داؤد حفیظ اللہ امین نور محمد ترکئی ببرک کارمل کی مجاہدین کے ہاتھوں عبرتناک ذلت و موت کے بعد نجیب اللہ اپنا اقتدار برقرار نہ رکھ سکا اور روسی اسلحہ سمیت اپنا پورا ملک ۱۹۹۲ء میں مجاہدین کے حوالے کرنے پر مجبور ہوا اور بڑی مشکل سے اقوام متحدہ میں پناہ لے کر جان بچانے میں کامیاب ہوا اور کابل میں صبغت اللہ مجددی کی مجاہدین حکومت قائم ہوئی ۵ ماہ حکومت کرنے کے بعد مجاہدین جماعتوں کی رائے شماری کے مطابق پروفیسر برہان الدین ربانی مجاہدین حکومت کے صدر قرار پائے اور حکمت یار وزارت عظمیٰ کے لیے منتخب ہوئے جبکہ وزارت دفاع احمد شاہ مسعود کے حصہ میں آئی اور دیگر وزارتوں پر یونس خالص

عبدالرب رسول سیاف اور دیگر مجاہد رہنما فائز ہوئے مجاہدین کی حکومت کے قیام کے بعد اندازہ تھا کہ افغانی مسلمانوں کے آزمائش کا دور ختم ہوگیا لیکن بہان متی کا کنبہ اقتدار کی جنگ میں ایسا مشغول ہوا کہ احمد شاہ مسعود اور برہان الدین نے حکمت یار کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور بدقسمت حکمت یار وزارت عظمیٰ کے عہدہ کے باوجود کابل میں داخل ہونے کی حسرت لیے اپنے مرکز پر بیٹھا رہا اور اشتعالی طور پر اس نے برہان الدین ربانی کا جینا دوبھر کر دیا اور وہ کابل جو روس کے تسلط سے چودہ سال محفوظ رہا تھا مجاہدین کی خانہ جنگی کا شکار ہوگیا اور کابل کی جنگ نے آناً فاناً اس علاقے کو کھنڈرات میں بدل دیا اور کابل کے رہنے والوں کی زندگیاں اجیرن کر دیں مرکزی حکومت کی کمزوری اور خانہ جنگی نے ملک کے وسیع وعریض حصہ میں پھیلے ہوئے جنگجو کارکنوں کو مادر پدر آزاد کر دیا اور قانون کی گرفت نہ ہونے کی وجہ سے بے دین قوتوں کا راستہ کھول دیا اور تاریخ افغانستان نے وہ مناظر دیکھے کہ شیطان اور کفر کی قوتیں بھی شرما گئیں عورتوں اور بچوں کی عصمت دری کے واقعات سڑکوں پر کھلے عام ہونے لگے چوری اور لوٹ مار پیشہ بن گئی بالیوں اور انگوٹھیوں کے حصول کے لیے کان کی لوئیں اور انگلیاں کاٹی جانے لگیں لڑکوں اور نوجوان لڑکیوں کو لوگ سات پردوں کے پیچھے چھپانے لگے کمیونسٹ قوتیں مجاہدین کے نام پر یہ سب کچھ کرنے لگیں حاملہ عورتوں اور بوڑھوں کو زیادتی کا نشانہ بنایا جانے لگا ٹیکسی ڈرائیوروں سے کچھ نہ ملنے کی صورت میں ٹینکی سے پٹرول نکالا جانے لگا غرض مجاہدین کے نام شیطانوں کی حکومت آگئی اصل مجاہدین اپنے گھروں میں روپوش ہو گئے یا اپنی تعلیم و تعلم میں مصروف ہو گئے لوگ اتنے عاجز آ گئے کہ مجاہدین کے نام سے پناہ مانگنے لگے ظاہر شاہ جیسے بد اطوار شخص کی واپسی کی دعائیں ہونے لگیں ایسے میں خدا تعالیٰ کو افغانستان کے مظلوم مسلمانوں پر رحم آ گیا ان کی خطائیں معاف ہوگئیں کفارہ قبول ہوا اور ۱۹۹۳ء میں قندھار کے نواحی علاقے کشکی نخود میں چند علماء جمع ہوئے جن کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ تھی ۸۰ افراد جن میں پندرہ بیس علماء اور مخلص مجاہدین شامل تھے وہ ایک دوسرے کے سامنے دوسرے خونی

واقعات بتاتے مسلمانان افغانستان کی حالت زار پر غور کیا اور پھر خدا تعالیٰ کی طرف رجوع ہوئے استخارے کی دعائیں پڑھیں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسے کا عزم کرتے ہیں مفسد قوتوں کے خلاف جہاد کا اعلان کرتے ہوئے اپنی تحریک کو طالبان کا نام دیا اور ایک مخلص مجاہد جن کی آنکھ روس کے خلاف جہاد میں ضائع ہو چکی تھی جس کی زندگی جہاد سے عبارت تھی اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے سپین بولدک کی طرف یہ قافلہ روانہ ہوا راستہ میں جگہ جگہ زنجیریں لگائے چھوٹے مجاہد اور کمانڈر بھتہ وصول کر رہے تھے ہر گلی میں الگ الگ حکومتیں اپنے قوانین نافذ کر رہی تھیں اسپین بولاک کی پہلی زنجیر توڑ کر جہاد کا اعلان کیا اور آہستہ آہستہ ایک ایک زنجیر ٹوٹتی گئی اور اسلامی ریاست کا سفر قندھار کی طرف شروع کیا اس دن کے مختصر مرحلے میں اسپین بولاک سے قندھار کا نواحی زیر نگیں آ گیا تو اس میں اسلامی قوانین کا نفاذ کر کے اسلحہ سب سے چھین لیا گیا چمن سے آنے والے افغانی مسلمانوں نے عجیب منظر دیکھا کہ اب اسپین بولاک سے قندھار تک کوئی پکڑ دھکڑ نہیں کوئی لوٹ مار نہیں کسی نے بھتہ نہیں مانگا تو ان کو یقین نہیں آیا جو پیشگوئیاں شروع ہوئیں لیکن ذہنی بات سمجھ کر لوگ فراموش کر گئے ادھر قندھار پر ظالم اس طرح دندناتے رہے تھے اس طرح بدمعاشیاں عروج پر تھیں برہان الدین کے کمانڈر غیض وغضب کی علامت بنے ہوئے تھے زندگیاں لوگوں کی اجیرن کی ہوئی تھیں۔

ملا محمد عمر مجاہد اور ساتھی مشورے کے لیے بیٹھے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا ملا محمد عمر مجاہد کے دل میں خدا تعالیٰ نے یہ بات ڈالی قندھار کا فتح کرنا اور اس کو اسلامی ریاست کا پہلا دارالخلافہ بنا کر ایک نمونے کے طور پر پیش کرنا طالبان کے لیے ضروری پھر دیر کس بات کی اٹھو اور چلو با شہادت یا فتح اسپین بولدک اور نواحی علاقوں کی فتح نے اسّی افراد کے قافلے کو چند سو تک وسیع کر دیا تھا مخلص مجاہدین جمع ہونے شروع ہو گئے تھے ملا محمد عمر مجاہد کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں میں اضافہ ہو رہا تھا چند سو افراد جمع ہوئے معمولی اسلحہ اٹھایا گیا قندھار کا رخ کیا اور دنیا نے حیرت زدہ منظر دیکھا ظالم بزدل ہوتا ہے کا محاصرہ سچا

ثابت ہوا۔ مختصر مومن جماعت کثیر جماعت پر غالب آئے گی کا وعدہ خداوندی کا مظہر سامنے آیا اور قندھار چند لمحوں میں طالبان کے ہاتھ میں آ گیا طالبان نے داخل ہوتے ہی مسلم حکمرانوں کی صفات کا مظاہرہ کیا کہ جب ہم ان کو زمین میں خلافت دیتے ہیں تو وہ نمازیں قائم کرتے ہیں زکوۃ دیتے ہیں اور اچھائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں قندھار کی فتح پر اعلان ہوا اپنا اسلحہ اسلامی ریاست کے پاس جمع کرا دو تمہاری جانوں کی حفاظت اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر طالبان کے ذمہ ہے اگر ہم اس میں کامیاب نہ ہوئے تو چھوڑ کر چلے جائیں گے کیونکہ خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی طریقہ تھا اور پھر چشم فلک نے دیکھا کہ اسلحہ والے ملک میں ہر مسلمان نے اپنا اسلحہ طالبان کے پاس جمع کر دیا کسی ظالم کے پاس قوت نہیں رہی اور طالبان نے قندھار میں مثالی امن قائم کر دیا شریعت کے قوانین نافذ ہوئے قاتلوں اور ڈاکوؤں کے لیے شرعی سزائیں تجویز ہوئیں قوانین اسلام کا اعلان ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا مشاہدہ شروع ہوا اور ہر شخص چین کی زندگی پا گیا مسلمانوں نے دیکھا اسپین بولدک سے قندھار تک امن و سکون اور چین کی فراوانی، زندگی مطمئن اور آرام دہ اور قندھار آتے دوسری طرف بے امنی لوٹ مار ظلم وستم دونوں طرف افغانی حکمران ہی دونوں طرف مجاہد تو تیں ہیں پھر یہ فرق کیوں؟ یہ تفاوت کیسا؟ ذہن نے جواب دیا ایک طرف شرعی قوانین دوسری طرف شخصی قوانین ایک طرف اسلامی مشاورت دوسری طرف شخصی احکام وآمریت ایک طرف مخلوق کے قوانین ایک طرف خالق کے قوانین ایک طرف جہاد کے ثمرات دوسری طرف کمانڈروں کے مفادات ایک طرف اسلام اور دین کی سربلندی دوسری طرف جماعت کی سر بلندی ایک طرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر دوسری طرف مفاد پرست اور مفسد لوگوں کا لشکر ایک طرف قرآن وسنت دوسری طرف اقتدار اور نشہ اقتدار ایک طرف سب قوانین خداوندی کے تابع دوسری طرف سب قوانین سے بالاتر ایک طرف اللہ تعالیٰ کے غلام دوسری طرف اللہ کے بندوں پر خدائی کے دعویدار ہر طرف صدائیں آپ کے لیے

چشم براہ ہیں آپ کی آمد کے لئے بلند ہونے لگیں طالبان ہماری طرف آئیں ہم آپ کے لیے چشم براہ ہیں آپ کی آمد کے منتظر ہیں نجات دہندہ کی ضرورت ہے ہمیں نفاذ شریعت کی ضرورت ہے اسلامی قوانین سے انحراف کی ہم نے بہت سزا بھگت لی ہم اسلامی لشکر میں داخل ہونا چاہتے ہیں ربانی کی حکومت ،حکمت یار کی حکومت، سیاف کی لیکن جھنڈے طالبان کے سفید پرچم ہر طرف لہرانے لگا ہر جماعت کے مخلص مجاہدین جماعتوں کا طوق اتار کر طالبان میں شامل ہونے لگے شیطان نے کہا کہ طالبان کے یہاں عزت نہیں ہوگی عہدہ نہیں ملے گا عیاشی ختم ہوجائے گی امداد بند ہوجائے گی بھوکے مرو گے کیونکہ طالبان کے پاس کچھ نہیں کئی کئی دن کی باسی روٹیاں ملتی ہیں (مفتی نظام الدین مسلم شامزئی کے اعزاز میں جو روٹی آئی کھا کر ان کے ساتھی پچش کا شکار ہو گئے۔ اسلحہ ہاتھ میں نہیں رہے گا لیکن مولانا جلال الدین حقانی مولانا ارسلان رحمانی اور دیگر مخلص مجاہدین کو یہ سب کچھ نہیں چاہیے تھا وہ تو ایک سیاسی تھے کسی امیر المومنین کے منتظر تھے جماعتیں ٹوٹ گئیں مخلص مجاہدین الگ ہو گئے اللہ تعالیٰ کے رسول کا لشکر مضبوط ہو گیا تائید غیبی حاصل ہوتی گئی پاکستان کے علماء کرام کے کانوں تک آواز پہنچی سب سے پہلے مفتی صاحب نظام الدین شامزئی نے لبیک کہا مولانا امداداللہ مولانا عطاء الرحمن اور دیگر علماء کرام قندھار روانہ ہو گئے مولانا فضل الرحمان مولانا نادر کشمیری کمانڈر عبدالجبار نے حرکتہ المجاہدین کے ہزاروں مجاہد تیار کیے اور ملا محمد عمر مجاہد کے ہاتھ پر بیعت کے لیے دے دیئے مولانا عبدالغنی اور مولانا نور محمد اٹھے اور جمعیت علماء اسلام بلوچستان کو طالبان کی حمایت کے لیے وقف کر دیا مدارس خالی کر دیئے اور تمام طلباء اور اساتذہ میدان جہاد میں شہادت کے لیے جمع ہو گئے ایسا لگتا تھا کہ مولانا عبدالغنی نے جہاد کے فرض عین کا فتویٰ دے دیا مولانا عبداللہ چترالی شہید اور مولانا ایوب جان بنوری نے جمعیت علماء اسلام سرحد طالبان کے حوالے کر دی مفتی رشید احمد صاحب نے طالبان کے اسلامی لشکر ہونے کا اعلان کر کے اپنی تائید و نصرت کے دروازے وا کر دیئے اور اپنے حلقے کو طالبان کی حمایت کے لیے وقف کر دیا مفتی رفیع عثمانی

اور مفتی مولانا محمد تقی عثمانی نے بھی انشراح صدر سے تائید وحمایت کا اعلان کر دیا بنوری ٹاؤن تو مقدمہ الجیش تھا مفتی احمد الرحمن کے جانشین کیسے پیچھے ہٹ سکتے تھے مولانا عبدالسمیع اور محمد بنوری ڈاکٹر حبیب اللہ اپنے طلباء کے ساتھ قندھار پہنچ گئے اور تمام حساس علاقوں پر ان کی ڈیوٹیاں لگ گئیں حکیم محمد اختر بھی میدان عمل میں اتر آئے مجاہدین کے شانہ بشانہ مریدین سمیت مصروف عمل ہو گئے، جمعیت علماء اسلام جو ہر کام میں پیش پیش تھے جب ان کے کانوں میں اسلامی لشکر کی آواز پہنچی تو وہ بھی لبیک کی صدائیں بلند کرتے ہوئے شریک سفر ہو گئے، مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ تو افغانستان کے مجاہدین کے سرخیل تھے قائد مولانا فضل الرحمن تو طالبان کی دلوں کی دھڑکن ہیں ان کی امدادی تائید نے طالبان کا قد اقصائے عالم میں بلند کر دیا مرشدی حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی کے پہلے فتویٰ نے تمام دنیا کی جہادی قوتوں کو طالبان کی طرف متوجہ کیا غرض پاکستان اور ہندوستان کے علماء حق اپنے شاگردو تلامذہ کے اس جہاد میں شرکت کے لیے اپنا تن ومن نچھاور کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ دارالعلوم دیوبند اور شیخ الہند محمود الحسن، حافظ جناب شہید شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، فقیہ امت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی، سید الاتقیا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہم اللہ سے منسوب طالبان نے اللہ کے لشکر کا کردار ادا کرتے ہوئے لوگر ہرات اور غزنی کی طرف پیش قدمی کی نصرت خداوندی کے دروازے کھل گئے دشمن پر رعت غالب آ گیا کمانڈر اسمٰعیل اور حکمت یار جیسے مضبوط قویٰ کے مالک کمانڈر راہ فرار اختیار کرنے لگے عبدالقدیر جیسے جری دم دبا کر بھاگ گئے ادھر ملا محمد عمر کے تدبر نے لشکر اسلام کو کہیں پیٹھ پھیرنے کا سبق نہیں سکھایا چند طلباء پیش قدمی کرتے ہوئے ایک بڑے لشکر کے سامنے پہنچے تو ان کی کثرت اور اسلحہ کی قوت نے وقتی طور پر طالبان کو مغلوب کر دیا حکمت عملی کے تحت پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا تو امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نے کہا کہ زنجیریں اٹھا کر واپسی کے راستہ مسدود کر دو اور خود کلاشنکوف لے کر کھڑے ہو گئے کہ

اسلامی لشکر میں پیٹھ پھیرنے والے کی سزا موت ہے شہادت یا فتح اور پھر چشم فلک نے منظر دیکھا کہ نہتے طلباء ہرات پر کثیر نوجوانوں کو روندتے ہوئے ایسے داخل ہوئے کہ پورا ہرات سفید جھنڈوں سے سراپا استقبال بنا ہوا تھا اور مفسد کمانڈروں سے برأت کا اظہار کر رہا تھا غزنی کے راستہ پر دشمن نے ایسی بارودی سرنگیں بچھائیں کہ جان کا نذرانہ دیئے بغیر کوئی راستہ نہیں تھا دن گزرتے جا رہے ہیں فتح کا امکان نہیں کیونکہ کوئی راستہ نہیں۔ ایک طالب علم ایک اللہ کا سپاہی اٹھا اور کہا کیا کوئی میرے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہے؟ ایک جان کا نذرانہ ایک قدم کا فاصلہ صاف دوسری جان کا نذرانہ ناگلا قدم صاف اور پھر جذبہ جہاد سے سرشار اللہ تعالیٰ کے سپاہیوں کے سامنے دنیا کی ہر تدبیر ناکام ہوگئی ہر اسلحہ عاجز آ گیا اور دنیا نے شجاعت و بہادری کا یہ منظر بھی دیکھا کہ ایک ایک مجاہد اپنے پرخچے اڑاتا گیا اور قدم کی تقدیر بن گیا اور پچیس انفرادی شہادتوں نے لاکھوں اجتماع انسانوں کی زندگی بدل دی غزنی فتح ہوا اور پھر کابل کی طرف پیش قدمی شروع ہوئی جلال آباد کیسے فتح ہوا؟ اس درہ کو کیسے عبور کیا گیا جس کے اوپر ٹینک اور توپوں اور اسلحہ کے انبار لگے ہوئے تھے اور کس طرح مجاہدین نے ناممکن کو ممکن بنایا یہ سب اسلامی لشکر کی تاریخ کا حصہ ہیں جس پر آج تک کسی کو یقین نہیں لیکن جو قوت طارق بن زیاد کے لشکر کو سمندر پر گھوڑے دوڑانے کی قوت عطا کر سکتا ہے وہ خدا لشکر اسلام طالبان کو بھی ہر قسم کی قوت فراہم کر سکتا ہے بقول حضرت مولانا یوسف حضرت جی امیر دوم تبلیغی جماعت جب شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ نے نصیحت کی کہ حضرت مولانا الیاس رحمتہ اللہ علیہ کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا تھا۔ تم ذرا خرچ میں احتیاط کرو تو انہوں نے اس طرح فرمایا بھائی جی لینے والے ہاتھ ہی تو بدلے ہیں دینے والا ہاتھ تو وہی ہے اللہ تعالیٰ تو وہی ہیں مسلمانوں کے جذبہ کی ضرورت حتمی اور یہ جذبہ اللہ کے لشکر طالبان میں پیدا ہوا تو نصرت کے دروازے کھلتے گئے اور دشمن بوکھلا گئے حکمت یار اور احمد شاہ مسعود جن کو اپنی قوت و طاقت پر ناز تھا خوف زدہ ہو کر کہنے لگے کہ آخر اب طالبان آئیں تو ان کو پتہ چلے گا کہ لڑائی کیا ہوتی ہے اور پھر دنیا نے خدا کی قوت دیکھی کہ تکبر

وغرور کا یہ سر بغیر کسی مزامت کے ایسا جھکا کہ اسلحہ کے ڈھیر کے ڈھیر طالبان کے لیے چھوڑ گیا اور جہاد افغانستان سے اس کا نام ونشان مٹ گیا اور احمد شاہ مسعود جس نے سالہا سال تک حکمت یار جیسی قوت کو کابل میں داخل ہونے نہیں دیا کابل سے لنگوٹی چھوڑ کر ایسا بھاگا کہ نہتے طلباء اس کا پنج شیر تک پیچھا کرتے رہے اور بڑی مشکل سے اس نے پنج شیر کے پہاڑوں میں پناہ لے کر جان بچائی نجیب اللہ کو دو چھوٹے سے طالب علموں نے مردار کر کے پھانسی کے پھندے پر لٹکایا حکمت یار احمد شاہ مسعود ایران ازبکستان تاجکستان روس انڈیا نے طالبان کے خطرات کو محسوس کر کے ان کے خلاف متحدہ جدوجہد شروع کی اور طالبان کے خلاف امریکی ایجنٹ ہونے کا فتویٰ صادر کر دیا لیکن جب اللہ تعالیٰ کے اس لشکر اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سپاہیوں نے نفاذ شریعت کا عمل مکمل کر دیا تو ان کا پروپیگنڈہ خود بے اثر ہو گیا اور امریکہ بہادر کو بھی پریشانی لاحق ہو گئی اس لیے اسّی فیصد علاقے پر فتوحات اور دار الخلافہ میں حکومت کے قیام کے باوجود اقوام متحدہ اور امریکہ اور مغربی قوتوں نے طالبان حکومت کو تسلیم نہیں کیا بلکہ پاکستان اور سعودی عرب کے علاوہ کسی ملک کو تسلیم کرنے نہیں دیا اور سعودی عرب کو بھی اسامہ ابن لادن کا بہانہ بنا کر تعلقات منقطع کرنے پر مجبور کیا گیا بہر حال ان تمام تر مشکلات کے باوجود اللہ تعالیٰ کا یہ لشکر اپنے مقصد اور مشن کی طرف رواں دواں رہا اور مئی ۱۹۹۷ء میں مزار شریف پر ایک جھوٹا معاہدہ کر کے محصور طالبان کو اجتماعی طور پر شہید کر کے ایک گڑھے میں دفن کر دیا گیا۔

باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑنے کے لیے

کے مصداق اگست ۱۹۹۸ء میں طالبان مزار شریف اور پھر ستمبر ۱۹۹۸ء میں بامیان پر اسلامی لشکر کی فتح کا جھنڈا لہرا دیا اور مزید لشکر اسلام پروان پنج شیر بدخشان کی فتوحات کے لیے اپنے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد التوکل علی اللہ الاکبر کے احکامات کا منتظر رہا۔

امیر المومنین کا افغان علماء سے خطاب:۔

امیر المومنین سے ڈیڑھ ہزار افغان علماء نے ایک خطاب کے دوران کہا کہ بڑی حیرت کی بات کہ نور الایضاح اور کافیہ پڑھنے والے طلبہ تو میدان عمل میں دشمن سے نبرد آزما ہوں اور علماء بس زبانی تائید تک محدود رہیں انہوں نے کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ علماء وطلبہ وقت کے تقاضے کو مدنظر رکھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوں علماء کے اٹھنے سے تحریک میں مزید تیزی آئے گی طلبہ کا حوصلہ بڑھے گا اور پھر علماء وطلبہ کو میدان عمل میں دیکھ کر عصری تعلیم کے اداروں سے بھی نوجوان اپنے دین کے تحفظ کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے اور دیگر تمام مسلمانوں کے قلوب بھی نرم ہوں گے اور وہ بھی اپنے آپ کو عملی جہاد میں پیش کر دیں گے انہوں نے ان علماء وطلباء اور عام مسلمانوں کو دعائیں دیں جو طالبان کے ساتھ عملاً تعاون کر رہے ہیں اور امید ظاہر کی کہ وہ آئندہ بھی اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے طالبان کی سرپرستی کرتے رہیں گے اجتماع عام سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اطلاعات ملا امیر خان متقی نے کہا کہ دوست دشمن سب کو یقین آ چکا ہے کہ طالبان کے پیش نظر خالص اسلام کا نفاذ ہے اقتدار ان کے مطمع نظر نہیں نہ ہی وہ شہرت چاہتے ہیں بلکہ وہ اس کا تہیہ کیے ہوئے ہیں کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے خون کا آخری قطرہ بھی بہانا پڑا تو دریغ نہیں کریں گے وزیر خزانہ مولوی احسان اللہ احسان شہید نے کہا کہ بے مثال امن حدود وقصاص کا نفاذ عدل وانصاف کی فراہمی عوام سے اسلحہ جمع کرنا اور تنظیموں کے بتوں کا پاش پاش ہونا طالبان کی کرامت اور اسلام کا معجزہ ہے انہوں نے کہا کہ لوگ اس منظر کو یقیناً نہیں بھولے ہوں گے جب بڑے بڑے کمانڈروں کی سرکردگی میں بے گناہوں کا خون بہایا جاتا تھا ان کی عزتیں لٹتی تھیں ظلم وبربریت کی کوئی انتہا نہ تھی اسلحہ کی دوڑ میں عوام وخواص میں مقابلہ جاری تھا اور اسلحہ کا بے دریغ استعمال کرنا ہر ایک اپنا بنیادی حق سمجھتا تھا اور اپنی تنظیم کے علاوہ کسی دوسری تنظیم یا اس کے افراد کا نام سننا بھی گوارہ نہ تھا لیکن اب کوئی تنظیم سرے سے ہے ہی نہیں سرپرست عالی شوریٰ محترم عالیقدر ملا محمد حسن نے کہا طالبان نے اصل اسلام نافذ کر دیا ہے

اب جبکہ دنیا بھر کا کفر طالبان کو ناکام بنانے بلکہ مٹانے کے لیے اتفاق کر چکا ہے اور مسلمانوں کو اس ساری صورتحال کا بخوبی علم ہے پھر بھی مسلمان تعاون کے لیے آگے نہیں بڑھتے تو وہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے کھڑے نہیں ہو سکیں گے۔

امیر المومنین کا طالبان کو خصوصی پیغام:۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد دامت برکاتہم نے طلبہ کرام کے نام جاری کردہ ایک خصوصی اور فی الفور واجب العمل فرمان میں ظلم و ناانصافی کا استیصال کرتے ہوئے کہا ہے کہ میرے نزدیک منصب و عہدہ سے قطع نظر ہر مجاہد لائق احترام ہے اور چونکہ افغانستان میں امارت اسلامیہ ہمارا نصب العین ہے لہٰذا ہر خاص و عام کو چاہیے کہ ہر ایسے شخص کی نا انصافی کی خبر مجھ تک فی الفور پہنچائے جو اپنی اچھی شہرت یا عہدہ سے ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہو میں ایسے شخص سے خود نمٹوں گا۔ انہوں نے کہا کہ کوئی شخص یہ نہ سوچے کہ وہ اپنی اچھی شہرت اور جنگی خدمات کی بدولت من مانی کر سکتا ہے میں حق کے مقابلہ میں کسی کی کوئی رعایت نہیں کروں گا۔ امیر المومنین نے اپنے فرمان میں اس امر کی بھی وضاحت کی کہ اطلاع دینے والے ناحق بلا ثبوت شرعی کوئی خبر مجھ تک ہرگز نہ پہنچائیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہر مسلمان اور مجاہد خواہ وہ ذمہ دار ہو یا معمولی فرد جس طرح اللہ کے ہاں مقدم و محترم ہے ویسے ہی ہمارے ہاں بھی لائق عزت و قابل اعتماد ہے۔

امیر المومنین نے افغانستان پر کروز میزائیل کے حملوں کے بعد امریکہ نے طالبان کے اسلام آباد سفارت خانہ کے ذریعہ مذاکرات کی پیشکش کی ہے افغان اسلامک پریس کے سربراہ یعقوب شرافت کے فیکس کے مطابق امیر المومنین نے امریکہ کی درخواست کو ٹھکرا دیا ہے امیر المومنین نے کہا کہ امریکی فضائی حملوں کے بعد مذاکرات کے لیے بچ ہی کیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ مذاکرات یا کسی موضوع پر بحث کا امکان ختم کر دیا ہے امیر المومنین نے کہا کہ امریکہ پر لازم ہے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ اسامہ کینیا اور تنزانیہ بم دھماکوں میں

ملوث تھے اور یہ کہ سوڈان کے خلاف لگایا گیا الزام بھی درست تھا اگر وہ معقول شواہد سے ثابت نہ کر سکا تو یہ ایک طرف امریکہ اور اس کے خفیہ اداروں کے لیے بہت ہی خجالت کا باعث ہوگا اور دوسری طرف بین الاقوامی سطح پر بھی بدنامی کا بڑا ذریعہ امیر المومنین نے کہا کہ امریکہ افغانستان اور سوڈان سے معافی مانگے اور ہونے والے جانی و مالی نقصان کا تاوان ادا کرے امیر المومنین نے دوٹوک لفظوں میں کہا کہ اگر امریکہ عالمی سطح پر اپنا وقار بحال کرنا چاہتا ہے تو وہ خلیج سے اپنی افواج واپس بلائے دور موجودہ صدر کلنٹن کو فی الفور صدارت سے معذول کرے کیونکہ اس پر نہ صرف یہ کہ بدکاری کا الزام ہے بلکہ اس نے خود عدالت میں اس شرمناک جرم کا اعتراف کیا ہے افغان اسلامک پریس نے امیر المومنین سے پوچھا کہ آپ کے خیال میں امریکی صدر کے جرم کی کیا سزا ہے تو ان کا کہنا تھا کہ اسلام میں تو ایسے شخص کو سنگسار کرنے کا حکم ہے مجھے نہیں معلوم امریکی قانون اس بارے میں کیا کہتا ہے تاہم میں ایک مرتبہ پھر زور دے کر کہوں گا کہ امریکی قانون کچھ بھی ہو موجودہ صدر گھناؤنے جرم کے اعتراف کے بعد امریکہ کے لیے شرمندگی اور بہت بڑی بدنامی کا باعث ہے۔

حملے سے قبل امیر المومنین کا موقف:۔

1- تمام حکومتیں ہمارے مقابلے پر اتر آئیں تو بھی دنیا کی کوئی طاقت اسامہ کو امریکہ کے حوالے کرنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔
2- اسامہ ہمارا مہمان ہے اسے کسی دباؤ یا لالچ پر بھی کسی کے حوالے نہیں کر سکتے ایک سوال کے جواب میں اگر امریکہ ہمیں پہلے تسلیم کر لے تب بھی حوالہ نہیں کریں گے۔
3- کوئی بھی غیرت مند کسی مسلمان کو کافر کے حوالہ نہیں کر سکتا۔
4- ہم اسامہ کی حفاظت آخر دم تک کریں گے ضرورت پڑی اس کی حفاظت اپنے خون

سے کریں گے۔

5- امریکی سی آئی اے نکمی اور بے کار ہو چکی ہے وہ اپنی خراب کارکردگی کو چھپانے سے لیے ہر بم دھماکے کا الزام اسامہ پر لگاتی ہے۔

6- اسامہ کے پاس اتنے وسائل نہیں کہ وہ دور دراز علاقوں پر بم حملے کرائے۔

تاریخ اسلام میں صحابہ کرام کے بارے میں جو تعلقات پڑھنے سننے میں آتی ہیں، ان کو امیر المومنین کی ولولہ انگیز قیادت نے طالبان مجاہد کے کردار کو اس کے مطابق ڈھالا۔ اور ہر مجاہد کو ایک مثالی مسلمان کے طور پر پیش کیا اور ہر مجاہد کو اطاعت امیر میں کٹ مرنے کا ہنر سکھایا۔ تاریخ گواہ ہے کہ جنگ افغانستان میں سے پہلے قدیم پختون مہمان نوازی کی روایت اور اسلام کے مطابق روح پرور خطاب بھی امیر المومنین کے گوہر کا ایک نمونہ تھا مسئلہ شیخ اسامہ بن لادن کا نہ تھا بلکہ مسئلہ امارت اسلامیہ افغانستان کی غیرت حمیت ننگ و عزت ناموس کا تھا جب امریکہ نے امارت اسلامیہ سے شیخ اسامہ مانگا تو امیر المومنین نے اپنے منصب کے شایان شان ایک ایمان افروز خطاب خطبہ جمعہ المبارک دیا۔

اے مسلمانانِ افغانستان کیا ہم شیخ اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کو دیں تو افغانستان کی سرزمین اور عوام ظالم جبار امریکہ کے پختہ ستم سے بچ جائیں گے کیا امریکی بمبار طیاروں کی بمباری سے یہ مظلوم و بے کس عوام بچ سکے گے کیا امارت اسلامیہ کے دشمن شیخ اسامہ کو بہانہ بنا کہ صحیح اسلامی روح کے مطابق معاض وجود میں آنے والی اس اسلامی ریاست کا خاتمہ نہیں چاہتے کیا اسامہ کو حوالے کرنے سے ہمارے قدیم پختون روایات اور اسلامی قوانین کا جنازہ نہیں نکل جائے گا اور رہتی دنیا تک افغان عوام کے گلے میں شرم کا یہ طوق ڈال کر شرم ساز نہیں کیا جائے گا کیا ہم اپنے بزرگوں کی ان روایات کو (مہمان کو دشمن کے حوالے کرنے پر) پاؤں تلے روندنے کے مترادف نہ ہونگے کیا شیخ اسامہ کو حوالے کرنے پر افغان عوام کی مائیں بہنیں بیٹیاں امریکی درندگی کا نشانہ بننے سے بچ جائیں گی۔ امیر المومنین ملّا محمد عمر مجاہد جنگ افغانستان سے پہلے اور بعد میں ایک مث آلی

شخصیت کے طور پر عالمی افق پر ابھرے۔ اور اپنی خداداد صلاحیتوں سے تمام عالم اسلام کو مستفیذ کیا۔ لمبی قبا اور گھنی ڈاڑھی والے اس شخص کو عمر ثالث کہیں بے جانہ ہوگا کیونکہ انھی کے دم خم سے دنیا کی تاریخ ایک بار پھر اسلام کے زریں اصولوں سے روشناس ہوئی تاریخ افغان اس درویش صفت قیادت کو رہتی دنیا تک تاریخ کے ایک جری بہادر اور درویش منش حکمران کے طور پر یاد رکھے گی۔ کیونکہ روئے زمین انھی کے دور حکومت میں اسلامی قوانین سے آشنا ہوئی اور خلافت راشدہ کی یاد تازہ کر گئی ملّا محمد عمر مجاہد کی مجاہدانہ قیادت نے مجاہدین اسلام میں ایک تازہ روح پھونک دی انکی ولولہ انگیز قیادت نے مجاہدین کو جہاد کے ثمرات سمیٹنے کا ایک نادر موقع فراہم کیا اور نہیں کے دور حکومت میں بہادری اور جرأت کے ایسے ایسے کارنامے دیکھنے میں آئے کہ دنیا دنگ رہ گئی سرزمین افغانستان نے حکم خداوندی کے قتال والے حکم کو بڑی خوش اسلوبی سے بجالایا۔ اور عالم کفر کو کرناکوں چنے چبوادیے اور ان کفار کو جو صحیح اسلامی مجاہدین کے کردار ے آگاہ کیا جو صرف تاریخ کے پرنوں میں انکے کردار سے آگاہ تھے امیر المومنین کے کردار سے باقی مسلمان بھی اس مرد مجاہد کے دور میں آگاہ ہوئے ایک ایسے حکمران انکی شخصیت میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا جن کو کبھی صرف تاریخ کے اوراک میں پڑھا تھا مگر مثال کے طور پر کبھی دیکھا نہ تھا یہ موقع بھی سرزمین افغانستان کی اسلامی حکومت امارت اسلامیہ افغانستان نے فراہم کیا دوران جہاد اور زمانہ امن میں بھی استقامت جبر بہادری اطاعت کے وہ نادر نمونے مجاہدین افغانستان نے کیا شیخ اسامہ کو حوالہ کرنے سے افغانستان کی سرزمین اور عوام امریکی بدمعاشی اور تباہی سے بچ جائیں گے اگر ایسا ممکن ہے تو کیا میں امیر المومنین ملّا محمد عمر مجاہد اپنا یہ کندھے کا رومال واپس اپنے کندھے پر ڈال کر خالی ہاتھ اپنے مسکن کی جانب لوٹ جاؤں گا؟ اور شیخ اسامہ کو دشمن اسلام کو حوالے کر دونگا؟ ہمارے جانے سے امارت اسلامیہ کے خدوخال اسلامی روح کے مطابق قائم رہے گی تو میں اسی وقت یہ اقتدار جو دراصل مسلمانوں کی خدمت اور نوکری ہے کو چھوڑنے کہ لوٹنے کو تیار ہوں مگر ایسا ہرگز ہرگز ممکن نہیں کیونکہ امریکا شیخ اسامہ کو نہیں بلکہ

امارات اسلامیہ سے جہاد اور قرآن کا وجود ختم کرنے پر ہے جو مجھے ہرگز قبول نہیں اس کی دشمنی شیخ اسامہ سے نہیں بلکہ اس اسلامی حکومت سے ہے جو طالبان نے اپنا خون دے کر قائم کی ہے طالبان اس کا وجود برقرار رکھنے کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے یہاں تک کہ خود میرے بچے قتل ہو جائیں میرے خاندان کا ایک بھی بچہ زندہ نہ رہے اور میں خود بھی شہید ہو جاؤں ہم یہ جہاد جاری رکھیں گے چاہے اس کے عوض تمام افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر ضروری عمل کریں گے اور اپنے بھائی شیخ اسامہ کو کبھی دشمن کے حوالے نہیں کریں گے

اے مسلمانان افغانستان ہر اسی قربانی کے لیے تیار رہو جو اسلام ہم سے طلب کر رہا ہے۔ یہی وقت ہے اپنی ننگ و غیرت اور روایات کو زندہ اور اسلام کی خاطر کٹ مرنے کا آئیں ہم سب عہد کریں کہ دشمن کو سرزمین افغانستان پر قدم لگانے نہیں دیں گے اور آخری وقت تک جہاد جاری رکھیں گے۔ یہاں کہ زمین افغانستان سے دشمن کا خاتمہ ہو جائے یا ہم سب کے سب شہادت کے اس اعظم منصب پر فائز ہو جائیں اور اپنی آنے والی نسلوں کو ظالم جبار استعماری قوتوں کی غلامی سے نجات دلا سکیں۔

حملے کے بعد:

1- حملہ اسامہ پر نہیں اسلام اسلامی حکومت اور افغان عوام پر ہے۔
2- میرا عقیدہ ہے کہ امریکہ افریقہ میں ہونے والے بم دھماکوں میں اسامہ کو ملوث کرنے کے لیے کوئی بھی ثبوت پیش نہیں کر سکتا۔
3- اسامہ بن لادن کو ہم پہلے کہیں اور منتقل کر چکے تھے حملہ بالکل فضول تھا جس سے بے گناہ لوگوں کو نقصان پہنچا۔
4- پورا افغانستان بھی الٹ جائے اور ہم تباہ و برباد ہو جائیں تو بھی اسامہ کو حوالہ نہیں کریں گے میری غیرت برداشت نہیں کرتی کہ کسی مسلمان کو کافر کے حوالہ کروں۔

5- ہماری قوم اسلامی غیرت سے شاد ہے ہم تمام خطرات کے تحمل کے لیے تیار ہیں۔
6- مزید حملوں سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امریکہ جو کرنا چاہتا ہے کرلے ہم بھی جو کر سکتے ہیں کریں گے۔

امیر المومنین کا روزنامہ النہار کو انٹرویو:۔

حضرت امیر المومنین صاحب لبنان کے عربی روزنامہ النہار کو دیئے گئے حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کا انٹرویو۔

النہار: کیا آپ طالبان اسلامی تحریک کی تفصیل بتانا پسند فرمائیں گے؟ یہ کیسے اور کس نے شروع کی کن مراحل سے گزری اور اس کے فیصلے کیسے نافذ کیے گئے؟ کیا آپ طالبان کی شوریٰ اس کے اراکین اور ان کی ذمہ داریوں کے متعلق کچھ بتائیں گے؟ مزید یہ کہ امیر المومنین کا کیا رتبہ ہے اور ان کے فرائض اور ذمہ داریاں کیا کیا ہیں۔؟

امیر المومنین:

طالبان اسلامی تحریک چار پانچ سال قبل گزشتہ جہاد کے نام نہاد مجاہدین کے دور حکومت کے بعد وجود میں آئی اور اس میں صالح اور دیندار مجاہدین اور دینی طالب علم (طالبان) شامل ہیں اس کی بنیاد علماء کا فتویٰ تھا یہ ۱۵/۱/۱۵ ۱۴۱ھ کو ضلع میوند قندھار سے شروع ہوئی یہ میری سربراہی میں اللہ کی مدد اور عوام کی مکمل حمایت سے شروع کی گئی شروع کے مراحل میں ہماری اکثر مصالحان ملاقاتیں مفسد اور ذمہ دار گروہوں سے ہوئیں انکار کرنے پر ہم نے بزور قوت انہیں غیر مسلح کیا تحریک کی تمام کارروائیوں کا فیصلہ عالی شوریٰ کرتی تھی اس عالی شوریٰ میں حتمی فیصلہ امیر کا ہوتا تھا شوریٰ کے اراکین کی کوئی تعداد مخصوص نہیں تھی اکثر اراکین کے پاس مختلف اضافی فوجی اور انتظامی ذمہ داریاں بھی تھیں کچھ عرصے کے بعد تقریباً ۱۵۰۰ علماء نے متفقہ طور پر میرے ہاتھ پر شرعی بیعت کر کے امیر

المومنین قرار دیا اس طرح طالبان تحریک امارت شریعہ میں تبدیل ہوگئی اس کے بعد تمام جماعتوں کوختم کر دیا گیا سب نے امیر المومنین کے ہاتھ پر شرعی اصولوں کے تحت بیعت کی اور مجھے امیر المومنین منتخب کر دیا۔

النہار:

طالبان مذہبی عقائد کی روح کیا ہے اس کی وضاحت کر دیں کہ کیا یہ حنفی عقائد تک محدود ہیں یا ان میں چاروں امام اور فقہ کی بھی گنجائش ہے طالبان کے قوانین صرف حنفی فقہ پہ مبنی ہیں یا دوسروں کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔؟

امیر المومنین:

طالبان میں اکثریت اہل سنت والجماعت کی ہے یہاں فقہ حنفی پر عمل ہوتا ہے اور ایسا ہمیشہ سے ہے تمام قوانین فقہ حنفی کے تحت بنائے گئے ہیں اور یہ تمام معاشرے کی متحد سوچ کے لیے ایک نعمت ہے آئندہ بھی ان شاءاللہ اسی پر عمل ہوگا۔

النہار:

کیا طالبان تحریک صرف ان کتابوں سے استفادہ کرتی ہے جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ یا ان کے شاگردوں نے تصنیب کی ہیں یا اپنے قوانین کو مرتب کرنے کے لیے دوسرے علماء اوران کی کتابوں سے بھی راہنمائی حاصل کرتی ہے؟

امیر المومنین:

مختلف علماء اور فقہا کی تصانیف سے مدد لی جاتی ہے بشمول سعودی عرب اور ہندوستان کے علماء کے۔

النہار:

ابتدا ہی سے طالبان اسلامی تحریک اسلامی دنیا کے لیے ایک سربستہ راز کی حیثیت رکھتی ہے طالبان کے متعلق لوگوں کی معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں آپ کے خیال میں کیا اب وقت نہیں آ گیا کہ اسلامی امارت دوسرے مسلمان ممالک میں اپنے وفود بھیجے تاکہ وہ وہاں کے لوگوں پر طالبان کی شناخت موقف اغراض ومقاصد کی وضاحت کر سکیں۔

امیر المومنین:

طالبان کا کردار افغانستان کی عوام کے لیے کبھی معمہ نہیں رہا جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ طالبان کے متعلق اسلامی دنیا کے لوگوں کی معلومات بہت محدود ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نمائندے شاذ و نادر ہی افغانستان کا دورہ کرتے ہیں مغربی ممالک کے نمائندگان گرامی اور صحافی حضرات جو یہاں آتے ہیں وہ اکثر ہماری ہدایات اور قوانین سے برسر پیکار رہتے ہیں ان کے بیانات بدنیتی پر مبنی ہوتے ہیں امارت اسلامی نے افریقہ یورپ اور امریکہ اپنے وفود بھیجے ہیں ہم بہت جلد دوسرے ممالک میں بھی وفد بھیجیں گے۔

النہار:

فی الحال طالبان ملک کے بیشتر حصے پر حکومت کر رہے ہیں مگر اس وقت پہلے سے کہیں زیادہ ان کی مرکزیت کمزور ہے اگر آپ کو ایک مضبوط مرکزی حکومت بنانے کا موقع مل جائے تو کیا خطے کے دوسرے ممالک اور مغربی دنیا آپ کو ایسا کرنے میں کامیاب ہونے دے گی؟

امیر المومنین:

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اسلامی امارت کی مرکزی حکومت پہلے سے کہیں زیادہ

مضبوط ہے مرکز کی مضبوطی کا انحصار زیادہ تر اندرونی حالات پر ہوتا ہے باہر کی دنیا کی مخالفت بے سود ہے ایک دن وہ یہ حقیقت جان لیں گے اور مخالفت ترک کر دیں گے خصوصاً ہمارے پڑوسی ملک جو اس سلسلے میں ایک اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

النہار:

جیسا کہ آپ کو بہتر معلوم ہے ہر نئی حکومت کے کچھ ذاتی کارہائے نمایاں ہوتے ہیں اقتصادی معاشرتی سیاسی اور علاقائی سطح پر آپ کی کون سی کامیابیاں ہیں؟ کسی بھی حکومت کے لیے صرف شریعت کا نفاذ کافی نہیں ہوتا آپ فقہ کے کچھ مسائل عورتوں کا معاشرے میں مقام اور ملازمت کے مواقع زراعت میں جدید ترقیات وغیرہ کس طرح حل کرتے ہیں؟ آپ کے حکومت کے سلسلے میں کچھ آئندہ منصوبے ہیں یا آپ موجودہ حالات سے نکلنے کا انتظار کریں گے۔؟

امیر المومنین:

میں آپ سے متفق ہوں کہ شریعت ہماری حکومت میں زندگی کے ہر شعبے کے لیے کافی نہیں ہے شریعت میں نا قابل یقین حد تک صحیح معاشرتی اصول موجود ہیں جو ہر عمل کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں یعنی عقلی اور نقلی فقہی اصولوں کا ترقی سے کوئی تصادم نہیں ہمیں کام اور ترقی کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے ہماری حکومت کو اس سلسلے میں کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا ہم نے کئی اقتصادی منصوبے شروع کیے ہیں افغانستان کے معاشرے میں خواتین کے کردار کا تعین افغانستان کی روایتوں اور مذہبی شرم و حیا کے اصولوں کے مطابق ہے جو انسانوں کو ایک ترقی یافتہ معاشرتی نظام کو کامیاب بنانے میں مدد دیتا ہے ایسا نظام جس میں مساوات اور انسانی حقوق کا عمومی تحفظ بھی ہے۔

النہار:

طالبان کے سرکردہ راہنما کتنے ہیں؟ کیا ان سب نے فوجی خدمات انجام دی ہیں؟ ان کی کیا عمریں ہیں؟

امیر المومنین:

سن بلوغ سے جب تک انسان کام کرنے کے قابل ہے سب طالبان تحریک کے راہنما ہیں فی الوقت عمر کی اہمیت نہیں بلکہ ہمارا معیار اخلاص دیانتداری اور مہارت ہے علاوہ ازیں کاموں کی نوعیت بھی مختلف ہے یعنی مشکل اور آسان کام بھروسے اور غیر بھروسے کے کام ماہرانہ اور غیر ماہرانہ کام فوج میں بھرتی کے لیے ہمارے اپنے اصول اور قوانین ہیں ایک حد تک تعلیم یافتہ ہونا بھی لازمی ہے تاہم معاشرے کی بھلائی کے لیے کچھ فیصلے مستقبل میں کیے جائیں گے جیسا کہ ہمیشہ کا معمول ہے۔

النہار:

سعودی عرب سے آپ کے تعلقات اچانک کشیدہ ہو گئے اس کی کیا وجہ ہے تھی؟ اسامہ بن لادن کی افغانستان میں موجودگی یا یہ کہ سعودی عرب ایران سے تعلقات بڑھا کر انہیں خوش کرنا چاہتا ہے۔

امیر المومنین:

جو کچھ بھی اقدام کیے ہیں وہ سعودی عرب نے کیے ہیں اس لیے ان کی وجہ اور تفصیل انہیں سے بہتر معلوم ہو گی ہمیں سوائے اسامہ بن لادن کے اور کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آئی اسامہ بن لادن تو اسلامی امارت کے قیام سے پہلے ہی افغانستان میں بحیثیت مہمان کے رہ رہے تھے ان کا وعدہ تھا کہ وہ سعودی عرب کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے اسی لیے انہیں افغانستان میں رہنے کی اجازت دے دی گئی۔

النہار:

امریکہ نے ایک طرف تو افغانستان پر میزائلوں سے حملہ کیا اور دوسری طرف امریکی کمپنیاں اور تاجر طالبان سے تجارتی معاہدوں میں مصروف رہے اس صورت میں اسلامی امارت افغانستان کن کمپنیوں کو ترجیح دے گی امریکہ کی فرانس جاپان یا چین کی؟

امیرالمومنین:

تمام بین الاقوامی اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے امریکہ نے افغانستان کی ملکی سالمیت کو خطرے میں ڈالا اس پر میزائلوں سے حملہ کیا بے گناہ عوام کو مارا اور تمام دنیا اس ظالمانہ جارحیت پر خاموش رہی صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں نے اس حملے کی مذمت کی اس وقت ملک میں جو ادارے اور غیر ملکی کمپنیاں کام کر رہی ہیں ان کا امریکہ کی حکومت سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ اپنے ذاتی کاروبار میں مصروف ہیں۔

النہار:

فی الوقت کیا کوئی اقتصادی اقدامات زیر غور ہیں؟ کیا ان کے لیے آپ نے ماہرین کی مدد حاصل کی اور انہیں کام پر لگایا؟

امیرالمومنین:

کئی اقتصادی منصوبے زیر ہیں جن پر مکمل امن کے قائم ہوتے ہی فوراً عمل کیا جائے گا ان پر افغان ماہرین کام کریں گے تمام غیر ملکی ماہرین جو کام کرنا چاہیں ہم ان کا خیر مقدم کریں گے۔

النہار:

افغانستان میں مکمل امن قائم ہو جانے کے بعد کیا آپ کراچی کی بندرگاہ کو اپنی مرکزی بندرگاہ کے طور استعمال کریں گے یا کسی اور بندرگاہ کو؟ آپ نے کن باہمی اقتصادی منصوبوں کا پاکستان کے ساتھ معاہدہ کیا ہے؟

امیرالمومنین:

ہمارے پاکستان کے ساتھ ٹرانزٹ معاہدہ تھا مگر اس سلسلے میں پاکستان نے کوئی حالیہ فیصلہ نہیں کیا ہے ہم تمام ممکنہ راستوں کو تجارت کی ترقی کے لیے کھلا رکھنا چاہتے ہیں۔

النہار:

کیا آپ روس کے ساتھ تعلقات پر روشنی ڈالنا پسند کریں گے؟ آپ نے وہ کون سے اقدامات کیے ہیں جن سے آپ کے تعلقات بحال ہو جائیں؟

امیرالمومنین:

روس نے ابھی تک افغانستان کے ساتھ دشمنی کا رویہ اپنایا ہوا ہے وہی رویہ جو اس کا ماضی میں تھا اور جس کی بناء پر انہوں نے افغانستان کو تباہ کیا اور عظیم نا قابل فراموش ذہنی جانی اور مالی نقصان پہنچایا خوش قسمتی سے افغان جہاد کے نتیجے میں نہ صرف روس کو شرمناک شکست ہوئی بلکہ اس عظیم نقصان بھی برداشت کرنا پڑا فی الحال روس اپنی ہی مشکلات میں گھرا ہوا ہے۔

النہار:

ہمسایہ ملک ہونے کے ناطے آپ کی ایران کے ساتھ بحالی تعلقات کے سلسلے میں کیا توقعات ہیں؟ آپ کے نزدیک ایران سے تعلقات بڑھانے اور بحال کرنے کے لیے کیا چیز ضروری ہے؟

امیرالمومنین:

ہم تمام پڑوسی ممالک سے دوستانہ تعلقات رکھنے پر زور دیتے ہیں مگر پڑوسی ممالک کے نکتہ نگاہ کا بھی اس میں بہت عمل دخل ہے ایران کے ساتھ مسائل حل کرنے کا سب سے آسان طریقہ ایران کے خارجہ پالیسی کی تبدیلی ہے۔

النہار:

کہا جاتا ہے کہ افغانستان میں منشیات کی پیداوار اور اس کا کاروبار جاری ہے ہمیں بتائیں کہ کن علاقوں میں کاشت ہو رہی ہے؟ کل رقبہ کتنا ہے کس قسم کی پوست کی کاشت ہو رہی ہے؟ اور کیا اسلام میں اس کی اجازت ہے؟ اس سلسلے میں مغربی ممالک کی امداد کی شرح کیا ہے؟

امیرالمومنین:

افغانستان میں نشہ آور اشیاء کی کاشت زمانہ دراز سے جاری ہے اقوام متحدہ کی امداد اتنی زیادہ نہیں کہ پیداوار کو ختم کیا جا سکے حال ہی میں ہم نے اعلان کیا تھا کہ اگر اسلامی امارت افغانستان کو اقوام متحدہ تسلیم کر لے تو افغانستان کے لوگوں کو پوست کی کاشت ختم کرنے پر معاوضہ دیا جائے گا پوست کی کاشت یکطرفہ طور پر ختم کی جاتی تھی مگر دنیا نے کوئی توجہ نہیں دی جہاں تک رقبہ کا تعلق ہے جس پر پوست کی کاشت ہوتی ہے اس کے اعداد وشمار یو این ڈی سی پی کے پاس موجود ہیں ہماری حکومت کے پاس قطعی اعداد وشمار نہیں مذہبی لحاظ سے علماء منشیات کی کاشت صرف طبی اعتبار سے اجازت دیتے ہیں اگر وہ نشہ کرنے کے لیے استعمال کی جائیں تو مذہب اس سے اتفاق نہیں کرتا۔

النہار:

ایران اور افغانستان دونوں کی طرف سے دھمکیوں کے علاوہ کیا ایران نے کوئی پیشکش کی ہے؟ کیا آپ نے ایران کے ساتھ سمجھوتے کی پیش کش پاکستان یا سعودی عرب کے ذریعے کی ہے۔

امیرالمومنین:

ہمیں ایران کی طرف سے کوئی پیش کش موصول نہیں ہوئی مگر ہم نے ایران کو اپنی تجاویز اس کے وفد کے ذریعہ سے پہنچا دی ہیں ہم نے ایران سے براہ راست مذاکرات کے لیے آمادگی ظاہر کی ہے۔

النہار:

آپ کے سعودی عرب کے ساتھ سفارتی تعلقات منقطع ہو گئے ہیں آپ کو یہ ڈر نہیں کہ پاکستان بھی آپ کو اکیلا چھوڑ دے گا؟ کیا آپ کو اسلام آباد سے اپنے تعلقات پر بھروسہ ہے؟

امیرالمومنین:

سعودی عرب سے ہمارے تعلقات ختم نہیں ہوئے ہیں دونوں ملکوں کے سفارت خانے بدستور کام کر رہے ہیں ہاں یہ ہے کہ اوپر کی سطح کے لوگوں کو ہٹا دیا گیا ہے پاکستان کے ساتھ ہماری طویل سرحدیں ہیں دونوں کی تہذیب وتمدن بھی ایک جیسی ہے اس لیے ہمیں آپس کے تعلقات خراب ہونیکی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

النہار:

آپ کے خیال میں آپ کے سعودی عرب سے اسامہ کی وجہ سے اختلافات کا حل

کیا ہے؟ کیا ان کی کارروائیاں آپ کے گارنٹی دینے سے ختم ہو جائیں گی یا پھر آپ انہیں کسی دوسرے ملک کے حوالے کر دیں گے؟ اگر کریں گے تو کس ملک کے حوالے کیا آپ کے خیال میں اسامہ سعودی عرب کے لیے ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں؟ اگر نہی تو سعودی عرب کی کیا حکمت ہے؟

امیر المومنین:

اسامہ کو کسی دوسرے ملک کے حوالے کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ رہی یہ بات کہ وہ سعودی عرب کے لیے خاص اہمیت رکھتے ہیں یا نہیں یہ آپ ان سے رابطہ کر کے پوچھ لیں ہم نے اسامہ سے تحریری وعدہ کیا ہے کہ وہ دہشت گردی میں نہیں ہوں گے اسامہ کے مسئلہ کے حل کے لیے ہم نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ سعودی عرب کے علماء ہمارے علماء کے ساتھ بیٹھ کر قرآن وحدیث کے مطابق حل نکالیں سعودی عرب سے کہا ہے کہ وہ اپنے علماء کا وفد تشکیل دے۔

النہار:

اقوام متحدہ کے خاص سفیر الاخضر براہیمی افغانستان اور ایران کے دورے کرتے ہیں آپ کی ان دوروں سے کیا توقعات ہیں؟ کیا آپ ان دوروں کو کامیاب بنانے کے لیے تیار ہیں؟

امیر المومنین:

ابراہیمی ثالث کا کردار ادا کر رہے ہیں مگر ان کی کامیابی کا انحصار طرفین کے تعاون پر ہے جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہمارا تعلق ان تکمیل کو پہنچ چکا ہے ان دوسرے فریق کو تعاون کرنا ہے ہماری توقعات کا انحصار اس کے ساتھ ہے۔

النہار:

میرا آخری سوال یہ ہے کہ مستقبل کے افغانستان میں پختون اور دوسرے قبیلوں کے آپس میں کیا تعلقات ہوں گے؟ مزید یہ کہ حنفی جماعت اور دوسری اسلامی جماعتوں کے باہمی تعلقات کے متعلق آپ کا کیا اندازہ ہے؟

امیر المومنین:

افغانستان کی پوری تاریخ میں مختلف نسلوں کے لوگ مل جل کر رہتے آئے ہیں اور اب انہیں جدائی پسند نہیں کچھ متحارب گروہ اپنے فائدے کے لیے اس کو ہوا دے رہے تھے ان کی ناپاک کوششوں کا عوام نے کوئی مثبت جواب نہیں دیا ہمارے ہاں کسی قسم کی فرقہ واریت بھی نہیں۔

امیر المومنین کا وزراء کے نام پیغام:۔

طالبان کے مرکز قندھار سے نشر شدہ ایک خصوصی پیغام میں حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد المتوکل علی اللہ الاکبر نے امارت اسلامیہ سے وابستہ تمام وزراء، گورنروں، کمانڈروں اور مجاہدین سے کہا کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خصوصی اہتمام کریں اپنے اور اپنے ماتحتوں کے اعمال کی طرف متوجہ کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین نے کہا کہ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے اور ماتحتوں کے اعمال کی اصلاح اور ان کا کڑا احتساب کرو ورنہ کل پچھتاؤ گے انہوں نے زور دے کر کہا کہ اگر کوئی بڑے سے بڑا شخص بھی خلاف شرع کام کا مرتکب ہو تو خاموشی اختیار نہ کریں ہم نے روس یا امریکہ کی افواج کے خلاف قیام نہیں ہمارے مخالفین ہمارے ہی بگڑے ہوئے وہ طاقتور حکمران تھے جن پر اللہ تعالیٰ پانچ ابابیل صفت طلبہ کو مسلط کر کے رسوا کیا سوا گر آج ہم بھی بگڑے تو ہمارا حشر پہلوں سے زیادہ برا ہوگا اور ہم پہلوں سے زیادہ رسوا ہوں گے جنگی صورتحال پر تبصرہ کرتے

ہوئے حضرت امیر المومنین نے کہا کہ جنگ میں کامیابی یا ناکامی کی اہمیت نہیں اصل اور سب سے اہم چیز ہر قدم ہر اللہ کی اطاعت اور نافرمانی سے بچنا ہے انہوں ان بیڑے درد سے کہا کہ اگر دین کی خاطر دنیا بھر کی دشمنی مول لے کر بھی ہم نے دین کی پابندی نہ کی تو یاد رکھیں ہمیں ذلت سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

پشتو اخبار شریعت سے انٹرویو:۔

حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نے تحریک طالبان کے ترجمان پشتو اخبار روزہ شریعت کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اسلامی امارت تمام اسلامی اور غیر اسلامی مما لک خاص طور پر ہمسایہ مما لک کے ساتھ اسلام کی حدود میں اچھے تعلقات کی خواہاں ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ کسی کے اندرونی معاملات مداخلت کریں دیگر مما لک سے بھی ہماری درخواست ہے کہ وہ ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت بند کر دیں اور اسلامی امارت کے مخالفین کی حمایت سے دستبردار ہو جائیں اور افغانوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیں مگر اب بھی کوئی ملک مداخلت سے باز نہیں آتا تو ہم اس سے لاتعلق نہیں رہ سکتے اور ان کے مقابلے ضروری اور لازمی اقدامات کریں گے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے فرمھایا اب جبکہ 90 فیصد علاقے جو اسلامی امارت کا قبضہ ہے اور وہاں امن قائم ہے ملک میں مرکزی حکومت موجود ہے عوام کی جان و مال اور آبرو محفوظ ہے ہم وطنوں کو کام کرنے کا موقع فراہم کیا گیا ہے اور ہر قسم کے جبر وظلم اور تشدد کا خاتمہ ہو چکا ہے مسلح قوتوں کو غیر مسلح کیا گیا ہے تعمیر نو کی طرف خصوصی توجہ دی گئی ہے تعلیم اور تربیت جاری ہے یہ تمام وہ واقعات ہیں جن کا دنیا کے اکثر مما لک مطالبہ کر رہے تھے انہوں نے کہا اب جبکہ یہ سب کچھ ہو چکا ہے تو دنیا کو چاہیے کہ وہ ذاتی مفادات سے دستبردار ہو کر افغان عوام کی امنگوں کا احترام کریں پانچ فیصد سے کم علاقے پر قابض نام نہاد شمالی اتحاد کو جس کے زیر تسلط علاقے میں عوام کے سر و مال محفوظ نہیں اور وہاں کئی مسلح دھڑے ہیں اس کو اقوام متحدہ نے تسلیم کر کے افغان قوم کے

ساتھ عظیم جفا اور ان کے حقوق پر کھلا تجاوز کیا ہے ایک اور سوال جواب میں انہوں نے فرمایا کہ وہ سابقہ تنظیمیں اور مجاہدین جنہوں نے چودہ سال کے دوران کمیونسٹ انتظامیہ کے مقابلے میں مردانہ وار لڑائی اور مقدس جہاد کیا بعد میں بھی اپنے جہاد کا تحفظ کیا غیر اسلامی ذاتی جنگوں میں حصہ نہیں لیا ان کو اسلامی امارت ان کی اہلیت اور لیاقت کے مطابق ذمہ داریاں دے گی اسی طرح ہماری کوشش ہوگی کہ ان مخلص افغانوں کو جو اسلام اور وطن سے محبت رکھتے ہوں اور تعمیر نو کی کوششوں میں حصہ لینے کے خواہشمند ہوں ان کی اپنے ساتھ ملائیں خواتین کے حقوق ان کی تعلیم اور کام کاج کے سلسلے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ خواتین کے حقوق وہی ہیں جو اسلام نے عطا فرمائے ملک میں متعدد تنظیموں کی موجودگی کے متعلق ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ گزشتہ تلخ تجربات نے ثابت کیا ہے کہ متعدد دھڑوں اور تنظیموں کی وجہ سے اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ہمارا ملک اندرونی جنگوں کا شکار ہوا قومی اثاثے لوٹ لیے گئے اور چودہ سالہ جہاد کی قربانیوں پر پانی پھیر دیا گیا اس لیے ہم نہیں چاہتے کہ ایک بار پھر ہماری ملت متعدد تنظیموں اور گروہوں میں بٹ جائے کیونکہ یہ تباہی و بربادی کا ذریعہ ہے ہم ماضی کا تلخ تجربہ نہیں دھرا سکتے اسلام جیسے مقدس دین کے نقطہ نظر میں بھی فرقوں اور مختلف احزاب کی مذمت کی گئی ہے سیاسی حل مذاکرات اور بات چیت کے بارے میں انہوں نے کہا طالبان تحریک صلح اور سلامتی کی خاطر وجود میں آئی ہے اور ہم نے ہمیشہ مخالفین کے ساتھ جنگ کی بجائے مذاکرات اور مفاہمت کا راستہ اختیار کیا ہے لیکن بدقسمتی سے مخالفین اپنی بقاء جنگ میں خیال کرتے ہیں اور ہمیشہ انہوں نے مذاکرات کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کی ہیں اس کے باوجود ہم مخالفین کے ساتھ اس شرط پر مذاکرات کے لیے تیار ہیں کہ ان سے نتیجہ مرتب ہو وہ اسلام وملت کے مفاد میں ہو اور صرف اور صرف زبانی جمع خرچ نہ ہو افغان مجاہدین قوم کے نام اپنے پیغام میں حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نے کہا کہ افغان قوم سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اسلام کے مقدس دین کے ہر حکم پر عمل کر لے اور اسلام پر پنجے گاڑے

رکھے فاسد نظریات اور باطل خیالات کو ذہن وفکر سے نکال دے قوم پرستی اور علاقہ پرستی چھوڑ دے اور اسلام کے مقدس دین کی تطبیق کی راہ میں کسی قسم کی قربانی اور ایثار سے دریغ نہ کرے۔

سلامتی کونسل کے طالبان پر الزامات:۔

سلامتی کونسل نے طالبان پر الزامات لگائے ہوئے کہا کہ وہ وسیع البنیاد حکومت تشکیل دے اور جنگ بند کر دیں اور دہشت گردوں کو پناہ نہ دے۔اس الزام اور سلامتی کونسل کے تازہ ترین فیصلے کے بارے میں ردعمل معلوم کرنے کے لیے ضرب مومن نے نیو یارک ٹیلیفون کر کے اقوام متحدہ کے لیے نامزد طالبان سفیر مولوی عبدالحکیم مجاہد سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ قرارداد روس نے پیش کی اور اس پر ہونے والا فیصلہ انتہائی افسوسناک ہے مولوی مجاہد نے کہا روس دراصل اقوام متحدہ کو بدنام کرنا چاہتا ہے انہوں نے مزید کہا کہ سلامتی کونسل کے فیصلہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ یو این افغانستان میں امن کی فضا نہیں برداشت کر سکتا انہوں نے الزام لگایا کہ اس فیصلہ سے بدنیتی کی بدبو آرہی ہے، جمعہ کی شب ساڑھے دس بجے کی بی بی سی اردو سروس نے پشاور میں معروف صحافی اسمٰعیل خان کے حوالے سے بتایا ہے کہ جب انہوں نے سلامتی کونسل کے فیصلہ پر طالبان کا ردعمل جاننا چاہا تو مولوی وکیل احمد نے کہا کہ ہم ان تمام الزامات کا جائزہ قرآن وحدیث کے مطابق لیں گے انہوں نے مزید کہا کہ وہ ان تمام باتوں کے سلسلہ میں افغان سپریم کورٹ سے رجوع کریں گے صحافی اسمٰعیل خان نے مشیر امیر المومنین کے حوالہ سے کہا کہ سپریم کورٹ کے فیصلہ کے بعد ہی وہ کوئی ردعمل ظاہر کریں گے۔ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کے مشیر اور طالبان تحریک اسلام کے بلند پایہ ترجمان مولوی وکیل احمد نے اقوام متحدہ کی سیکیورٹی کونسل کے حالیہ فیصلے پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے بی بی سی کی پشتو سروس کے ساتھ ایک گفتگو میں کہا ہے کہ اسلامی امارت پر دہشت گردی یا دہشت گردوں کو پناہ دینے کے الزامات بے بنیاد ہیں موضوع کی

اہمیت کے پیش نظر ہم نے اسامہ کے مسئلہ پر سپریم کورٹ سے رجوع کیا انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ عالمی موازین اور مقررات میں دو معیادوں سے کام لیا جاتا ہے دراصل اسلامی امارت کے حقائق پر مبنی درست اور واضح موقف کو کوئی سمجھتا نہیں جب تک مسلمان افغان عوام کا موقف واضح حقوق اور جائز مطالبات کو اقوام متحدہ کا ادارہ تسلیم نہیں کرتا تب تک ہم کیسے ان کو سمجھا سکتے ہیں انہوں نے کہا کہ خواتین کے حقوق کے متعلق ہم اسلامی مقررات سے کیسے تجاوز کر سکتے ہیں ہم شریعت کے اندر رہتے ہوئے ان کو حقوق اور تقاضوں کو پورا کرنے کے پابند ہیں شرعی حدود سے تجاوز کی صلاحیت ہرگز نہیں رکھتے۔

امیر المومنین کا عرب شیخ کی قیمتی گاڑیوں سے انکار:۔

صوبائی وزیر حج واقاف مفتی محمد معصوم نے کہا کہ مشرق وسطی کے ایک عرب متمول شیخ نے بارہ جدید اور قیمتی گاڑیوں کا تحفہ امیر المومنین کو پیش کرنا چاہا جسے امیر المومنین نے نہ صرف قبول کرنے سے انکار کر دیا بلکہ شیخ سے ملاقات بھی نہیں کی مفتی معصوم کے مطابق امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کی طرف ذاتی استعمال کے لیے ان گاڑیوں کی قبولیت سے انکار کے بعد یہ گاڑیاں امارت اسلامی کے حوالے کر دی ہیں بعد ازاں جنہیں مختلف سرکاری محکموں میں سرکاری امور کی انجام دہی کے لیے تقسیم کر دیا گیا امیر المومنین حضرت ملا محمد عمر مجاہد کے چچا ملا محمد انور نے گھر کے اخراجات پورے کرنے کی غرض سے اپنی ذاتی ملکیت میں موجود گائے فروخت کر دی ذرائع کے مطابق امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کے گھریلو معاشی حالات انتہائی خستہ ہیں لیکن امیر المومنین بیت المال سے کوئی رقم لینا قطعاً گوارا نہیں کرتے یاد رہے کہ امیر المومنین جب محض تین سال کے تھے تو آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تھا جب سے آپ کی سرپرستی اور کفالت آپ کے چچا ملا محمد انور نے اپنے ذمہ لے لی تھی موجودہ وقت میں بھی امیر المومنین اپنے چچا ملا محمد انور کے ساتھ ہی رہ رہے ہیں اور گھریلو معاملات کی تمام

ذمہ داری امیر المومنین کے چچا کے کاندھوں پر ہے۔

نصف صدی میں پہلا جرأت مندانہ انکشاف:

خادم الاسلام والمسلمین عمر ثالث حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نے ماہ مبارک کے استقبال پر اسلام کے خلاف سازشوں کو واشگاف الفاظ میں بے نقاب کیا وہ گزشتہ پچاس سال میں بالکل منفرد اور اپنی نوعیت کا جرأت مندانہ اقدام ہے امت کی نصف صدی سے زائد تاریخ میں یہ عظیم انکشاف آج تک مسلمانوں کا کوئی سربراہ نہ کر سکا جو کہ ملا عمر مجاہد نے کیا وہ یہ کہ اقوام متحدہ اسلام کی بیخ کنی کر رہا ہے۔ یہ امر باعث حیرت نہ ہو کہ عالمی ذرائع ابلاغ اس تاریخ ساز فرمان کو یوں ہضم کر گئے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو کیونکہ یہ بھی انہی سازشوں کا حصہ ہے چونکہ یہ انکشافات عالمی ادارہ اقوام متحدہ سے متعلق ہیں جس کا تقدس اسلامی ممالک کے ہاں بھی مسلم ہے اس لیے امیر المومنین کے بیان کو اسلامی ممالک کے حکمرانوں نے شدید تر اور سخت تعجب کا باعث قرار دیا ایسے میں ضروری ہے کہ امیر المومنین کے بیان کا اس کے اسباب محرکات اور عوامل کے حوالہ سے جائزہ لیا جائے اور عالمی ادارہ کے اصل خدوخال سے پردہ ہٹا کر مستند تاریخی حقائق کو منظر عام پر لایا جائے۔

اقوام متحدہ کے گن گانے والے اسلامی ممالک کے سربراہان ذرا امت مسلمہ کی حالت زار کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ وہ کس طرح کفار کے نرغے میں بے دست پا مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہی ہے دشمنان اسلام نے چار اطراف سے خوفناک یلغار کر کے فوجی اعتبار سے مفلوج اور اقتصادی طور پر شل کر رکھا ہے سیاسی سطح پر مسلمان تین میں ہیں نہ تیرہ میں مسلمان ظاہر آزاد ہیں مگر درحقیقت زرخرید غلاموں سے بھی بدتر غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں آخر کیا وجہ ہے کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی ہماری پالیسی اغیار مرتب کرتے ہیں اپنی مملوکہ اشیاء کے نرخ اور گھر کا بجٹ تک ہم خود تیار نہیں کر سکتے وہ کون سی قوت ہے جو اسلامی ممالک کو ریموٹ کنٹرول سے ربوٹ کی طرح چلا رہی ہے کافر جو چاہتے ہیں کرتے

ہیں مگر ہم اف تک بھی نہیں کر سکتے ایک بدبخت امریکی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ مسلمانوں کی تابناک تاریخ جیسی بھی رہی ہو مگر اس وقت اسلام کی حالت اس بھیگی بلی کی طرح ہے جو سردی سے ٹھٹھر رہی ہو اور اس کا کوئی پرسان حال نہ ہو۔ اقوام متحدہ کو اپنا محسن بتانے والے بتا سکتے ہیں کہ جب بھی مسلمان جہاد فی سبیل اللہ کا نام لیتے ہیں تو یہ عالمی ادارہ فوراً دہشت گردی کے خود ساختہ قانون کو حرکت میں کیوں لاتا ہے؟ جب بھی کسی ملک میں نفاذ اسلام کی تحریک اٹھتی ہے تو یو این بنیاد پرستی کی لاٹھی لے کر میدان میں کیوں کود پڑتا ہے جب بھی مظلوم مسلمانوں کی مدد کی کوشش ہوتی ہے تو یو این یہ کہہ کر مسترد کر دیتا ہے کہ یہ دوسروں کے معاملات میں مداخلت ہے جو بین الاقوامی قانون میں ممنوع ہے حدود و قصاص کا مسئلہ آتا ہے تو یہ ان احکام قطعیہ کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی کیوں قرار دیتا ہے عورتوں کے لیے پردہ کے حکم الٰہی کا ذکر آتا ہے تو یہ ادارہ اسے خواتین کی بنیادی آزادی کے منافی کیوں قرار دیتا ہے اگر کوئی اسلامی ملک **اعدو الھم ماستطعتم** کے حکم پر عمل کی کوشش کرتے ہوئے جدید ہتھیار بناتا ہے تو فی الفور اس پر اقتصادی پابندی کیوں عائد کر دیتا ہے اگر صرف یہی حالات ہوتے تب بھی اقوام متحدہ کے بارے میں حضرت امیر المومنین کا بیان بالکل بجا تھا مگر یو این کی تاریخ اسلام دشمنی سے بھری پڑی ہے صرف افغانستان کے چند سالوں کو سامنے رکھیں تو اس ادارہ کی اسلام دشمنی طشت از بام ہو جاتی ہے ذیل میں یو این کی چند کارستانیاں ملاحظہ فرمائیں۔

یو۔این کی کارستانی اسامہ کی زبانی:۔

عالمی جہاد کے روح رواں اور سعودی ارب پتی مجاہد اسامہ بن لادن کہتے ہیں کہ جہاد افغانستان جب آخری مراحل میں تھا اور مجاہدین دن بدن اپنی منزل کے قریب ہو رہے تھے یو این نے اچانک مخلوط حکومت کا فارمولا پیش کر دیا اسامہ بن لادن کہتے ہیں کہ ہم یہ معلوم کر کے حیران رہ گئے کہ اس غلیظ منصوبے پر جس میں پچاس فیصد نمائندگی مجاہدین کو اور

پچاس فیصد کمیونسٹوں کو دی گئی تھی تمام جہادی تنظیموں کے لیڈر دستخط کر چکے تھے صرف یو این کے جنرل سیکرٹری کے دستخط باقی تھے بن لادن کے مطابق ان کو اس سازش کا علم پیر کے دن ہوا جبکہ جنرل سیکرٹری کو جمعہ کے دن دستخط کرنا تھے چنانچہ اسامہ نے اپنے خصوصی تعلقات کے ذریعہ فی الفور عالمی سطح کے بڑے بڑے علماء سے فتویٰ لے کر ہنگامی مہم چلا دی اور وہ سازش کامیاب نہ ہوسکی اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے سیاف وغیرہ سے دستخط کی وجہ پوچھی تو اس کا جواب تھا کہ ہم پر اقوام متحدہ کی طرف سے شدید دباؤ تھا اور ہمیں دھمکی دی گئی تھی کہ بصورت دیگر ان کی حکومت تسلیم نہیں کی جائے گی۔

یو این نے مسعود دوستم کو یکجا کیا:

یو این اس سازش میں ناکام ہوا تو اس نے اپنے نمائندہ خصوصی برائے افغانستان کو جو ایک کٹر متعصب یہودی منصوبہ دے کر متحرک کیا جس کے نتیجہ میں اس کی کمیونسٹ حکومت شمال کے ازبک کمیونسٹ جنرل دوستم اور شمال ہی کے تاجک کمانڈر احمد شاہ مسعود کو جس کے روسیوں اور کے جی بی سے قدیم مراسم تھے یکجا کر دیا گیا چونکہ افغانستان میں ہمیشہ اقتدار اسی کے پاس رہا ہے جس کے پاس فوجی طاقت ہو اور افغانستان پر یہ کہاوت جس کی لاٹھی اسی کی بھینس پوری پوری صادق آتی ہے اس لیے سیاسی قوتوں کی افغانستان میں کبھی بھی حیثیت نہیں رہی اس لیے تمام تر فوجی طاقت کو اس تکون میں منحصر کر کے جہادی تنظیموں کے لیڈروں کو سیاسی وانتظامی عہدوں کی بندر بانٹ میں مشغول کر دیا یہ تکون اقوام متحدہ امریکہ و روس کے مفادات کے لیے کام کرتی رہی یہی وجہ تھی کہ تمام تر بدامنی قتل وغارت گری تباہی و بربادی اور طوائف الملوکی کے باوجود یو این نے ربانی حکومت کو تسلیم کیے رکھا ایک طرف یو این کی تمنا پوری ہوگئی کہ افغانستان سولہ لاکھ شہدا کی قربانی دینے کے باوجود نفاذ اسلام سے محروم رہا دوسری طرف احمد شاہ مسعود نے شمالی افغانستان کو جہادی مرکز بننے سے باز رکھا مسعود نے کمال مہارت اور نفاق کے ذریعہ ولولہ انگیز جہادی جذبات کو ٹھنڈا کرنے میں بڑا

کردار ادا کیا جہاد اور مجاہدین کو جو پوری دنیا میں بدنام کیا یہ اقوام متحدہ کو زائد مگر مستقل اور بھاری نفع رہا۔

یو این نے مجددی کو صدر کیوں بنوایا:

اسامہ بن لادن کہتے ہیں کہ فوجی طاقت اپنے مہروں کو دینے کے باوجود یو این نے اصرار کیا کہ ان کے پسندیدہ لیڈر صبغت اللہ مجددی کو صدر بنا دیا جائے یو این اپنی اس سازش میں بھی کامیاب رہا حالانکہ مجددی کی تنظیم سب سے کمزور مگر یو این ایسا صدر چاہتا تھا جسے احمد شاہ مسعود اور جنرل دوستم ریموٹ سے چلا سکیں۔

جہاد تا جکستان کے خلاف یو این کی سازش:

جہاد افغانستان کے نتیجہ میں جہاد تاجکستان شروع ہوا اور امید بندھ گئی تھی سوویت یونین کی سابقہ جمہوریائیں اب جہاد واسلام سے روشناس ہوسکیں گی مگر احمد شاہ مسعود اور یو این نے مل کر اسے ختم کرنے کا منصوبہ بنایا ایک طرف مسعود نے تاجک کمیونسٹوں سے دوستی کی پینگیں بڑھا کر مجاہدین کو بے دست و پا کرنا شروع کر دیا دوسری طرف یو این نے مہاجرین کی امداد کے لیے شرطیں عائد کرنا شروع کر دیں فاقوں پر فاقہ کرنے والے مہاجرین ومجاہدین کو اس کی سزا دی جارہی تھی کہ وہ ایک امیر پر کیوں متفق ہو گئے تاجک مجاہدین کی پانچ رکنی شوریٰ کے اہم رکن قاضی القضاۃ مولانا عبدالغفار نے مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم کو بتایا کہ یو این نے امداد اس شرط سے مشروط کر دی ہے کہ ہم چار جماعتوں میں تقسیم ہو جائیں یو این کے مطابق اس صورت ان کو فنڈ مل سکیں گے ورنہ ان کا خزانہ خالی ہے تاجک مجاہدین نے بہت ہمت کی لیکن بالآخر اس کے لیڈر بک گئے احمد شاہ مسعود اور ایران نے روسیوں کی خواہش کی تکمیل میں اس عظیم جہاد کا گلا دبا دیا اور عبداللہ نوری نے ماسکو میں اس معاہدہ پر دستخط کر دیئے جس کی رو سے حکومت میں ستر فیصد

نشستیں کمیونسٹوں کو جبکہ تیس فیصد مجاہدین کو دینا طے پایا تھا ضرب مومن کے نمائندہ خصوصی نے وہ معاہدہ بچشم خود دیکھا جس پر ماسکو میں دستخط کیے گئے۔

افغانستان کے لیے یواین کے تمام نمائندے یہودی:

5-یواین نے مسئلہ افغانستان کے لیے جتنے نمائندے بھی بھیجے وہ سب یا کھلم کھلا کٹر یہودی تھے یا درپردہ ان کے ایجنٹ کیا یہودی مسئلہ افغانستان کے حل کے لیے مخلص ہو سکتے ہیں؟ 6-جب طالبان نے مغربی افغانستان کے پانچ صوبوں پر قبضہ کر کے ملک کے اکثر علاقے پر اپنی حکومت قائم کر لی تو انہوں نے یواین سے اکثریت کے اصول کے مدنظر کہا کہ وہ ربانی کی نمائندگی منسوخ کر کے ان کی حکومت کو تسلیم کریں تو این نے کہا یواین اسے تسلیم کرتی ہے جس کا دارالحکومت پر قبضہ ہو لہٰذا کابل پر قابض ربانی بھی ہمارے نزدیک ایک قانونی حکمران ہے مگر جب کابل بھی طالبان نے فتح کر لیا تو یواین نے اس کے باوجود طالبان حکومت کو ماننے سے انکار کر دیا۔

طالبان اور نوبرٹ ہال:

7-اسلام آباد میں اقوام متحدہ کے مندوب نوبرٹ ہال سے طالبان نے ان کی حکومت کو نشست نہ دینے کی وجہ پوچھی تو نوبرٹ ہال نے کہا کہ او آئی سی تمہیں تسلیم کر لے تو ہم بھی مان لیں گے اس وقت کے طالبان وزیر خارجہ ملا محمد غوث اخوند نے کہا کہ اگر او آئی سی آپ کے نزدیک حجت ہے تو او آئی سی کی تقلید میں کم از کم ربانی کی نشست منسوخ ہی کر دیں جیسا کہ او آئی سی نے کہا ہے مگر یواین کا نمائندہ کوئی جواب نہ دے سکا۔

ساٹھ ہزار بے گناہ عوام کے قاتلوں کو تسلیم کیے رکھا:

8-طالبان کے قیام سے قبل اقوام متحدہ نے مسعود، حکمت یار، سیاف اور ربانی کے ذریعہ جہاد اور مجاہدین کو بدنام کرنے کے لیے افغانستان کی بدامنی قتل و غارت گری تباہی و بربادی اور طوائف الملوکی کا چرچا کرتی رہی ہے یواین نے جہاد کے خلاف ایسا زبردست منفی پروپیگنڈہ کیا کہ آسمان ہی سر پر اٹھا لیا مجاہدین منہ دکھانے کے قابل نہ رہے ہلاکتوں کے اعداد و شمار جنرل اسمبلی میں پیش کیے جانے لگے یواین کی رپورٹ کے مطابق حکمت یار، مسعود، سیاف، حزب وحدت اور دوستم کی باہمی جنگوں میں روزانہ 38 ماہانہ 1132، سالانہ 13584 اور 53 ماہ میں ساٹھ ہزار بے گناہ عوام مارے گئے مگر جب طالبان ان ہی کے خلاف کھڑے ہوئے تو ان قاتلوں جنگی مجرموں انسانیت کے دشمن اور تباہی و بربادی کے اصل ذمہ داروں کو ملا کر وسیع البنیاد حکومت قائم کرنے کا مشورہ دیا جا رہا ہے۔

یواین کابل دفتر اور مسعود:

9- کابل میں یواین دفتر کے مرکزی عہدیدار مسعود کے لیے کام کرتے ہوئے پکڑے گئے مسعود کے خطرناک جاسوس یواین کے افسر اعلیٰ کی چارپائی کے نیچے سے رنگے ہاتھوں طالبان نے گرفتار کیے۔

جاسوسی پر مشتمل یواین کی خفیہ فائل:

10-افغانستان میں اقوام متحدہ کے سات اداروں کی نگران اور سب سے بڑے عہدیدار ٹامراتھ کو قندھار ہار میں رنگے ہاتھوں پکڑا گیا جب اس نے طالبان کی جاسوسی پر مشتمل خفیہ فائل نیویارک بھیجنے کی کوشش کی یہ فائل افغان وزارت خارجہ میں طالبان عہدیدار مولوی رحمتہ اللہ کے ہاتھ لگ گئی اس میں یواین کو مشورہ دیا گیا تھا کہ جب بھی طالبان کے ساتھ اجلاس ہو تو ایک بہت ہی خوبصورت ننگی خاتون ساتھ لائیں طالبان کو اسی طریقہ سے خراب کیا جا سکتا ہے خفیہ فائل میں تاکید کی گئی تھی کہ اقوام متحدہ طالبان کے زیر قبضہ علاقوں میں کوئی رفاہی کام نہ کریں ورنہ یہ کنویں میں ڈالر پھینکنے کے مترادف ہو گا

ٹامراتھ کو والی قندھار محمد حسن نے ملک بدر کر دیا تھا۔

یواین کے افسر کو نکال دو:

11- چھ ماہ قبل مسعود نے گل بہار اور جبل السراج پر قبضہ کیا تو یواین نے کابل سے جو محاذ جنگ سے ((77 سنتر کلومیٹر دور تھا اپنے دفاتر اور عملہ منتقل کرنا شروع کر دیا ضرب مومن کے نامہ نگار خصوصی کا جو اس وقت کابل میں موجود تھے کہنا ہے کہ یواین نے جس انداز سے کابل چھوڑا وہ کابل کے عوام کے لیے ہیبت ناک تھا اور طالبان کے قدم اکھاڑ نے کے لیے خطرناک مگر اس کے برعکس جب طالبان نے مزار ایئرپورٹ پر قبضہ کیا جو شہر سے صرف 14 کلومیٹر دور تھا تو یواین نے اعلان کیا کہ ان کے دفاتر مزار میں بند نہیں ہوں گے اور یہ کہ عملہ مزار نہیں چھوڑے گا ضرب مومن کو ملنے والی خصوصی رپورٹ کے مطابق اب سے چند ماہ قبل اقوام متحدہ کا ایک اعلیٰ افسر امیر المومنین کے دروازہ پر کوئی درخواست لے کر پہنچا تو امیر المومنین نے محافظین سے فرمایا کہ مزار اور کابل میں ان دو واقعات کی بدنیتی اس کو بتا کر یہاں سے نکال دو۔

وزارت زراعت اور یواین او:

12- طالبان کی وزارت زراعت کے اعلیٰ عہدیداروں نے بتایا کہ اقوام متحدہ نے جو بیج اور پودے دیئے اور ایسے زہریلے تھے کہ نہ صرف وہ مضر صحت تھے بلکہ زمین کو بھی ناکارہ کرنے لگے تھے اس لیے وزارت زراعت نے اعلان کیا تھا کہ آئندہ لیبارٹری میں تفتیش کے بغیر کوئی تخم اور کوئی پودا اقوام متحدہ سے نہ لیا جائے۔

یواین اور قیدیوں کا قتل عام:

13- شمال میں طالبان قیدیوں کے اجتماعی قتل عام پر اس ادارے کی سرد مہری بے حسی بلکہ ڈھٹائی ایسی کھلی حقیقت ہے جس کا پوری دنیا نے مشاہدہ کیا ہے یواین کی افغانستان سے متعلق یہ سازشیں بطور نمونہ ہیں ورنہ اس کی سب سازشوں کو قلمبند کیا جائے تو دفتر کے دفتر سیاہ ہو جائیں اقوام متحدہ کی اس اسلام دشمنی پر مزید تبصرہ کرنے کی بجائے یہ کہنے میں حق

بجانب ہیں کہ اس عالمی ادارہ کی بنیاد ہی اسلام دشمنی پر رکھی گئی ہے اقوام متحدہ کی تاسیس سے لے کر اس کے منشور کے مرتب ہونے تک کی تمام رپورٹیں اور تاریخی دستاویزات اس کی شاہد ہیں کہ اس عالمی ادارے کا الف سے لے کر یا تک سب کچھ کفار کا ترتیب دیا ہوا ہے 1942ء میں یہودیوں نے اپنی ایک اور تنظیم جمعیت اقوام یا لیگ آف نیشنز کی جگہ یونائیٹڈ نیشنز یا اقوام متحدہ کی داغ بیل ڈالی تین سال تک یہود باہم صلاح مشورے کرتے رہے اور انہوں نے امریکہ روس فرانس اور برطانیہ کی مدد سے 1945ء کو اس قیام کا اعلان کیا یہ دراصل یہودیوں کا پوری منصوبہ بندی کے ساتھ عظیم جال تھا جس میں دوسروں کی عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً پھانسنا خصوصی ہدف تھا 1945 کے بعد سے اسلامی ملک اس جال میں پھنستے جا رہے ہیں اور یہودی اس ادارے کی دو اہم شاخوں ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے ذریعہ مسلمانوں کا خون چوس رہے ہیں آیئے یواین کی تاسیس اور اس کے بارے میں عہدیداروں کے مستند اور اہم انکشاف ملاحظہ فرمائیں۔

یواین کی بنیاد اور سپر گورنمنٹ کا یہودی منصوبہ:

صیہونیوں کے دانا بزرگوں کی دستاویزات میں جگہ جگہ ایک سپر گورنمنٹ کا ذکر کیا گیا ہے مثلاً چھٹی دستاویزات میں کہا گیا ہے کہ ہمیں جو ممکنہ ذریعہ سے ایک ایسی سپر گورنمنٹ کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے جو رضا کارانہ طور پر اطاعت قبول کرنے والوں کو تحفظ کی ضمانت دے سکے وکٹر ای مارسڈن جس نے ان دستاویزات کے تعارف میں اقوام متحدہ کو اسی سپر گورنمنٹ کی طرف ایک قدم قرار دیا ہے اس منصوبے کو بروئے کار لاتے ہوئے اول لیگ آف نیشنز قائم کی گئی اور بعد میں اقوام متحدہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

یواین کے اہم عہدیدار کون؟:

اس پس منظر میں اقوام متحدہ پر یہودیوں کے تسلط کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اقوام متحدہ کے دس انتہائی اہم اداروں میں ان کے اہم ترین عہدوں پر 74

یہودی فائز ہیں اقوام متحدہ کے صرف نیویارک کے دفتر میں بائیس شعبوں کے سربراہ یہودی ہیں اور یہ سب کے سب انتہائی حساس شعبے ہیں جو اس بین الاقوامی تنظیم کی پالیسیاں مرتب کرتے ہیں مثال کے طور پر یونیسکو (Unesco) میں نوشعبوں کے سربراہ یہودی ہیں آئی ایل او (I L O) کی تین شاخیں یہودی افسران کی تحویل میں ہیں ایف اے او (F A O) کے گیارہ شعبوں کی سربراہی یہودیوں کے پاس ہے عالمی بینک World Bank میں ہی اور انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ (I M F) میں نو شعبوں کے سربراہ وہ لوگ ہیں جن کا تعلق یہودیوں کی عالمی تنظیم سے ہے یہ تمام عہدے جو یہودیوں کے پاس ہیں انتہائی اہم اور حساس ہیں اور یہ لوگ ان کے ذریعہ تمام بین الاقوامی امور پر اثر انداز ہو رہے ہیں اس کے علاوہ بے شمار یہودی اور ان کے گماشتے ہر ہر شعبے میں موجود ہیں ذرا اندازہ لگائیے کہ اگر یہ افراد کسی مرکزی تنظیم کے زیر اثر کام کر رہے ہوں تو وہ عالمی سیاسیات معاشیات اور مالیات کا رخ جس سمت چاہیں موڑ سکتے ہیں اور بعینہ یہی وہ کام ہے جو وہ سرانجام دے رہے ہیں بہت سے لوگوں کو یہ معلوم ہو کر حیرت ہوگی کہ دنیا کے تمام ممالک میں یہودیوں کی خفیہ تنظیمیں کام کر رہی ہیں بہت سے ملکوں میں انہیں اپنی علیحدہ کوئی تنظیم قائم کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں ہوتی چونکہ ان کے اپنے آدمی خفیہ طور پر ان ملکوں میں اہم مناسب پر تعینات کروائے جا چکے ہیں جہاں بیٹھ کر وہ ہر وہ کام کروا سکتے ہیں جس کی انہیں ضرورت ہے مثال کے طور پر بدنام زمانہ سی آئی (CIA) ان کے انگوٹھے کے نیچے ہے جسے براہ راست اسرائیل سے ہدایت ملتی ہے۔

امیر المومنین کا فرمان:

اس تفصیل کے بعد ہم اپنے تمام قارئین کو دعوت دیں گے کہ وہ حضرت امیر المومنین کے فرمان کا متن ملاحظہ فرمائیں اور ان کی فراست ایمانیہ کو داد دیں حضرت امیر المومنین نے سردست اقوام متحدہ کے تین بنیادی اصولوں کو اسلام کے خلاف گھری سازش قرار دیتے ہوئے واضح کر دیا ہے کہ یہ ادارہ اسلام کی بیخ کنی کر رہا ہے یو این نے ان بظاہر

خوبصورت مگر درحقیقت انتہائی زہریلے نعروں کے ذریعہ اکثر مسلمانوں کو یا تو سیدھے راستہ سے منحرف کر دیا ہے یا پھر بالکل ہی مرتد کر دیا ہے۔

خواتین کے حقوق:

امیر المومنین نے مسلمانوں کو خبردار کیا اور کہا کہ اقوام متحدہ کے خواتین کے حقوق کے واویلا سے ہوشیار رہیں کیونکہ اس کا مقصد مسلمانوں میں زنا بدکاری فحاشی پھیلانا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جس اسلامی ملک میں جب بھی بدکاری اور بے حیائی عام ہوئی وہ برباد ہوا اور کفار کے زیر تسلط آ گیا بیان کے مطابق فحاشی سے غیرت و جرأت رخصت ہو جاتی ہے اور مرد عورتوں کی طرح بزدل بن جاتے ہیں پھر کفار کا مقابلہ کرنے کی ہمت ہی نہیں رہتی اور یہی کفار کا مقصد ہے فرمان کے متن میں زور دے کر کہا گیا ہے کہ ہم قرآن کو مانتے ہیں نہ کہ اقوام متحدہ کو۔

تعلیم:

اسی طرح بیان میں اقوام متحدہ کے نصاب تعلیم اور نظام تعلیم پر سخت زوردار اور آئینی حملے کیے گئے ہیں امیر المومنین نے کہا کہ یو این جس تعلیم کا ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے اور جسے مسلمانوں پر مسلط کیا جا رہا ہے یہ وہ تعلیم ہی نہیں جس کا اسلام نے حکم دے کر اس کی فرضیت اور تقدس کا پرچار کیا اسلام کے نزدیک علم وہی ہے جس سے اسلام کے احکام اور قرآن و حدیث تک رسائی ہو مگر یو این نے مسلمانوں کو اصل علم سے محروم کر کے جہالت کے اندھیروں میں دھکیل دیا ہے یہی وجہ ہے کہ کالجوں یونیورسٹیوں سے اقوام متحدہ کے مرتب کردہ خطاب و نظام تعلیم سے ڈگریاں لینے والے اسلام کی بالکل ابتدائی اور بنیادی معلومات سے بھی ناواقف ہوتے ہیں امیر المومنین نے کہا کہ ہم دیکھیں گے کہ اقوام متحدہ

ہم سے کس قسم کی تعلیم کا مطالبہ کرتی ہے۔

انسانی حقوق:

اس طرح بیان میں انسانی حقوق کے بارے میں بھی یواین پر سخت گرفت کی گئی ہے امیر المومنین نے فرمایا ہم قرآن کو مانتے ہیں جس نے انسانی حقوق کا تعین بہت پہلے کر دیا ہے ہم اقوام متحدہ کے ان خود ساختہ انسانی حقوق کو ٹھکراتے ہیں انہوں نے مسلمانوں سے کہا کہ وہ یواین کے خلاف قرآن قوانین کو قطعاً مسترد کر دیں۔

علما کرام مفتیان عظام اور دانشوران اسلام سے چند سوالات:

1- جب یہ ثابت ہو گیا کہ یہ ادارہ یہودیوں کا ترتیب دیا ہوا ہے اور آج تک اس کی تاریخ پکار پکار کر اسلام دشمنی کی تصدیق کر رہی ہے تو کیا ایسے ادارہ کی رکنیت قبول کرنا جائز ہو گا اور جو اسلامی ملک رکن بن چکے ہیں ان کے لیے رکنیت برقرار رکھنا جائز ہو گا۔ -2 رکنیت قبول کرنے سے یواین کی اسلام کے خلاف زہریلی سازشوں میں براہ راست یا بالواسطہ شرکت تو لازم نہیں آئے گی۔ -3 اگر جائز ہے تو اقوام متحدہ کے منشور کی ان دفعات کا کیا بنے گا جو قرآن و حدیث کے کھلم کھلا خلاف ہیں مثلاً یواین کے منشور میں مرد و عورت کو مساوی درجہ دیا گیا ہے کافر و مسلم کو برابر بتایا گیا ہے مذہب کی خاطر جنگ کو ممنوع قرار دے کر اقدامی جہد کا راستہ روک دیا گیا ہے دوسرے ملک کے مظلوم مسلمانوں کی مسلح مدد کو جو قرآن نے فرض بتائی ہے غیر قانونی کہہ کر دفاعی جہاد پر قدغن لگا دی گئی ہے انسانی حقوق

کی دفعہ سے حدود و قصاص و دیگر احکام الٰہیہ کو مخدوش و مطعون کیا گیا ہے بنیادی حقوق کے بہانے الحاد زندقہ اور بے دینی کے دروازے کھولے گئے ہیں خواتین کے حقوق کے عنوان سے فحاشی اور بدکاری کی اجازت دی گئی ہے۔ -4 مسلمانوں کے حکمران اس ادارہ کے ساتھ اسلام کے خلاف جو معاہدہ کر چکے ہیں یا کر رہے ہیں ان کا شرعاً کیا حکم ہے اگر یہ بھی درست ہے تو فرمایئے کہ مسلمان اس یہودی ادارے کے ذریعہ کب تک یونہی ذبح ہوتے رہیں گے مسلم و کافر دو مختلف قومیں متحد کیسے بن گئیں۔

افغانستان کے یوم آزادی پر پیغام:

افغانستان کی آزادی کے 80 برس مکمل ہونے پر حضرت امیر المومنین نے اپنے ہم وطن عظیم مجاہد اور دلیر قوم کے نام ایک تحریری پیغام میں فرمایا کہ آج کا دن ہمیں 80 سال قبل اسلامی جہاد اور قربانی کی برکت ہماری مومن اور مجاہد قوم کی عظیم فتح و استقلال اور حریت و آزادی کی یاد تازہ کرتا ہے۔ جب اس دن ہمارے سربلند آزاد اور سرخرو ملک کے مسلمان اور دین دوست عوام نے اسلامی تعلیمات اور جہاد کے مقدس ارشادات کی روشنی میں دینی و قومی جذبات اور ولولوں کی بدولت اس وقت کی عظیم جابر اور سامراجی قوت کے مقابلے میں جہاد کا اعلان کیا وہ نہتے اور خالی ہاتھ تھے مادی وسائل اور فوجی اسباب نہ ہونے کے برابر تھے لیکن انہوں نے پھر بھی اپنی ایمانی قوت اور جذبے سے دو ماہ کی قلیل مدت میں اللہ کی مدد اور نصرت کی بدولت اپنے وقت کی سپر طاقت کو زبردست شکست سے دوچار کر دیا وہ سپر طاقت جس کی سوچ اور ذہن پر عالمی جنگ کے فاتح ہونے کا غرور سوار تھا اپنے اسلامی ملک کی حریت آزادی اور استقلال میں تمام قوموں اور ملتوں کے مرد عورتیں بچوں اور بوڑھوں سب نے مشترکہ طور پر اہم کردار ادا کیا اور سب نے مل کر اسلامی اور قومی اتحاد کی بدولت انگریز سامراج کو زبردست شکست دی۔ عزیز ہم وطنو ہم بھی انہی مجاہد اور قہرمان آباؤ اجداد کی اولاد ہیں اپنے اسلامی ملک کی اسلامی اور قومی سا لمیت کا تحفظ ہمیں ورثے

میں ملا ہے موجودہ زمانہ میں ہماری مجاہد قوم اور پوری دنیا کے لوگ ہماری اسلامی سرزمین ہر ایک دوسرے بڑے جابر اور ظالم سابقہ سامراجی سوویت یونین کے بے رحمانہ تجاوز کے شاہد ہیں چونکہ افغان مسلمان ملت کو اسلامی جہاد اور حریت و آزادی اپنے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملی ہے اس لیے دنیا نے دیکھ لیا کہ بے بس اور ننگے پاؤں پھرنے والے افغانوں نے بجائے اس کے کہ مادی وسائل اور فوجی ساز وسامان کی عدم موجودگی یا کمی ان کے ارادوں میں تبدیلی کا باعث بنے صرف اللہ رب العزت پر توکل کرتے ہوئے اپنی غیرت بہادری اور باپ دادا کی اسلامی تاریخ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بے سروسامانی کی حالت میں وقت کی عظیم سپر پاور (سوویت یونین) جس سے امریکہ سمیت پوری دنیا اس کی فوجی قوت سے مرعوب تھی کے خلاف اعلان جہاد کیا چنانچہ علماء کے فتویٰ کے مطابق پورا ملک سامراج کے لیے سرخ آگ بنا، باوجود اس کے کہ روس نے ماڈرن اسلحے ایٹمی قوت دور مار میزائل زہریلے کیمیائی بم وغیرہ سب کچھ افغانستان کے مجاہد ملت اور آزاد سرزمین پر استعمال کیے لیکن یہ سب کچھ ایمان اور مصمم عزم کے سامنے کچھ بھی نہ کر سکے روس نے نہ صرف افغانستان میں فوجی شکست کھائی بلکہ پوری دنیا کے نقشے پر سوویت یونین کا وجود ختم ہوا اور جس مادی طاقت نے پوری دنیا کو ہضم یا ہڑپ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا وہ خود بکھر کر صفحہ ہستی سے مٹ گئی بلاشبہ ہم علی الاعلان کہہ سکتے ہیں کہ یہ افغانوں کا وہ اسلامی اور قومی مقام تھا کہ دنیا کی سب سے ظالم جابر اور بڑی سامراجی قوت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء عزیز بھائیو اور پیارے ہم وطنو افغان لوگ سوویت یونین کے ٹوٹنے اور کٹھ پتلی کمیونسٹ حکومت کے خاتمے کے بعد ایک مستحکم مرکزی اسلامی اور قومی حکومت قائم کرنے کی امیدیں لگائے بیٹھے تھے تاکہ شہداء یتیموں اور بیواؤں کی امنگیں پوری ہوں لیکن افسوس کہ بیرونی مداخلت کی وجہ سے ہماری امیدیں اور آرزوئیں پوری نہ ہوئیں اس طرح ہمارا جنگ زدہ اور غریب و بیچارہ ملک ایک بار پھر اقتدار کی باہمی کشمکش کا شکار ہوا ہزاروں

بے گناہ انسان قتل کیے گئے چوری لوٹ مار راہزنی اور قتل و غارت کا بازار گرم ہوا اور قومی علاقائی لسانی اور قسم قسم کی نفرتوں میں دن بدن اضافہ ہوتا رہا ہزاروں کی تعداد میں مختلف قسم کے اسلحے تقسیم ہو گئے تھے اور ایک ہی ملک میں سینکڑوں حکومتیں قائم ہو گئی تھیں ہمارے ملک کے تاریخی دشمنوں نے اس بدنظمی اور افراتفری کی حالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ موقع ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لیے مناسب سمجھ لیا ملک کی حساس نازک اور غم انگیز فضاء میں ملک کے سچے سپوتوں وطلبہ کرام نے علماء کے فتویٰ اور مجاہد قوم کی بھرپور تائید پر اپنی کتابوں کو سمیٹ کر مدارس اور دینی حلقوں و حجروں کے دروازے بند کر دیئے بہت سے نوجوانوں قرآن مجید کے حفاظ تفسیر اور حدیث کے علماء اور طلبہ کی قربانی کی وجہ سے ملک کا تقریباً 95 فیصد حصہ شر فساد ظلم اور دوسروں کے غلاموں اور آلہ کاروں سے آزاد کرا کے اپنے مظلوم اور بے بس مسلمانوں کو ظالموں کے شر اور فساد سے نجات دلائی طالبان نے وہ اقدامات کر کے دم لیا جن کو کرنے کا تصور ہی دنیا کے سامنے ناممکن تھا بیسیوں بادشاہتوں کا خاتمہ مضبوط مرکزی حکومت کا قیام دسیوں ہزار مختلف قسم کے اسلحہ کی جمع آوری اور آخر کار ملک کو حصے بخرے کرنے کی مذموم کوششوں کو ناکام کرنا اس میں شامل ہے موجودہ اسلامی امارت جس کو ملک کے تمام اقوام اور قبائل کی بھرپور تائید حاصل ہے ایک آزاد اور مستقل افغانستان کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے حاضر ہے اسلامی امارت دنیا کے تمام صلح پسند ممالک سے تقاضا کرتی ہے کہ افغانستان میں موجودہ حقائق اور واقعات کا ادراک کر لے اور اس بنیاد پر اسلامی امارت کے ساتھ اپنے تعلقات پر غور کرے اسلامی امارت اسلامی اور قومی اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے پوری دنیا کے ممالک کے ساتھ باہمی احترام کے اصولوں پر محکم تعلقات کی خواہاں ہے اس طرح کسی کو یہ اجازت نہیں دے سکتی کہ ہماری مظلوم اور ستم رسیدہ ملت کی آزادی کو بری یا میلی نگاہ سے دیکھے اسی طرح اسلامی امارت کے تحفظ اور سالمیت کی بقاء کی خاطر پوری اسلامی امت سے اپیل کرتی ہے کہ اس سلسلے میں

افغانستان کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کیا جائے آخر میں ایک بار پھر یہ ذکر ضروری سمجھتا ہوں کہ افغانستان نے اس صدی میں تین بار فرنگی، انگریزی، سامراج اور آخر میں روسی سامراج کو پوری دنیا کو ہضم کرنے کا ارادہ رکھتا تھا زبردست اور ذلت آمیز شکست دی ہے اور پوری دنیا افغانوں کے اس عظیم احسان کی مقروض ہے افغانستان کے مسلمان اور مجاہد قوم اب بھی اپنے اسلامی اور قومی مفادات اور سلامتی کے تحفظ اور بقاء کے لیے ہر اس طاقت کے خلاف جو ہمارے ملک میں ناجائز کرتا ہے قطع نظر اس کے کہ مادی وسائل اور دیگر چیزوں کی عدم دستیابی کے باوجود صرف اللہ کی ذات پر توکل کرتے ہوئے غیرت مندانہ طور پر غاصب اور طاقتور استعمار کو دندان شکن جواب دینے کی بھرپور استعداد اور طاقت رکھتی ہے آخر میں حصول آزادی کے اس موقع پر میں تمام شہداء کی پاک روحوں کے لیے خصوصی دعا کرتا ہوں اور سربلندی کی امید اللہ رب العزت کے دربار میں پیش کرتا ہوں۔

امیر المومنین پر قاتلانہ حملہ:۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد دامت برکاتہم کو قندھار میں شہید کرنے کی بین الاقوامی سازش ناکام ہوگئی قندھار سے باوثوق ذرائع کے مطابق قندھار کے گورنر ہاؤس اور امیر المومنین کی رہائش گاہ کے درمیان سرکاری مہمان خانے کے بالکل قریب ایک زوردار دھماکہ ہوا دھماکے سے کچھ دیر قبل امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد مہمان خانے کے قریب سے گزر کر اپنی رہائش گاہ کی طرف گئے تھے اس زبردست دھماکے کے نتیجہ میں امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد بال بال بچ گئے مگر آپ کے محافظوں سمیت 12 بے گناہ افراد شہید اور 20 زخمی ہو گئے اطلاع کے مطابق امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد مدظلہ کے گھر کے قریب کھڑے کیے گئے ایک مشتبہ ٹرک میں لدے ہوئے تخریبی مواد سے ہونے والا دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ آس پاس کی درجنوں عمارتیں تباہی کا شکار ہوگئیں جبکہ موقع پر زمین میں ایک خوفناک گھڑا پڑ گیا دھماکے کی خبر سنتے ہی پورا شہر حضرت امیر المومنین کے گھر کی طرف امڈ آیا شہر کا ہر فرد امیر

المومنین کی خیریت جاننے کے لیے بے تاب تھا جب انہیں معلوم ہوا کہ امیر المومنین بخیریت ہیں تب سکھ کا سانس لیا اس سلسلہ میں وزارت داخلہ سمیت امارت اسلامی کے حساس اداروں نے تحقیقات شروع کی قندھار سے وزیر اطلات نے اس سوال پر کہ دھماکہ کا ذمہ دار کون ہے؟ کہا اس سلسلہ میں تحقیق کے پتہ چل سکے گا فی الوقت کچھ نہیں کہا جا سکتا تاہم اس ہولناک دھماکہ میں بیرونی قوتوں کے ہاتھ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا یہاں پر یہ امر تعجب خیز ہے کہ قندھار میں رات گئے یہ دھماکہ ہوا اور پھر وہاں امریکن ٹی وی سی این این کا کوئی نمائندہ بھی نہیں اس کے باوجود دھماکے کے فوراً بعد سی این این نے دھماکے کی خبر نشر کی اگر امریکہ کا اس دھماکہ میں کوئی ہاتھ نہیں تو پھر دھماکے کی اطلاع اس قدر جلدی اور فوراً کیسے مل گی جبکہ سی این این کا کوئی نمائندہ قندھار میں موجود نہیں اور نہ ہی افغانستان میں ایسی جدید سہولیات میسر ہیں کہ فوری طور پر بین الاقوامی ذرائع ابلاغ افغانستان میں ہونے والے کسی بھی واقعہ سے بروقت آگاہ ہوسکیں بہرحال یہ راز زیادہ دیر تک مخفی نہیں رہ سکتا پردہ جلد ہی اٹھ جائے گا اور پھر مجرمیان امارت اسلامی افغانستان اور عالم اسلام کے غیض و غضب سے بچ نہیں سکیں گے حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ دنوں امریکہ افغانستان پر حملے کی تیاری مکمل کر چکا تھا حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کی دھمکی نے امریکہ کو اپنے مذموم ارادے سے باز رکھا بم دھماکے کے پیچھے امریکی ایجنٹوں کا ہاتھ تھا جو افغانستان میں تخریب کاری کے ذریعہ طالبان پر اپنا دباؤ بڑھانا چاہتے تھے

عمال کے نام پیغام:

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و............علی رسولہ الکریم

امابعد: محترم بھائیو طلبہ اور تمام چھوٹو اور بڑو! شاید آپ پر یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہوگی اور اللہ پاک گواہ ہے کہ یہ طلبہ میری کمان کے تحت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے دین پر قربان ہوئے ہیں میں پھر حلف اٹھاتا ہوں اللہ جل شانہ کی ذات کی قسم ہے کہ میں نے اپنی عزت

قیامت اور یادہی کے لیے قربان نہیں کیے بھائیو! آپ کو سوچ لینا چاہیے مضمون کو خوب سمجھ لینا غور کرنا اور عمل کرنا آپ پر فرض ہے آپ کو معلوم ہے کہ یہاں روس یا امریکی نہیں تھے یہاں اس وطن اور ملک کے لوگ تھے ہم نے قربانیاں اس لیے دیں کہ یہاں اللہ کا دین خفا اور غمگین تھا اور اللہ پاک کا دین یامال تھا انہی افغانوں سے تم نے جنگیں لڑیں اور قربانیاں دیں کیونکہ وہ اہل فساد اور اہل شر لوگ تھے وہ خلاف شرع کاموں اور منکرات کا ارتکاب کر رہے تھے اسی خاطر ہم نے اپنے جوانوں کو قربان کیا بھائیو! یہ بات آپ پر پوشیدہ نہ رہے اگر آپ اپنے کو مسلمان مجاہد طالب اور افغان کہتے ہو تو میں آپ سے صرف ایک ہی بات کروں گا کہ اگر کوئی شخص پانچ افراد کا امیر ہو یا ہزار افراد کا ہر شخص کو امر بالمعروف کا اہتمام کرنا ہوگا وہ اپنے آپ کا اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ دار ہے وہ اپنے آپ پر نگرانی رکھے وہ دن رات اس بات کا خیال رکھے کہ وہ منکر کا مرتکب نہ ہو اور مسلمان اور مسلمانوں پر ظلم نہ کرے یہ بات خوب سمجھ لینا اگر آپ نے اس بات کا اہتمام نہ کیا تو وہ دن آنے والا ہے جو اوروں پر آیا تھا ان لوگوں پر ان پانچ طلبہ کو عذاب کی شکل میں مسلط کر دیا اور ان کو ان نہتے طلبہ کے ذریعہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اللہ تعالیٰ آپ کو بھی امتحان میں ڈال سکتے ہیں وہ ہمارا اور آپ کا امتحان لیتا ہے کہ ہم کیا کرتے ہیں اگر ہمارے اندر بھی خلاف شرع کام اور منکرات شروع ہو گئے اور ہم نے انہیں ترک نہیں کیا اور ان سے غافل ہو گئے یا اپنے اقتدار اور عزت کو مد نظر رکھا تو اللہ کی قسم وہ قادر مطلق ذات ہے وہ ہمیں ان لوگوں سے بھی زیادہ ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اہم بات یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اہتمام کرے یہ اہم نہیں کہ جنگ میں کامیابی ہوئی یا ناکامی اللہ کا یہ دین ہم سے بہت خفا اور غمگین ہے بہت غریب اور مظلوم ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بہت دل برداشتہ اور غمگین ہیں سو میرے بھائیو! آپ اپنی صفوں کی طرف متوجہ ہو جائیں اگر آپ میں سے کوئی کمشنر ہے یا گورنر کسی محکمے کا سربراہ ہے یا وزیر گروپ کا کمانڈر ہے یا ایک فرد سب کو متوجہ ہونا چاہیے یہ بہت اہم بات اور قابل توجہ مسئلہ ہے ورنہ کل پھر پچھتاؤ گے لیکن فائدہ کوئی نہیں ہوگا اللہ

کی ذات کی قسم ہے کہ پھر دنیا میں بھی حسرت کرو گے اور آخرت میں بھی ہر شخص اپنے آپ کا اور اپنے اعمال کا خیال رکھے اور اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے اپنے ساتھیوں کی طرف بھی توجہ دے اگر آپ نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ خیر کرے گا ورنہ خداوند کریم قادر ولایزال ذات ہے اللہ کی قسم تمہیں پتہ بھی نہیں چلے گا اور تم تباہ و برباد ہو جاؤ گے اور خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہو جاؤ گے اپنی تمام نفسانی خواہشات سے دستبردار ہو جائیں کیونکہ آج اللہ کا دین بہت دل گیر ہے اپنے ساتھیوں کو معروف کی طرف متوجہ کرتے ہوئے منکرات سے منع کرنا اور مسلمانوں پر کبھی بھی ظلم مت کرنا ہمیشہ اپنے ساتھیوں کا احتساب کیا کرو کہ اب وہ کیا کر رہا ہے اور کل کیا کر رہا تھا اپنے ہر ساتھی کے بارے میں مکمل تحقیق کرتے رہنا ممکن ہے کہ ہماری صفوں میں کچھ غلط لوگ شامل ہو گئے ہوں اور ہماری صفوں کو خراب کرنا چاہتے ہوں اس لیے وہ منکرا اور ظلم جان بوجھ کر کرتے ہیں وہ ایسا اس لیے کرتے ہیں تا کہ طالبان کی صفوں میں ظلم وحشت اور بربریت کا شہرہ ہو اللہ کے واسطے یہ بات مان لینا اور عمل کرنا آج پوری دنیا صرف دین کی وجہ سے آپ کی دشمن ہے کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ خدانخواستہ ہم دنیا و آخرت میں شرمندہ ہو جائیں آخرکار ہم بھی انہی لوگوں (پرانے لوگوں) کی طرح ہو جائیں پھر لوگ ہمیں کہیں گے کہ ساری دنیا کی دشمنی آپ کے ساتھ اسلام اور دین پر غیرت کرنے کی وجہ سے تھی آپ نے دین کے ساتھ کیا کیا؟ ایسا اگر ہوا تو پھر بعید نہیں کہ تم اور ہم دربدر ہوں گے اور صدور دنیا اور آخرت میں ناکام و نامراد اور شرمندہ ہو جائیں گے اگر آپ نے میری بات پر عمل نہیں کیا تو پھر آپ حیران ہوں گے کہ یہ ہمارے ساتھ کیا ہوا اور کیسے ہوا جو کچھ میں نے آپ کو کہا اس کو بہت توجہ سے سنیں اعمال نیت اور سب کچھ اس لیے درست ہو سکتا ہے یہ ایک امر ہے اور آپ پر اس کی اطاعت واجب ہے بلکہ فرض کے برابر ہے کیونکہ حکم خداوندی ہے اگر تمام لوگ دن رات اس بات کا خیال رکھیں تو اللہ تعالیٰ جنگوں میں بھی کامیابی عطاء فرمائے گا اور جانی و مالی نقصانات سے حفاظت کا بندوبست کرے گا آپ دیکھتے ہیں کہ ہر جنگ میں کتنا نقصان ہمیں اٹھانا پڑ رہا ہے یہ ہمارے اعمال کی وجہ سے

ہمیں پہنچ رہا ہے میں نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے میں ایک بار پھر اللہ کی ذات پر قسم کھاتا ہوں اللہ کی قسم کہ میں نے یہ قربانیاں اپنی عزت امارت اور بادشاہی کے لیے نہیں دی ہیں اللہ کی ذات گواہ ہے میں نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی ان شاء اللہ اللہ مجھے اس پر نہیں پکڑے گا پھر بھی میں اپنی ذمہ داری ادا کرتا رہوں گا طاقت کے استعمال کے ذریعہ بھی تبلیغ اور نصیحت کے ذریعہ بھی میں ہر قربانی دوں گا اللہ نے مجھے ایک جان دی ہے یہ اس کی راہ میں قربان کرتا ہوں یہ میری نیت اور عزم ہے ان شاء اللہ مجھے امید ہے کہ اللہ پاک میرا مواخذہ نہیں کرے گا ہر شخص کا مواخذہ اس کے اعمال کی بنا پر ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دے گا میں نے اس لیے اپنی ذمہ داری ادا کر دی کہ کہیں پھر آپ یہ نہ کہیں کہ میں کیوں غافل تھا اور آپ کو کیوں کچھ نہیں کہتا تھا مسلمانوں کے لیے ایک بار علم حاصل کرنا شرط ہے میں نے اس لیے آپ کو خبردار کیا کہ اصلاح ایک بات سے بھی ہو سکتی ہے اگر کوئی مسلمان ہو تو دل کھول کر سن لے اور اپنی نیت درست کر لے اگر وہ برے اعمال میں مبتلا ہو تو فی الفور توبہ کر لے یہ پوری صف ایک ہی بات پر درست ہو سکتی ہے یہ بات غلط ہے کہ فلاں درست نہیں ہوتا اس لیے میں بھی صحیح کام نہیں کرتا دوسرے بندوں کی دلیل پیش کرنا درست نہیں قیامت کے دن یہ بات نہیں مانی جا سکتی اور دوسروں کی دلیل پیش نہیں کی جا سکتی کہ وہ نیکوکار نہیں تھا اس لیے میں نیک عمل نہیں کر سکا یہ ایک بات بہت بہتر ہے اس بات پر عمل کرنا اگر عمل نہیں کرو گے تو اللہ کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے ہرگز آپ نجات حاصل نہیں کر سکو گے نہ دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں اگر آپ کو اپنے عمل کرنے کی امید نہیں یا اس پر عمل کرنے سے قاصر ہیں تو پھر اہل فساد اہل منکر اور شریر لوگوں کو اپنے مال پر چھوڑ دیں کہ وہ اپنا کام کرتے رہیں کیونکہ پھر تم بھی ایسے بنو گے تو تمہارے ساتھ بھی جہاد جائز ہوگا تو آپ کا جہاد پھر ان لوگوں کے ساتھ کہاں جواز پیدا کرتا ہے؟ اگر آپ اپنے اعمال درست کر کے اپنے آپ پر پہرہ دار بن جائیں تو پھر دنیا کی کوئی طاقت آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتی اگر ہمارے اعمال برے ہوں گے تو ہر شخص ہم پر غالب ہوگا جو ہم کو نقصان پہنچائے گا اللہ اس کو

دفع نہیں کرے گا اللہ ہماری معاوت و نصرت نہیں کرے گا اگر ہماری صفیں درست اور اعمال کی اصلاح ہو جائے تو ہمارا جہاد جہاد ہوگا اور مسلمانوں کا حق تلف نہیں ہوگا اور نہ ہی ہم سے ظلم سرزد ہوگا باقی آپ کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا میرے لیے دعائیں کریں اور میں آپ کے لیے دعا کرتا رہوں گا اللہ آپ کا حافظ و ناصر

امیر المومنین اور ان کے رفقاء کا ذکر:۔

ملا عمر غلزئی قبیلے کے پختون ہیں عربی اور فارسی پر دسترس رکھتے ہیں۔ جدید تعلیم سے بیگانہ ہونے کے باوجود سامراجی طاقتوں کے فتنوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ روسی جارحیت کے زمانے میں انہوں نے شجاعت و استقامت کے خوب جوہر دکھائے۔

ان کے ساتھی بتاتے ہیں کہ انہوں نے مختصر سی مدت میں جدید ہتھیار چلانے میں ایسی مہارت حاصل کی کہ سب دنگ رہ گئے۔ ان کا نشانہ کبھی خطا نہیں جاتا اسی لیے بعض انگریزی جرائد سے وابستہ صحافی انہیں Crack-marks man یعنی خارا شگاف نشانچی لکھتے ہیں۔ انہوں نے ایام جہاد میں ہر محاذ پر داد شجاعت دی اور روسیوں کے ٹینک برباد کرتے رہے۔ چار مرتبہ زخمی ہوئے۔ ایک مرتبہ روسیوں کا ایک راکٹ پھٹا تو اس کا ایک ٹکڑا ان کو آ لگا اور ان کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی۔

اللہ کے حضور پیشی کی فکر:

انہیں کئی بڑی شخصیتوں نے بار بار پیش کش کی کہ ہم آپ کو جدید ساخت کی خوبصورت مصنوعی آنکھ لگوا دیں گے، آپ آپریشن کے لیے تیار ہو جائیں لیکن ملا عمر راضی نہیں ہوئے۔ انہوں نے ایسی تمام پیشکشیں شکریے کے ساتھ مسترد کر دیں اور کہا۔

''میں اپنے رب کے حضور اسی حالت میں پیش ہونا چاہتا ہوں۔
آخرت کی منزل بڑی کٹھن ہے۔ مسلمان اس دنیا میں نفاذ دین اور آخرت کی تیاری کے لیے آیا ہے۔ جب حشر کے ہجوم و ہیجان میں مجھے

رب ذوالجلال کی خدمت میں پیش کیا جائے گا تو میری ضائع ہونے والی
آنکھ میرے شامل جہاد ہونے کی مستند گواہی دے گی اور اس وسیلے سے
میں اپنے مالک کی بارگاہ سے مغفرت کا پروانہ ملنے کی امید کرسکوں گا۔''

اعضاء بریدہ حکمران:

یہاں یہ عرض کرنا بھی بے محل اور دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا کہ ملاعمر کے دوسرے ساتھی حکمران بھی ایسی ہی شان شجاعت کے حامل تھے۔ دنیا کا شاید ہی کوئی ملک ایسا ہو جس کے حکمران طالبان حکام کی طرح معذور اور اعضاء بریدہ ہوں۔ ملاعمر کے معتمد ساتھی، گورنر قندھار ملامحمد حسن کی ایک ٹانگ روسیوں کے خلاف جہاد میں ٹکڑے ٹکڑے اور ایک انگلی ناکارہ ہوگئی تھی۔ اب وہ لکڑی کی مصنوعی ٹانگ کی مدد سے چلتے ہیں۔ جب کرسی پر بیٹھے بیٹھے ان کی چوبی ٹانگ میز سے اچانک ٹکراتی۔ تو زوردار آواز پیدا ہوتی اور ان کے اکثر ملاقاتی اس آواز سے ڈر جاتے تھے۔ گورنر موصوف کی سادگی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا تھا کہ ایک مرتبہ پاکستان کے بعض ممتاز رہنما قندھار گئے۔ وہ گاڑی میں ایک پرہجوم بازار سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے گورنر ملامحمد حسن کو لوگوں کی بھیڑ بھاڑ میں لنگڑاتے ہوئے چلتا دیکھا۔ پاکستان کے مہمانوں نے گاڑی روکی، ملا موصوف کو سلام عرض کیا اور پوچھا حضرت! آپ لنگڑاتے ہوئے چلے جا رہے ہیں، کیا آپ کے پاس موٹر گاڑی نہیں ہے؟''

موصوف نے جواب دیا۔ ''بس ایک ہی گاڑی ہے جس پر آپ لوگ سوار ہیں۔ جب آپ لوگ تشریف لائے تھے تو میں نے اپنی گاڑی آپ حضرات کے لیے مخصوص کر دی۔ اس لیے اب میں پیدل ہی گھر جا رہا ہوں۔ مجھے پیدل چلنا ناگوار نہیں گزرتا۔''
پاکستانی رہنماؤں نے گورنر ملاحسن کی یہ باتیں سنیں تو دانتوں تلے انگلیاں دبالیں۔

طالبان کے وزیر انصاف نذر الدین ترابی اور سابق وزیر خارجہ ملامحمد غوث بھی یک چشم تھے۔ ان کی آنکھیں بھی روسیوں کے خلاف جہاد میں ضائع ہوئی تھیں۔ کابل کے

طالبانی میئر عبدالمجید کی ایک ٹانگ اور ایک ہاتھ کی دو انگلیاں بھی دوران جہاد کٹیں۔

ملاعمر یونس خالص کی حزب اسلامی کے ساتھ مل کر روسیوں کے خلاف لڑتے رہے لیکن وہ بھی روسیوں کے فرار کے بعد دولت اور حکومت کے عشق میں دیوانے ہوگئے۔ ملا عمر نے مجاہدین کی یہ حالت دیکھی تو بہت رنجیدہ ہوئے اور اپنی ملیشیا سے کنارہ کشی کر لی۔ ملا موصوف شرعی احکام کی پوری سختی سے پابندی کرتے حتیٰ کہ انہیں اپنی تصویر اتروانا بھی پسند نہیں۔ تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ موٹا کپڑا پہنتے اور عام افغانوں جیسی سادہ غذا کھاتے۔ یہ مساوات اور بے نفسی اللہ کے بندوں کی خدمت کرنے والوں کے خلوص کی بہت بڑی پہچان ہے۔

امریکہ، یورپ اور دیگر ممالک کے سفارتکار اور صحافی ملاعمر سے ملاقات کے آرزو مند رہتے تھے مگر موصوف کسی غیر ملکی سے ملنا پسند نہیں کرتے۔ انہوں نے غیر ملکیوں کے امور نمٹانے کے تمام اختیارات وزارت خارجہ کو سونپ رکھے تھے۔ ان کی سادگی اور بے نفسی کی حالت یہ تھی کہ کوئی اجنبی ملاقات کے لیے آتا تو وزیروں اور مشیروں کے ہجوم میں ملاعمر کی پہچان مشکل ہو جاتی تھی۔ وہ جاہ طلبی سے نفرت کرتے تھے اور اپنے لیے کوئی امتیاز پسند نہیں کرتے۔ وہ ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی سے بھی خلوص اور تپاک سے ملتے تھے انہیں کرسی یا کسی اونچی مسند پر بیٹھنا پسند نہیں، فرش پر خوشی خوشی بیٹھ جاتے تھے۔ بہت کم گو، لایعنی باتیں نہیں کرتے۔ دھیمے لہجے میں بات کرتے تھے۔ مخاطب کی بات غور سے سنتے تھے۔ تمام اہل امور مجلس شوریٰ میں پیش کرتے تھے، مشورے کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاتے۔ افغان عوام ان کا بڑا احترام کرتے ہیں اور ان کے نام کے ساتھ توصیفی اور تعظیمی القاب بولتے ہیں۔ عام افغانی بھی انہیں ''عالی قدر ملاعمر'' کہتا ہے۔

یہ اعزاز اور امتیاز اللہ تعالیٰ کی وہ دین ہے جو آج کل کے سربراہان حکومت میں سے شاید ہی کسی کے حصے میں آیا ہو۔ پولیس اور فوج کے جتھے جمع کر کے ''ہٹو بچو'' کی صداؤں میں اپنا استقبال کرانا سچی عزت کی علامت نہیں۔ ملاعمر اس قسم کی نمود ونمائش کے

کبھی محتاج نہیں رہے۔ لوگ از خود ان کی راہ میں آنکھیں بچھاتے اور یہی وہ حقیقی عزت تھی جو خاصان بارگاہ کو ان کی اعلیٰ صفات اور حسنات کی بدولت میسر آئی۔

وہ دن بھر فرش پر بیٹھ کر سرکاری امور انجام دیتے اور اپنے گورنروں، کمانڈروں، وزیروں اور مشیروں کو چھوٹی چھوٹی چٹوں پر احکامات اور ہدایات لکھ کر بھیجتے۔ ان کی نشست کے پاس ایک جستی ٹرنک رکھا رہتا تھا۔ جس میں کرنسی نوٹ بھرے رہتے۔ فوجی کمانڈر یا کوئی ضرورت مند آتا۔ تو ملا عمر دل کھول کر اس کی مدد کرتے۔ ان کا قد لمبا، رنگ سرخ وسپید، چہرہ نورانی اور ڈاڑھی لمبی اور گھنی ہے۔

قندھار کے لوگ بتاتے ہیں کہ ہم نے ملا عمر کا کبھی نام نہیں سنا تھا۔ ان کا چرچا ایام جہاد میں سننے میں آیا۔ سبق آموزی کی یہ کیسی درخشاں مثال ہے کہ جو بچہ ایک کسمپرس، غریب کسان گھرانے میں پیدا ہوا وہ اپنے تقوے، قربانی اور حسن عمل کی بدولت دنیا کی سب سے نامور شخصیت بن چکا ہے۔ یہ تعجب کی بات نہیں، قرآن کریم بتاتا ہے کہ عزت اور کامیابی کا اصل سرچشمہ ایمان کی مضبوطی اور سیرت کی درخشندگی ہے۔ جو بھی مضبوط ایمان اور پاکیزہ سیرت اختیار کرے گا، اس کی زندگی آئے دن نت نئے کرشمے دکھلاتی رہے گی۔

ملا عمر اور طالبان کے دوست اسامہ بن لادن کے چرچے مشرق ومغرب میں گونج رہے ہیں اور امریکہ وبرطانیہ پر ان کی ہیبت طاری ہے، تو اس کی وجہ صرف ان کا محکم ایمان اور استقامت ہے۔

ایک مرتبہ وادی سنگسیر کے کچھ فریادی آئے۔ انہوں نے ملا عمر سے شکایت کی کہ ان کے علاقے میں مجاہدین کے ایک کمانڈر نے دو نوجوان لڑکیوں کو اغوا کر لیا اور ان کی بے حرمتی کی ہے۔ ملا موصوف نے تیس طالبان کو ساتھ لے کر کمانڈر کے فوجی کیمپ پر حملہ کر دیا، مظلوم لڑکیوں کو رہائی دلائی اور شیطان صفت کمانڈر کو توپ کی نالی پر باندھ کر پھانسی دے دی۔

قندھار کی ایک خوبصورت مسجد میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جبہ

مبارک احمد شاہ ابدالی کے زمانے سے جلوہ ریز ہے۔ ملا عمر نے اسے مضبوط صندوق سے نکالا، چوما، آنکھوں سے لگایا، روحانی قوت حاصل کی اور اہل قندھار کو بھی اس کی زیارت سے فیض یاب کیا۔ اہل افغانستان کو حاصلات حیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جبہ مبارک سے بڑھ کر اور کوئی قیمتی متاع کبھی میسر نہیں آئی۔

ملا عمر لوگوں کی بلا امتیاز اور بے دریغ مدد کرتے تھے اور کبھی کسی صلے کے طالب نہیں ہوتے۔ کوئی ان کی تعریف یا ان کی خدمت میں تحفہ پیش کرتا تو وہ قبول نہیں کرتے، صرف اتنا کہتے ''میرے عزیز! اگر تم مجھے خوش کرنے کے آرزومند ہو تو میرے ساتھ مل جاؤ اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے میری مدد کرو۔''

جدوجہد کا سفر:

ملا عمر نے ظلم کے خاتمے، مظلوموں کی دادرسی اور نفاذ اسلام کا بیڑا اٹھایا تو کوئی اشتہار نہیں دیا، کوئی جلسہ نہیں کیا، کوئی ڈھنڈورا نہیں پیٹا۔ انہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب تھی وہ جانتے تھے کہ اچھے کام کا انعام، اچھا کام خود ہوتا ہے۔ انہوں نے ایک سفید پرچم بنایا جس پر کلمہ طیبہ درج کیا، اپنے ساتھی طلبہ کو ساتھ لیا، جگہ جگہ پھرنے لگے اور لوگوں کو ظلم وستم، بدامنی اور لوٹ مار کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے اور دین اسلام کے نفاذ کے لیے نئے جہاد کی ترغیب دینے لگے۔ یہ گویا ستائے ہوئے مظلوم افغانیوں کے دل کی آواز تھی۔

راہرو آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

لوگوں نے ملا عمر کے پروگرام کا خوش دلی سے خیر مقدم کیا اور ان کے ساتھ شامل ہو کر نفاذ اسلام کے لیے کام کرنے لگے۔

قندھار کی فتح:

ملاعمر کی جمعیت میں تھوڑا سا اضافہ ہوا تو سب سے پہلے وہ قندھار کی فتح کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان دنوں قندھار پر ایک مجاہد ملیشیا کے کور کمانڈر نقیب اخوندزادہ کی حکمرانی تھی۔ جس کے پاس اڑھائی ہزار فوجی ایک سو بیس ٹینک، چھ مگ طیارے اور چھ ہیلی کاپٹر تھے۔ اتنی مضبوط فوج کے سامنے مدرسوں کے چند غیر تربیت یافتہ طلبہ کی کیا حقیقت تھی۔ نقیب چاہتا تو ان مٹھی بھر طلبہ کا صفایا کر دیتا، مگر ایسا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد آئی اور اخوندزادہ صدر برہان الدین ربانی سے بیزار ہو کر طالبان سے مل گیا مگر ایک دوسرے مقامی کمانڈر منصور نے طالبان پر حملہ کر دیا۔ تین دن تک لڑائی ہوتی رہی۔ اللہ نے طالبان کو فتح عطا فرمائی اور قندھار طالبان کی جھولی میں آ گرا۔

اخوندزادہ کے اڑھائی ہزار فوجی طالبان کی فوج سے آ ملے۔ قندھار کی فتح کے بعد افغانستان اور بلوچستان کے بیس ہزار طلبہ ملاعمر کی فوج میں شامل ہو گئے۔ یہ گویا آغاز تھا، اس کے بعد طالبان کی کامیابیوں کے دروازے کھلتے چلے گئے۔ طالبان قندھار پر قبضے کے بعد ہرات روڈ پر آگے بڑھے، زابل اور ارزگان کے صوبے کسی لڑائی کے بغیر محض طالبان کی ترغیب اور تبلیغ ہی سے فتح ہو گئے۔ ملاعمر اور طالبان کی ان فتوحات کا چرچا دور تک پھیل گیا۔ نومبر 95ء میں ہلمند طالبان کے قبضے میں آیا پھر غزنی، وردک اور لوگرہ صوبوں کے گورنروں نے بھی طالبان کی اطاعت قبول کر لی۔

کہا جاتا ہے کہ طالبان کو پاکستان نے امداد دے کر افغانستان کی موثر قوت بنایا اور سعودی عرب نے طالبان کو سرمایہ فراہم کیا۔ بلاشبہ پاکستان نے طالبان کی اخلاقی امداد کی ہے اور شاید سعودی عرب نے طالبان کو مالی مدد بھی مہیا کی ہو مگر یہ بعد کی بات ہے۔ ابتدائی مرحلے کی حالت یہ تھی کہ طالبان جہاں جاتے وہ علاقے مطیع ہو کر حلقہ بگوش ہو جاتے اور وہاں کی ساری فوجی قوت اور دیگر وسائل انہیں مل جاتے تھے۔ اس طرح طالبان کو اپنی باقاعدہ فوج تیار کرنے اور جدید ترین اسلحہ سے مسلح ہونے کا موقع خود بخود مل گیا اور وہ کسی مرحلے پر، کسی بیرونی طاقت کی امداد کے خواستگار نہیں ہوئے۔

فتوحات کا دروازہ کھلا تو ملاعمر نے فوجی تربیت کے باقاعدہ ادارے قائم کیے۔ انہوں نے کسی افغان فرد یا طبقے سے کوئی امتیاز نہیں برتا، حتیٰ کہ ان کمیونسٹوں کو بھی معاف کر دیا جو روسیوں کے فرار کے بعد تائب ہو گئے تھے۔ جن تجربہ کار جنگجو مجاہدین نے روسیوں کے خلاف جہاد میں حصہ لیا تھا ملاعمر نے انہیں فوجی تربیتی کیمپوں میں بطور تربیت دهندگان بھرتی کیا۔ بعض کمیونسٹ جرنیل ایسے تھے جو جدید جنگی تکنیک میں مہارت رکھتے اور روس کے تربیت یافتہ تھے۔ ان لوگوں نے بھی ملاعمر کے آگے ہتھیار ڈال دیئے۔ ملاعمر نے ان کی صلح جوئی سے متاثر ہو کر ان سے بھی فائدہ اٹھایا اور انہیں تربیتی کیمپوں میں بھرتی کر کے طالبان کی فوجی تربیت پر مامور کر دیا۔

طالبان کی تحریک نے بہت تھوڑی مدت میں زبردست مقبولیت اور قوت حاصل کر لی۔ وہ جہاں بھی گئے لوگوں نے ان کا استقبال کیا اور شہر کے شہر خود بخود فتح ہوتے چلے گئے۔ 1994ء میں انہوں نے مفتوحہ علاقوں کے حسن انتظام پر توجہ دی اور لٹیروں، ڈاکوؤں اور سماج دشمن عناصر کا صفایا کر دیا۔ ہر ملیشیا سے وابستہ افراد سے ہتھیار رکھوا لیے اور مکمل امن قائم کر دیا۔ اپنی قوت کو مجتمع اور مستحکم کرنے کے بعد 1995ء میں طالبان کابل کی طرف پیش قدمی کرنے لگے۔ جلد ہی انہوں نے کابل کے قریبی علاقے میدان شہر پر قبضہ کر لیا جہاں پچیس ہزار افراد نے طالبان سے مکمل وفاداری کا اعلان کر دیا یوں طالبان کی فوج اور زیادہ مستحکم ہوگئی۔ اس علاقے میں مختلف ملیشیاؤں سے وابستہ افراد سے وافر اسلحہ بھی ہاتھ لگا جو طالبان کی فوج میں تقسیم ہو گیا۔

حکمت یار کی شکست:

گلبدین حکمت یار طالبان کو بودا سمجھتا تھا۔ اس نے خبردار کیا کہ اگر طالبان غزنی کی طرف بڑھیں گے تو انہیں مزہ چکھا دیا جائے گا۔ طالبان اس دھمکی کو خاطر میں نہیں لائے اور غزنی کے نواحات میں پھیل گئے۔ گلبدین پیچ و تاب کھانے لگا۔ غزنی کے آس پاس کے

علاقوں پر قبضے کے بعد طالبان نے غزنی شہر پر ہلہ بول دیا۔گلبدین نے طالبان پر لشکرکشی کی اور 19 جنوری 1995ء کو گلبدین کے لشکر اور طالبان میں گھمسان کی جنگ ہوئی۔اسی دوران غزنی کا ایک سردار قاری بابا جو غزنی کا نامزد گورنر تھا طالبان سے آملا اور غزنی فتح ہو گیا۔

غزنی پر طالبان کے قبضے سے گلبدین حکمت یار کو سخت تشویش ہوئی اسے خطرہ تھا کہ اگر طالبان نے آگے بڑھ کر چار آسیاب پر قبضہ کیا تو یہ اس کے لیے بہت بڑی ہزیمت ہوگی۔اس نے طالبان پر حملہ کیا اور غزنی کے کچھ علاقے چھین لیے مگر طالبان نے جلد ہی اس کی فوج کو پیچھے دھکیل دیا۔

چار آسیاب پر گلبدین حکمت یار کی گرفت مضبوط تھی۔تاہم خوفناک جنگ کے بعد طالبان نے اسے بھی فتح کر لیا۔جب حکمت یار کی شکست کی خبر کابل میں صدر برہان الدین ربانی کو ملی تو وہ اپنے دیرینہ دشمن کی شکست پر بہت خوش ہوا۔

واقعہ یہ ہے کہ گلبدین حکمت یار کی قوت وسطوت کا پورے افغانستان میں چرچا تھا۔طالبان کے ہاتھوں گلبدین حکمت یار کی شکست افغانیوں کی نظر میں ایک تاریخی شکست تھی۔برہان الدین ربانی اور احمد شاہ مسعود بھی حکمت یار سے خائف رہتے تھے۔ایک دن کسی نے حکمت یار سے پوچھا۔''شکست کھانے کے بعد اب آپ طالبان کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟'' حکمت یار نے لگی لپٹی رکھے بغیر جواب دیا۔

''میرے خاندان کے بچے سے لے کر بوڑھے تک تمام افراد قید ہو گئے، میرا باپ اور بھائی جنگ میں مارے گئے ہیں اور میرے خلاف فیصلہ دے کر مجھے سزائے موت کا مجرم ٹھہرا دیا گیا ہے، مگر میں ان باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔اب مجھے طالبان سے کوئی پرخاش نہیں ہے۔''

جب روس کے خلاف دلیرانہ جنگ میں دادشجاعت دینے والے مجاہد لیڈروں نے حکمت یار کی شکست اور درماندگی کی باتیں سنیں تو وہ طالبان سے خوفزدہ ہو گئے۔طالبان کی

نت نئی فتوحات، ان کے زیر حکومت علاقوں میں نفاذ شریعت کے اہتمام اور مجرموں کو عبرت ناک سزاؤں کی داستانیں ان تک پہنچیں تو ان کے پسینے چھوٹ گئے۔حتیٰ کہ لوگوں نے اپنے بچوں کو بھی طالبان کے نام سے ڈرانا شروع کر دیا۔بعض لوگوں نے بتایا ہے کہ جلال آباد میں بچوں کا یہ عالم تھا کہ وہ ایک دوسرے کو طالبان کے خوف سے ڈراتے اور یہ کہہ کر خبردار کرتے تھے''اپنا چال چلن ٹھیک کرلو، طالبان آرہے ہیں۔''

وہ سرکاری فوجیں جو حکمت یار کے لشکر کے فرار کے بعد خالی علاقوں پر قبضے کے لیے جا پہنچی تھیں۔انہیں طالبان نے گھیر لیا۔تاہم انہوں نے طالبان سے کوئی تعرض نہیں کیا اور طالبان نے بھی ان کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا البتہ سرکاری فوجوں سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ اپنے ہتھیار ان کے حوالے کر دیں، یہ مطالبہ سرکاری فوجوں نے بلا تامل مان لیا۔ چنانچہ طالبان نے ان کا محاصرہ ترک کر کے انہیں آزاد کر دیا۔

طالبان کی اصول پسندی اور حق شناسی کے برعکس برہان الدین ربانی، گلبدین حکمت یار، جنرل عبدالرشید دوستم اور دیگر مجاہد رہنماؤں کی وفاداری کا رخ گھڑی گھڑی اپنے مفادات کی طرف پھرتا رہا۔انہیں جب بھی یہ امکان نظر آیا کہ لیلائے اقتدار ان کے حبالہ عقد میں آجائے گی، انہوں نے بلا تاخیر عہد وفا توڑا اور اپنے ہی ہم وطن بھائیوں کے خون کی ندیاں بہا دیں...... رزم ہو یا بزم، طالبان کا اب تک کا رویہ اور رفتار اپنے ہم وطن سور ماؤں کے طرز عمل سے مختلف ہی نہیں ممتاز بھی ہے۔

ہرات کی فتح اور تشویش کی لہر:

صوبہ ہرات افغانستان کے انتہائی اہم صوبوں میں سے ایک ہے۔یہ افغانستان کی شمال مغربی سرحد پر واقع ہے۔جس کے قریب ہی ایرانی سرحد ہے۔ہرات کی اہمیت کا بڑا سبب وہ شاہراہ ہے جو قندھار سے ہوتی ہوئی ترکمانستان تک جاتی ہے۔اس پڑاؤ میں ہرات کو کلیدی اہمیت حاصل ہے۔مزید برآں یہاں ''شین ڈنڈ'' کا ہوائی اڈہ بھی ہے جو

فوجی اور اقتصادی نقطہ نظر سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ ہوائی اڈہ روسیوں نے تعمیر کیا تھا۔

صدر برہان الدین ربانی کا ایک معتمد لیفٹیننٹ جنرل محمد اسماعیل خان ہرات کا گورنر تھا۔ طالبان کو پتہ چلا کہ ان کے مقبوضہ علاقوں میں جو شریر باغی فسادی اور مجرمانہ افعال کے لوگ طالبان کو مطلوب ہیں، وہ بھاگ کر ہرات میں پناہ لیتے ہیں۔ طالبان نے گورنر ہرات محمد اسماعیل خان سے درخواست کی کہ وہ مجرموں کو ہرات میں پناہ نہ لینے دے۔ اسماعیل خان نے اس استدعا پر کوئی توجہ نہیں دی تو طالبان نے ہرات کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔

فروری 95ء میں طالبان نے خونریز جنگ کے بعد صوبہ نیمروز اور فراہ پر قبضہ کر لیا۔ 29 اپریل کو سرکاری فوجوں نے طالبان پر حملہ کر دیا۔ طالبان کا خاصا جانی نقصان ہوا اور انہیں شین ڈنڈ کا ہوائی اڈہ بھی چھوڑنا پڑا۔ بعد میں طالبان نے پھر اپنی صفیں منظم کیں اور پانچ ستمبر کو ہرات پر حملہ کر دیا۔ گورنر اسماعیل خان طالبان سے خائف ہو کر ایران بھاگ گیا یوں طالبان نے ہرات پر قبضہ کر لیا۔

جونہی طالبان نے ہرات فتح کیا ساری دنیا میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ شہنشاہ بابر نے کہا تھا کہ مجھے دنیا بھر میں سب سے خوبصورت اور سب سے زیادہ جانفزا شہر صرف ہرات نظر آیا ہے۔ چونکہ یہ شہر ایران اور ترکمانستان سے رابطوں کا اہم وسیلہ ہے اس لیے امریکہ، روس، ایران اور خود کابل میں طالبان کے چرچے ہونے لگے۔ برہان الدین ربانی، احمد شاہ مسعود اور حکمت یار پر طالبان تنظیم کی دہشت طاری ہو گئی۔ ایران کی حکومت نے ایک سخت بیان جاری کیا اور طالبان کو خبردار کیا کہ وہ اس کی سرحد کے قریب نہ آئیں۔

ہرات کے ہاتھ سے نکلنے کے بعد برہان الدین ربانی اور احمد شاہ مسعود نے پاکستان پر الزام لگایا کہ وہ طالبان کی مالی اور فوجی امداد کر رہا ہے۔ چنانچہ انہی کے اشارے پر چھ ستمبر 95ء کو کابل میں پاکستانی سفارت خانے کو آگ لگا دی گئی۔ یہ دلخراش حرکت اہل پاکستان کو بہت ناگوار گزری۔ ربانی اور احمد شاہ مسعود نے وہ تمام قربانیاں اور احسانات

فراموش کر دیئے جو پاکستان سالہا سال تک افغان مہاجروں کی امداد اور افغان لیڈروں کی مہمان نوازی کی شکل میں کرتا رہا جو بازوان لوگوں کے حلق میں لقمے ڈالتا رہا۔ ان لوگوں نے اسی کو مروڑنے میں ذرہ بھر حیا محسوس نہیں کی۔

اکتوبر 95ء میں طالبان نے کابل پر چڑھائی کی تمام تیاریاں مکمل کر لیں اور قندھار سے چار سوٹینک کابل کے قریب پہنچا دیئے گئے۔ اسی سال گیارہ نومبر کو طالبان نے کابل پر راکٹوں سے حملہ کر دیا۔ بعد کو ان کے طیاروں نے کابل پر شدید بمباری کی۔

کابل کے دروازے کھل گئے:

بیس جون 95ء کو حکمت یار نے افغان صدر برہان الدین ربانی سے طالبان کے خلاف اتحاد کر لیا اور وزیر اعظم کے عہدے پر فائز ہوا۔ ستمبر میں طالبان نے جلال آباد، سروبی اور اسد آباد پر قبضہ کر لیا۔ سروبی سے طالبان نے کابل کی طرف پیش قدمی کی اور زبردست جنگ کے بعد کابل فتح کر لیا۔

ڈاکٹر نجیب اللہ کابل میں گھر گیا تو جنرل عبدالرشید دوستم نے اسے آسانی سے فرار ہو جانے کی راہ سمجھائی۔ وہ بھاگنے پر رضامند ہوا اور اقوام متحدہ کے عملے سے اپنے تحفظ کی اپیلیں کرتا رہا۔ نجیب ضدی آدمی تھا، روسی اور افغانی اسے بیل کہا کرتے تھے۔ اس نے اپنے بیوی بچے دہلی بھیج دیئے تھے مگر خود اس کے قدم قضا نے کابل ہی میں روک لیے۔

بہرحال نجیب اللہ کا قصہ پاک ہو گیا جبکہ احمد شاہ مسعود فرار ہو گیا۔ ملا عمر نے کابل میں عام معافی کا اعلان کیا۔ کابل پر طالبان کی فتح سے بھارت، روس، ایران اور وسط ایشیا کی ریاستوں پر سکتہ چھا گیا۔

چوبیس مئی 97ء میں طالبان نے مزار شریف فتح کر لیا اور اس موقع پر پاکستان نے طالبان کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔

لیکن اٹھائیس مئی کو احمد شاہ مسعود نے طالبان پر حملہ کر دیا۔ اٹھارہ گھنٹے تک

زبردست جنگ ہوئی جس کے نتیجے میں تین سو طالبان جاں بحق ہوئے اور انہیں مزار شریف سے پسپا ہو کر نکلنا پڑا۔ اگست 98ء میں طالبان نے مزار شریف پر دوبارہ قبضہ کر لیا اور اس دوران یہاں 11 ایرانی سفارت کار، ایک صحافی اور ہزار قبیلے کے بے شمار افراد قتل ہوئے۔ اس موقع پر اقوام متحدہ نے شور مچایا کہ طالبان نے چار ہزار افراد کا قتل عام کیا ہے۔ اس پر ملا عمر نے ایک وضاحتی بیان جاری کیا اور بتایا کہ مزار شریف میں طالبان کا بھی بھاری جانی نقصان ہوا ہے تقریباً پینتیس سو کے لگ بھگ طالبان شہید ہوئے ہیں۔

خوفناک امریکی حملے:

انہی دنوں 7 اگست کو کینیا اور تنزانیہ میں امریکی سفارت خانے بموں سے اڑا دیئے گئے۔ جس پر امریکہ مشتعل ہو گیا اس نے ان دھماکوں کا الزام اسامہ بن لادن پر عائد کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ اسے ہمارے حوالے کیا جائے۔ ملا عمر نے امریکہ کا مطالبہ مسترد کر دیا اور اعلان کیا۔ ''اسامہ ہمارے محسن اور مہمان ہیں ہم ہر قیمت پر ان کی حفاظت کریں گے۔''

بیس اگست کو امریکہ نے جلال آباد اور خوست میں اسامہ بن لادن کے کیمپوں پر حملہ کر دیا، امریکہ نے کراچی کے قریب اپنے بحری بیڑے سے پچھتر کروز میزائل فائر کیے جس کے نتیجے میں اکیس افراد ہلاک اور تیس شدید زخمی ہوئے۔ اسامہ خوش بختی سے بچ گئے۔ طالبان نے امریکی حملے پر شدید ردعمل ظاہر کیا اور اعلان کیا کہ وہ اسامہ پر کسی صورت کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے۔

13 ستمبر 98ء کو طالبان نے بامیان پر قبضہ کر لیا جس پر ایران کی تشویش میں مزید اضافہ ہو گیا۔ ایران کی تشویش کا سبب یہ تھا کہ اس علاقے میں اہل تشیع کی اکثریت رہائش پذیر ہے۔ بعد کی پوری تاریخ طالبان کی فتوحات کی تاریخ ہے۔ پنج شیر اور شمالی افغانستان کے مختصر سے علاقے کو چھوڑ کر باقی 75 فیصد افغانستان پر طالبان کی حکمرانی کا پرچم لہراتا

رہا۔ طالبان کی راہ میں احمد شاہ مسعود سنگ گراں کی طرح حائل تھا۔ 11 ستمبر 2001ء کو امریکہ میں پیش آنے والے تخریبی واقع سے دو دن قبل القاعدہ تنظیم کے دو عرب مجاہدین صحافیوں کے روپ میں احمد شاہ مسعود کے بنگلے واقع وادی پنج شیر پہنچے۔ ان ''صحافیوں'' کے پاس استاد عبدالرب رسول سیاف کا مضبوط حوالہ ایک تحریری خط موجود تھا۔ جس کی بنا پر انہیں احمد شاہ مسعود تک رسائی حاصل ہوئی۔ جونہی ان صحافیوں نے اپنا کیمرہ آن کیا۔ اس میں چھپایا گیا بم زوردار دھماکے سے پھٹ گیا۔ اس فدائی حملے میں دو عرب مجاہدین اور احمد شاہ مسعود موقع پر ہی ہلاک ہو گئے۔ دونوں عرب مجاہدین جو اس فدائی حملے میں شہید ہوئے وہ سیاف کے قریبی ساتھی اور شاگرد بتائے جاتے ہیں اور یہ دونوں افغان جہاد دور میں شمالی خوست کے علی شیر ضلع میں سیاف کے مراکز شوائی میں تربیت لیتے رہے اور بعد ازاں شمشاد پہاڑ کے جنگی محاذ پر بھی اس کے ساتھ رہے۔ گیارہ ستمبر 2001ء کو امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور پینٹا گون پر تخریب کاری حملے کیے گئے جس کا الزام امریکہ نے اسامہ بن لادن اور اس کی تنظیم القاعدہ پر لگایا۔ طالبان حکومت نے اسامہ بن لادن اور اس کے ساتھیوں کو بغیر کسی ٹھوس ثبوت کے امریکہ کے حوالے کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ جس پر امریکہ نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے 7 اور 8 اکتوبر 2001ء کی درمیانی شب افغانستان پر فضائی حملے شروع کر دیئے۔ اندھا دھند بمباری کے نتیجے میں ہزاروں بے گناہ شہری ہلاک و زخمی ہوئے۔ طالبان کے پاس فضائی حملوں کا کوئی توڑ نہیں تھا۔ اس لیے انہوں نے شہروں سے انخلاء اور چھاپہ مار جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا اس طرح دسمبر 2001ء میں پورے افغانستان سے طالبان حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

شمالی اتحاد نے امریکی چھتری تلے کابل پر قبضہ کر لیا۔ کابل اور مزار شریف کی گلیاں ایک بار پھر بے گناہوں کے خون سے رنگین ہو گئیں۔ امریکی اور اس کے اتحادی افغانستان پر قابض قوت کے ساتھ دوبارہ منظم ہو کر منظر عام پر آ گئے ہیں۔ افغانستان میں القاعدہ طالبان کے خلاف امریکی اور نیٹو کے تمام آپریشن ناکام ہو گئے ہیں۔ کرزئی کی حکومت

صرف کابل تک محدود ہو کر رہ گئی ہے وہ افغانستان کے صدر کم اور کابل کے میئر زیادہ لگتے ہیں۔طالبان کی جنگی حکمت عملی کے باعث امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو واپسی کا راستہ نہیں مل رہا۔افغانستان پر ٹنوں بارود برسانے کے باوجود آج تک اسامہ اور ملا عمر کا سراغ نہیں لگایا جاسکا۔

انجینئر گلبدین حکمت یار نامور افغان راہنما ہیں جو تحریک طالبان کی ابتداء سے لے کر ان کی حکومت کے خاتمے تک ان کے مخالف رہے۔انہوں نے افغان بحران پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ''پٹی توطنی، بربنڈی جیری'' ہے۔اس کتاب میں حکمت یار نے طالبان پر خاص برہمی کا اظہار کیا ہے،تاہم اس کے باوجود وہ لکھتے ہیں۔

افغانستان میں تباہی و بربادی اور ظلم وستم انتہا کو پہنچ چکا تھا،عوام تنگ آ چکے تھے، طالبان قندھاری اور بعض جہادی تنظیموں کے لوگ تھے۔عوام نے طالبان کا ساتھ دیا اگر کوئی بھی ایسا کرتا تو عوام ان کا ساتھ دیتے۔

طالبان کے بارے میں عام طور پر یہ تاثر پیش کیے اتے ہیں کہ ان کی تحریک محض پشتونوں پر مشتمل تھی اور ان کا افغانستان کی دیگر اقوام سے کوئی رشتہ نہ تھا اور نہ ہی اس تحریک میں دیگر اقوام کے افراد کا کوئی خاص کردار تھا۔اس قسم کی باتیں کر کے یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ تحریک طالبان محض ایک قوم پرست تحریک تھی، جو قوم کی بنیاد پر کھڑی ہوئی اور اس نے پشتون افغانوں کی فلاح و بہبود کے لیے کام کیا۔جو لوگ طالبان پر قومیت پرستی کا الزام عائد کرتے ہیں وہ درحقیقت طالبان کی اسلام پسندی اور شریعت کے نفاذ کے حوالے سے ان کی خدمات کو ثانوی حیثیت دے کر یہ جتلانا چاہتے ہیں کہ قوم پرست پشتون طالبان نے اسلام کا نام محض اپنے غلبے کے لیے استعمال کیا۔

طالبان پر اس الزام کے جواب میں یوں تو بہت سے حقائق پیش کیے جاسکتے ہیں، مثلاً یہ کہ طالبان کی تحریک میں بڑے بڑے عہدوں پر غیر پشتون افراد بھی فائز رہے ہیں اور یہ طالبان کی مخالفت کرنے والوں میں تقریباً سبھی معروف ومشہور قوم پرست پشتون

جماعتیں اور سرکردہ راہنما شامل رہے ہیں،صرف اتنی سی حقیقت اس الزام کی تردید کے لیے کافی ہے،تاہم ہم بعض ایسے حوالے پیش کر رہے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ طالبان محض پشتونوں کی قوم پرست جماعت کا نام نہیں تھا بلکہ اس تحریک میں ابتداء سے ہی غیر پشتون افغانوں کا عنصر اس حد تک نمایاں رہا کہ اس کی موجودگی سے کسی صورت انکار نہیں کیا جاسکتا۔

پیٹر مارسڈن لکھتے ہیں:

''نسلی اعتبار سے طالبان کی اکثریت پشتون ہے،لیکن ان کا کہنا ہے کہ ہماری تحریک کے دروازے ہر گروہ، نسل اور قوم کے لیے کھلے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ طالبان میں کچھ تعداد غیر پشتونوں کی ہے، البتہ مذہبی اعتبار سے یہ سب سنی مسلمان ہیں۔''

افغان مورخ عبدالحمید مبارز کا کہنا ہے

''ابتدائی طور پر یہ تحریک درانی اقوام کی معرفت سے مشہور ہوئی،مگر پھر اس نے اپنے آپ کو غلجائی، دیگر پشتون قبائل، پاکستان کے پشتون قبائل، تاجک، ازبک، بلوچ، ہزارہ جات، بدخشانی اور نورستانی اقوام میں پھیلا لیا اور یوں یہ ایک قومی وملی تحریک بن گئی۔''

''اب تک جو کچھ دیکھا گیا ہے، وہ یہی ہے کہ طالبان اپنے بیانات اور پیغامات میں اس موضوع (قوم پرستی) سے بہت زیادہ احتراز کرتے ہیں اور طالبان کی صفوں میں ہزارہ، ازبک، بدخشانی اور شیعوں کی موجودگی اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی تحریک ایک قومی اور ملی تحریک ہے۔''

واضح رہے کہ طالبان کی شمالی افغانستان میں پیش قدمی کے بعد شیعہ ہزارہ جات نے بڑے پیمانے پر طالبان حکومت کو قبول کر لیا تھا اور ان کے کئی سرکردہ رہنماؤں نے قندھار آ کر باقاعدہ امارت اسلامیہ سے وفاداری کا اعلان کیا تھا۔

طالبان کے قوم پرست نہ ہونے کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ ان کی حکومت میں کئی اہم عہدیدار غیر قندھاری اور غیر پشتون بھی رہے۔ احمد رشید ''طالبان'' میں رقمطراز ہیں۔

''اس شوریٰ کے دس ارکان میں سے چھ درانی پشتون اور بدخشاں سے ایک تاجک مولوی سید غیاث الدین تھے، وہ طویل عرصے سے پشتون پٹی میں رہتے چلے آ رہے تھے۔ 1998ء میں کابل کی شوریٰ 17 ارکان میں سے آٹھ درانی تھے، پشتونوں کی تعداد دس تھی۔ تین غلزئی اور دو غیر پٹھان ہیں۔ البتہ طالبان نے صوبائی گورنروں کے تقرر میں قدرے لچکدار رویہ اپنایا ہے۔ 1998ء میں 11 گورنروں میں سے صرف 4 قندھاری تھے۔ ماضی میں گورنر اور سینئر افسر بالعموم مقامی معززین میں سے لیے جاتے تھے اور یوں مختلف نسلوں کی نمائندگی کی صورت بے دار ہو جایا کرتی تھی۔ طالبان نے یہ روایت ختم کر دی اور تمام اہم عہدوں پر باہر کے لوگ متعین کرنے شروع کر دیئے۔ 28 فروری 1995ء کو تحریک طالبان کے امیر نے قندھار سے ایک بیان جاری کرتے ہوئے واضح کیا کہ ''تحریک طالبان اگرچہ پشتون علاقے قندھار سے ابھری ہے لیکن ہمارے ساتھ ترکمن، ازبک، تاجک، فارسی بان اور پشتو بولنے والے افغانستان کے سب علماء طلبہ شامل ہیں۔ ہم سب مسلمان اور افغان ہیں۔ ہمارا مقصد امن کا قیام اور شریعت کا نفاذ ہے جس میں تاجک، ازبک اور پشتون کی کوئی تفریق نہیں نہ بیرونی طاقتیں ہماری مدد کر رہی ہیں اور نہ ہمیں اس کی ضرورت ہے کیونکہ ہماری قوم ہمارے ساتھ ہے۔''

کسی بھی تحریک کی حقیقت و اصلیت جاننے کے لیے اس کی قیادت سے شناسائی ضروری ہے، خاص طور پر لوگوں کا تعارف اہم ہے، جنہوں نے اس تحریک کی تاسیس اور بنیاد میں نمایاں کردار ادا کیا ہو۔

تحریک طالبان کے اولین راہنماؤں میں ملا محمد عمر مجاہد، مولانا محمد ربانی مرحوم، مولانا عبدالجلیل، مولانا محمد حسن رحمانی، ملا داد اللہ اخوند، مولوی محمد غوث، ملا عبدالرزاق اخوند، مولوی احسان اللہ احسان شہید، ملا برادر اخوند، ملا خیر اللہ خیر خواہ، مولوی وکیل احمد متوکل، ملا مشر شہید، ملا حاجی محمد شہید، مفتی معصوم افغانی، ملا یار محمد شہید، ملا امیر خان متقی، ملا بور جان شہید، مولانا جلال الدین حقانی، ملا قدرت اللہ جمال، مولوی عبدالحئی مطمئن، ملا غنی الیاس اور ملا نجم الدین شامل تھے۔

پیٹر مارسڈن ملا محمد عمر مجاہد کا تعارف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

''طالبان کے سب سے بڑے قائد ملا محمد عمر ہیں جنہیں امیر المومنین کا لقب دیا گیا ہے۔ سب سے زیادہ با اختیار ادارہ شوریٰ جو قندھار میں ہے۔ اس کی صدارت ملا عمر کرتے ہیں۔ کابل میں ایک چھ رکنی شوریٰ حکومت کرتی ہے۔ تمام فیصلے اتفاق رائے سے کیے جاتے ہیں۔ ملا عمر نہایت پرہیز گار اور سادگی پسند انسان بتائے جاتے ہیں۔ وہ نسلاً پشتون ہیں اور تحریک مجاہدین کے زمانے میں یونس خالص کی حزب اسلامی میں شامل تھے۔ ان کی عمر 35 سال کے لگ بھگ ہوگی۔ نہایت اعلیٰ درجے کے فوجی کمانڈر رہیں۔ سوویت افواج سے مقابلوں میں ان کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی۔ ان کی شخصیت پر اسراریت کے پردے میں لپٹی ہوئی ہے۔ وہ نہ تو کسی سرکاری تقریب میں نظر آتے ہیں اور نہ کسی بیرونی مہمان سے ملنا پسند کرتے ہیں۔ سربراہان مملکت یا اقوام متحدہ کے نمائندوں سے ان کے نائبین ملاقات کرتے ہیں۔ ان کا وقت صرف تنظیمی سرگرمیوں اور فوجی حکمت عملیوں میں صرف ہوتا ہے۔''

احمد رشید ملا محمد عمر مجاہد کا تفصیلی تعارف اس طرح کراتے ہیں:

''آج دنیا میں ملا عمر کے سوا شاید ہی کوئی فرد ایسا ہو جس پر راز داری اور اخفاء کا ایسا دبیز پردہ پڑا ہو۔ ان کی عمر 39 برس ہے۔ ان کی کبھی فوٹو نہیں اتری، وہ کبھی کسی مغربی سفارت کار یا صحافی سے نہیں ملے۔

اقوام متحدہ کے کسی نمائندے سے ان کی ملاقات اکتوبر 1998ء میں ہوئی تھی۔ اس وقت تک طالبان کو سامنے آئے صرف چار برس ہوئے تھے۔ یہ افغانستان سے متعلق اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندے الاخضر براہیمی تھے۔ان سے ملاقات کی وجہ شاید یہ تھی کہ افغانستان کو ایران کی طرف سے تباہ کن حملے کا خدشہ پیدا ہو گیا تھا۔ ملاعمر قندھار میں رہتے ہیں، وہ صرف دو بار کابل گئے، وہ بھی بہت مختصر سے وقفے کے لیے۔ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا، افغانوں اور غیر ملکی سفارت کاروں کے لیے ہمہ وقتی مصروفیت بن گیا ہے۔ ملاعمر 1959ء کے آس پاس قندھار کے قریب کے ایک گاؤں نودہ کے ایک غریب اور بے چین خاندان میں پیدا ہوئے۔ وہ پشتونوں کی غلزئی شاخ کے ''ہوتک'' قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہوتک قبیلے کے سردار میرویس نے 1721ء میں ایران کے شہر اصفہان پر قبضہ کیا تھا اور ایران میں پہلی غلزئی افغان سلطنت کی بنیاد رکھی۔جلد ہی احمد شاہ ابدالی نے اس کی جگہ لے لی......

1980ء کے عشرے میں ملاعمر کا خاندان نقل مکانی کر کے صوبہ ارزگان کے علاقہ نارن کوٹ چلا گیا۔ یہ بے حد پسماندہ اور دو افتادہ علاقہ ہے سوویت فوج شاید ہی کبھی یہاں پہنچ پائی ہو۔ملاعمر نے ابھی نوجوانی میں قدم رکھا تھا کہ ان کے والد وفات پا گئے۔اب ماں اور دوسرے اہل خانہ کے لیے نان نفقہ کا بندوبست کرنا ان کی ذمہ داری ٹھہری۔وہ روزگار کی تلاش میں صوبہ قندھار کے ضلع میوند کے گاؤں چلے گئے، جہاں انہوں نے مسجد کی امامت سنبھال لی اور ایک چھوٹا سا مدرسہ کھول لیا۔ان کی اپنی تعلیم میں دو مرتبہ رخنہ پڑا۔ ایک سوویت فوج کے حملے کے باعث اور دوسرا طالبان کے قیام کے سبب۔ملاعمر خالص کی حزب اسلامی میں شامل ہو گئے اور 1989ء سے 1992ء کے درمیانی عرصے میں کمانڈر نیک محمد کی کمان میں نجیب اللہ کی حکومت کے خلاف مصروف پیکار

رہے، وہ چار مرتبہ زخمی ہوئے۔ایک زخم ان کی دائیں آنکھ میں لگا، جس سے ان کی یہ آنکھ مستقل طور پر ضائع ہو گئی۔ طالبان کی کامیابی کے باوجود سنگسیر کے دوسرے پشتون علاقے آج بھی پسماندہ ہیں۔ یہاں کے گھر مٹی کے بنے ہیں، انہیں مٹی اور بھوسے کے آمیزے سے لیپ کیا جاتا ہے۔گرداگرد مٹی کی اونچی فصیل کھڑی کر لی جاتی ہے۔ یہ دفاع اور حفاظت کا روایتی پشتون انتظام ہے۔گاؤں کی گلیاں تنگ اور گرد آلود ہیں، بارش ہو جائے تو کیچڑ سے بھر جاتی ہیں۔ ملاعمر کا مدرسہ آج بھی موجود ہے۔مٹی کا چھوٹا سا گھروندہ جس کے کچے فرش پر بیٹھنے اور آرام کرنے کے لیے چٹائیاں ڈال دی گئی ہیں۔''

''ملاعمر جس کسی کی مدد کرتے، اس سے کسی صلے اور ستائش کا تقاضا نہ کرتے، صرف اتنا کہتے کہ وہ اسلامی نظام کے قیام میں ان کا ساتھ دیں۔ بے لوثی اور بے ریائی کے سبب سے ان کی شہرت دور دور تک پھیلنے لگی۔

ملاعمر گھنٹوں جائے نماز پر بیٹھے عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ نماز کے بعد ہی طالبان کی جنگی چالوں کے بارے میں سوچتے اور فیصلے کرتے ہیں۔''

''ملاعمر اپوزیشن یا اقوام متحدہ سے مصالحت کرنے پر تیار نہیں ہوئے۔ان کا پختہ یقین اور غیر متزلزل عزم کا آخر کار ان کی فوجی فتح کا سبب بنا۔''

''طالبان کے قائدین پوری دنیا میں جسمانی طور پر سب سے زیادہ معذور ہیں۔اس پر انہیں ایک طرح سے فخر بھی ہے۔ دیکھنے والوں کے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوتا ہے کہ وہ ان کی جسمانی معذوری پر افسوس کا اظہار کریں یا ہنس دیں۔ 1989ء میں ملاعمر کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی، یہ ان کے قریب ایک راکٹ پھٹنے سے ہوا۔ وزیر انصاف نور

الدین ترابی اور سابق وزیر خارجہ محمد غوث کی بھی ایک ایک آنکھ ہے، یعنی ایک چشم ہیں۔ کابل کے میئر عبدالحمید کی ایک ٹانگ اور ہاتھ کی دو انگلیاں نہیں ہیں۔ دوسرے لیڈروں کا بھی کچھ یہی حال ہے۔ ان میں بعض فوجی کمانڈر بھی شامل ہیں۔ طالبان کا اصل زخم گزشتہ بیس برس میں پندرہ لاکھ افغان باشندوں کی ہلاکت اور ملک کی ہمہ گیر تباہی ہے۔''

تحریک طالبان کے قائدین اور سرکردہ افراد کے پرانے مخلص اور تجربہ کار مجاہدین ہونے کا ایک بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ 98-1999ء تک حکومت کے بیس مرکزی وزراء میں سے چودہ وزراء وہ تھے جو روس کے خلاف جہاد میں جسم کے کسی نہ کسی حصے سے معذور ہو چکے تھے۔

امیر المؤمنین کی بت شکنی

افغانستان کی پاک دھرتی پہ اللہ کا نظام نافذ کرتے ہوئے طالبان اور ان کے غیور وجسور امیر حضرت ملا عمر مجاہد نے اعلاء کلمۃ اللہ کا فریضہ جس انداز اور جس نہج پہ انجام دیا' وہ انتہائی قابل رشک' قابل قدر اور قابل تقلید ہے' ان جانباز' جانثار سرفروشوں نے مملکت اسلامیہ سے ہر اس برائی اور بدر کو جڑ سے اکھاڑنے اور ریس نکالا دینے کا عزم بالجزم کر رکھا ہے' جو رب العالمین کی ناراضگی کا سبب بن رہی ہے۔

چشم فلک نے نظارہ کیا' تاریخ کے سینے نے اپنے سفینے میں محفوظ کیا کہ قندھار سے اٹھنے والے بوریہ نشین طالبان نے اللہ تعالیٰ کے نظام کو سارے نظاموں پر' اللہ تعالیٰ کے دین کو سارے ادیان پر' اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب کو ساری کتب پر' شریعت محمدیہ سلام اللہ علیہا کو ساری شریعتوں پر غالب کرنے کا جو کام سرانجام دیا' یہ مسلم امتہ کا طغرائے امتیاز ہے۔

۲۸ فروری ۲۰۰۱ء میں افغانستان کے مرکزی دارالافتاء کو ایک استفتاء بھیجا گیا' جس میں افغانستان کی پاک دھرتی پہ موجود مشرکین عالم کے نام نہاد معبودوں اور شرک کے دیوہیکل بت اور مجسمے گرانے سے متعلق دریافت کیا گیا' اس پر افغانستان کے مرکزی داالافتاء اور پھر افغان سپریم کونسل نے قرار دیا کہ۔۔۔۔

''ایسے تمام بتوں کے مجسموں کو توڑ دیا جائے' کیونکہ یہ بت اور مجسمے نہ صرف کفار کے معبود ہیں اور وہ ان کی پرستش کرتے رہے ہیں بلکہ اب بھی ان کا احترام کیا جاتا ہے' جب کہ اس بات کا امکان ہے کہ شاید لوگ آئندہ پھر انہیں معبود بنالیں''۔

سپریم کونسل اور پھر جید علماء کرام کے فتویٰ کے اجراء کے بعد حضرت اقدس امیر المومنین مُلا مجاہد مدظلہ العالی نے اپنے ایک فرمان میں امارت اسلامیہ افغانستان کی مرکزی وزارت اطلاعات وثقافت کو خصوصی ہدایت جاری کی ہے کہ۔۔۔۔

''چونکہ معبود حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ک ذات ہے' اس بناء پر کفار کے تمام ناحق معبودوں (بتوں اور مجسموں) کو ختم کر دیا جائے تاکہ مستقبل میں کوئی ان کی پوجا اور احترام نہ کر سکے''۔

(ہفت روزہ ضرب مومن کراچی ۲ مارچ ۲۰۰۱ء)

امیر المومنین حضرت مُلا عمر مجاہد کے اس مومنانہ' غیرت مندانہ اور جرات مندانہ اعلان حق کے بعد افغانستان کے غیور وجسور چار ہزار مفتیان کرام اور علمائے دین نے سپریم کونسل کے اعلان اور مرکزی دارالافتاء کے فتویٰ کی توثیق کی' ''ضرب مومن'' کی رپورٹ کے مطابق افغانستان میں بتوں اور مجسموں کو مسمار کرنے سے متعلق افغان سپریم کورٹ کے فیصلے اور افغانستان کے مرکزی دارالافتاء کے فتویٰ کے بعد چار ہزار افغان علماء کرم نے بت شکنی کے فیصلے کی توثیق کر دی تھی' ان خیالات کا اظہار شوریٰ علماء افغانستان قندھار کے مرکزی دفتر کے سربراہ اور سابق افغان سفیر مفتی محمد معصوم افغانی نے ''ضرب مومن'' سے بات چیت کے دوران کیا۔

انہوں نے کہا کہ طالبان حکام کی نگرانی کے لیے قائم شوریٰ علماء افغانستان ملک کے مختلف صوبوں اور علاقوں سے تعلق رکھنے والے چار ہزار جید علماء کرام پر مشتمل ہے' جس کا مرکزی دفتر قندھار میں ہے' انہوں نے کہا کہ امارت اسلامیہ پر لازم ہے کہ وہ اس شرعی حکم کو ہر حال میں نافذ کرے اور اس ضمن میں کسی بیرونی دباؤ یا اعتراض وملامت کی پرواہ نہ کرے' انہوں نے کہا کہ شریعت پر عمل کرنے ہی میں ہماری بقاء ہے۔

(ضرب مومن ۲۳ مارچ ۲۰۰۱ء)

امیر المومنین نے عیدالاضحیٰ کے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ یہ بت ہمارے تاریخی ورثہ کا صرف ایک فیصد حصہ ہیں' باقی نوے فیصد حصہ اب بھی بدستور موجود ہے' جو کہ افغانوں کی ثقافتی تاریخ اور فخر کے لیے کافی ہے' انہوں نے کہا کہ یہ بت دراصل شرعی احکام کی بناء پر توڑے جا رہے ہیں' ایک لاکھ چوبیس ہزار اسے زائد انبیاء کرام نے اس شرک کا مقابلہ کیا۔

(ضرب مومن ۹ مارچ ۲۰۰۱ء)

امیر المومنین کے حکم کو عملی جامہ پہناتے ہوئے شیر دل طالبان نے منوں ٹنوں کے حساب سے بارود برسا کر بتوں کے پرخچے اڑا دیئے۔ ''ضرب مومن'' کے مطابق طالبان نے ۱۲۵۰ من بارود کے دھماکے سے بامیان میں بنائے گئے دو ہزار سالہ قدیمی اور دنیا کے بلند ترین دیوقامت بتوں کے پرخچے اڑا دیئے۔

سینکڑوں کی تعداد میں طالبان ٹینکوں اور راکٹ لانچروں سمیت بتوں کے مقام پر پہنچ گئے تھے' ایک ہفتہ کی مسلسل کوشش کے باوجود ''بامیان'' میں موجود صرف چار بت توڑے جا سکے۔ جب کہ بڑے بتوں کا کوئی نقصان نہ ہوسکا اس پر' کابل' سے بارہ سو پچاس من سے زائد بارود ''بامیان'' منتقل کیا گیا۔

''قندھار'' سے بارود کے ماہر مُلا لعل محمد کو بتوں کو اڑانے کی ذمہ داری سونپی گئی' چنانچہ بڑے بت میں بیک وقت پچیس ٹن بارود سمیت دو سوٹینک شکن بارودی سرنگیں اور ایک ہزار کلوگرام اور پانچ سو کلوگرام وزنی چوبیس بم نصب کر کے دھماکہ کیا گیا' جس سے

زمین لرز اٹھی کان پھاڑ دینے والا ہولناک دھماکہ سنائی دیا' جس کے ساتھ ہی آسمان پر آگ کے سرخ شعلے بلند ہوتے دکھائی دیئے۔

ایک بڑے رقبے پر آگ اور پتھروں کی بارش تھی' اس قیامت خیز دھماکہ سے شہر میں موجود متعدد مکانوں کی کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ گئے' اس دھماکے سے بڑے بت کے ناف کے نیچے کے حصہ کے پرخچے اڑ گئے' زوردار دھماکے سے چھوٹے بت کے ٹکڑے ایک کلومیٹر دور جا گرے۔ اس سے پورا بامیان لرز گیا' بتوں کے چہرے اور سر تباہ کر دیے گئے' بارہ سو پچاس من سے زائد بارود کے علاوہ دوسو ٹینک شکن بارودی سرنگیں اور پانچ سو کلوگرام اور ایک ہزار کلوگرام وزنی جیٹ طیاروں کے کے بیالیس بڑے بم استعمال کیے گئے' کابل اور غزنی میں موجود بتوں کو بھی توڑ دیا گیا' افغانستان کے دیگر علاقوں کو بھی بتوں کی نجاست سے پاک کر دیا گیا' اس مومنانہ عمل کی مکمل نگرانی کرنے والے معزز حضرات میں امارت اسلامی کے وزیر دفاع مُلا عبیداللہ' سرپل کے گورنر مُلا عبدالمنان حنفی' نامور کمانڈر مُلا شہزادہ اور مُلا سید لعل محمد شامل تھے۔ (ماخوذ از ضرب مومن ۹ مارچ ۲۰۰۱ء)

بت شکنی کے بعد افغان امارت اسلامیہ کے نائب رئیس الوزراء مُلا محمد حسن اخوند نے اعلان کیا کہ بامیان کے بت ڈھا کر حکم الٰہی پر عمل کیا ہے' بت شکنی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تک مسلمانوں کی روایت رہی ہے' بلکہ اس کے بعد بھی کئی مسلمان بادشاہوں نے بت شکنی کی یہ سنت زندہ کی ہے' جس میں سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ بت شکن کا نام سرفہرست ہے' مجسموں کی تباہی پر عالم کفر کا واویلا دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ طالبان نے کتنی بڑی سنت زندہ کی ہے۔

ریڈیو صدائے شریعت کابل کے سربراہ اور معروف افغانی ادیب مُلا محمد اسحاق نظامی نے کہا کہ افغان قوم نے معاشرے میں موجود پانچ ہزار برس سے جاری ثقافت میں سے تمام ناجائز اور نقصان دہ امور کو ختم کر دیا ہے' افغان قوم نے اسلام اور اسلامی ثقافت قبول کرنے کے بعد ثقافتوں اور رواجوں کو ٹھکرا دیا ہے' سابقہ ادوار میں افغان سرزمین سے

اسلامی ثقافت کو مٹانے کے لیے کمیونسٹ ثقافت کو مسلط کرنے کی کوشش کی گئی تھی افغانستان کے سربراہ ظاہر شاہ نے بھی دفاتر میں خواتین کر بھرتی کیا' بعدازاں نور محمد ترہ کئی' حفیظ اللہ امین' اور ببرک کارمل جیسے کے جی بی کے ایجنٹوں کے ذریعے ملک سے اسلامی ثقافت کا جنازہ نکالنے اور لادین کمیونسٹ ثقافت مسلط کرنے کا اعلان کیا گیا۔

لیکن افغانستان کے غیور مسلمانوں نے ان کے خلاف اس منصوبے پر باقاعدگی سے عمل جاری رکھا اور ملک بھر میں مخصوص تعلیم کا سلسلہ شروع کر دیا جس کے نتیجے میں نہ صرف افغانستان کو بلکہ دیگر کمزور ممالک کو بھی اس لادین ثقافت سے نجات ملی' افغان قوم صرف اسلامی شریعت کی روشنی سے اپنی آنکھیں منور کرتی ہے' ان کے کان شریعت کے علاوہ کوئی آواز سننے کو تیار نہیں ہوتے۔

(ضرب مومن ایضاً)

مملکت اسلامیہ افغانستان میں بت پرستی کے مراکز اور بتوں کی تباہی و بربادی پر جس طرح افغان علماء کرام نے فرحت' سرور اور خوشی محسوس کی اور کلمات تشکر ادا کئے' اس سے کہیں زیادہ پاکستانی علماء کرام' مشائخ عظام اور بزرگان نے ان عظیم تاریخ اور ناقابل فراموش کارنامے کو سراہتے ہوئے مملکت اسلامیہ کے دوام اور امیر المومنین کی درازی عمر کی دعاء کی۔

پاکستان میں طالبان تحریک کے سب سے بڑے مؤید اور ملت اسلامیہ کے بہی خواہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی نے کہا کہ افغانستان میں موجود تمام چھوٹے بڑے بت اور مجسمے توڑنے پر حضرت امیر المومنین' امارت اسلامیہ کے علماء و مفتیان کرام اور طالبان خصوصی مبارک باد کے مستحق ہیں' مجھے طالبان کے اس اقدام سے بے حد خوشی ہوئی اور میں ان کے لئے دل سے دعائیں کرتا ہوں' دنیا حضرت امیر المومنین کی اس جراتمندی سے سبق حاصل کرے۔

اسی طرح دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ

صاحب' جامعہ فاروقیہ کراچی کے شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب' قائد جمعیت علماء اسلام حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب' قائد جیش محمد حضرت مولانا مسعود اظہر صاحب' دار العلوم حقانیہ کے سربراہ مولانا سمیع الحق صاحب' شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب' حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان صاحب' مولانا حافظ حسین احمد صاحب اور جامعہ نعیمیہ لاہور کے مولانا سرفراز نعیمی صاحب سمیت پاکستان بھر کے علماء اور مشائخ نے طالبان کی بت شکنی کو اسلام کے عین مطابق قرار دیا ہے۔

دنیا بھر کے مسلمانوں نے اس عظیم کا نامے کو بہ نظر تحسین دیکھا' لیکن بھارتی نژاد عالم دین مولانا وحید الدین خان' پاکستانی عالم مولانا پرفیسر طاہر القادری' نام نہاد اسلامی سکالر جاوید احمد غامدی ک بیانات سے ایسا لگ رہا تھا کہ ان کے منہ میں بھارت' ایران' یونیسکو اور دیگر بعض ممالک نے کچھ الفاظ رکھ دیئے ہیں' جو بار بار مجالس میں اور اخبارات میں دہرائے جاتے رہے۔ جب کہ عرب کے بعض علماء طالبان کو بت شکنی سے روکنے کے لیے افغانستان گئے' لیکن طالبان کی جرات ایمانی سے لبریز گفتگوسن کو انہیں اپنے دلائل کے ہتھیار پھینکنے اور طالبان کے سامنے گھٹنے ٹیکتے ہی بنی' بعد میں انہوں نے اس چیز کا اعتراف بھی کیا۔

طالبان کو بت شکنی سے روکنے کے لئے بھارت نے آسمان پر اٹھائے رکھا' یونیسکو نے ادھم مچائے رکھا' اقوام متحدہ امریکی دباؤ پہ بت شکنی سے طالبان کو روکتی رہی' پاکستانی اثر ورسوخ استعمال کرنے کی ناتمام کوششیں کی گئیں۔ ایران سمیت بعض ممالک نے بتوں کو خریدنے کی پیش کش کی، یہاں تک کہ بعض ممالک نے شکستہ ملبہ خریدنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ مگر بت شکن طالبان نے بت فروش کا دھبہ لگنا اپنے لئے برداشت نہ کیا۔

(بت شکن: مولانا محمود الرشید حدوٹی)

افغانستان پر امریکی حملے کے بعد
امیر المومنین کا خطاب

7 اکتوبر 2001ء کو جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو ایسے نازک موقع پر وہاں کے امیر المومنین ملا عمر مجاہد حفظہ اللہ نے اپنی قوم سے ہ تاریخی، ولولہ انگیز، ایمان پرور اور مجاہدانہ خطاب کیا تھا۔

نحمد و نصلی علی رسوله الکریم، اما بعدا فاعوذ بالله من الشیطن الرجیمo

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و انتم الاعلون ان کنتم مومنینo

محترم مسلمانوں اور افغانستان کے غیور عوام!

تاریخ میں یہ تیسری جارحیت ہے جو ہم پر مسلط کی جا رہی ہے، بلکہ تھوپی جا رہی ہے۔ آپ سب اس سے باخبر ہیں کہ کیا انگریزوں کا کوئی حق تھا کہ وہ افغانستان پر حملہ کرتے؟ اس وقت تو اسامہ نہیں تھا۔ روسیوں کا کوئی حق تھا کہ وہ افغانستان پر جارحیت کا ارتکاب کرتے یا یہاں قبضہ کرنے کی کوشش کرتے؟ اس وقت تو اسامہ نہیں تھا۔ اب یہ تیسری جارحیت ہے، جو ہم پر مسلط کی جا رہی ہے۔

آپ سب کو معلوم ہے کہ اس کی وجہ اسامہ نہیں ہے۔ یہ اسلام کے ساتھ ضد اور عناد ہے جو ان لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ امریکہ میں جو واقعہ ہوا ہے، ہر شخص اس سے باخبر ہے کہ اس طرح کا واقعہ، ایسے منظم انداز کا واقعہ، ایک مہاجر و بے سروسامان اور وسائل سے محروم شخص کے بس میں نہیں ہے۔ اس کا کوئی امکان ہی نہیں ہے۔ یہ جو بھی ہیں اور جو کوئی بھی ایسے کام کرتے ہیں وہ ان کو اچھی طرح معلوم ہیں، لیکن ان پر یہ لوگ ہاتھ نہیں ڈالتے۔ یہ صرف اس موضوع پر بحث کرتے ہیں کہ افغانستان میں حقیقی مسلمان ہیں اور حقیقی اسلام ہے۔ یہاں واقعی ایک دین کی آواز بلند ہوتی ہے۔ اسے یہ خطرے کی گھنٹی قرار دیتے ہیں اور اس خطرے کی طرف یہ لوگ متوجہ ہیں۔ لہٰذا آپ سب اس بات کو سمجھیں کہ موجودہ بحران سے نکلنے کا ذریعہ صرف اور صرف اپنے خدا پر اعتماد اور صبر و استقامت ہے۔ کامیابی کا واحد ذریعہ صرف یہی چیزیں ہیں۔

امریکہ کروز میزائل برسائے گا یا بمباری کرے گا یا حملہ کرے گا، وہ جو کچھ بھی کرے ہمارے اور آپ کے سامنے ہے اور بے غیرتی اختیار کرنے سے یہ خطرہ ہمارے اور آپ کے سروں سے ٹلنے والا نہیں ہے۔ امریکہ اگر کوئی کارروائی کرتا ہے اور خدائے جل جلالہ نے ارادہ کیا ہو کہ ایسا ہو تو پھر یہ ہمارے سروں سے ٹل نہیں سکتا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے اسلام کو دیکھیں، اپنی غیرت کو دیکھیں۔ ان چیزوں کے بارے میں کسی مسلمان کو ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔ ہم مر جائیں یا زندہ رہیں، ہمیں اسلام اور غیرت کا دامن تھامے

رکھنا چاہیے۔ موت ناگزیر ہے۔ جو کوئی مرجاتا ہے، اپنا ایمان اور اسلام محفوظ کر لیتا ہے، اپنی غیرت محفوظ کر لیتا ہے، تو اس سے بڑھ کر بادشاہی کیا ہوگی؟ اس سے بڑھ کر کامیابی کیا ہوگی؟ موت تو ویسے بھی ہر ایک کو دیکھتی ہے، آج یا کل۔ تو کیا یہ اچھا ہے کہ بے ایمانی اور بے غیرتی پر موت آئے، یا یہ کہ اسلام پر غیرت کرنے اور اسلام کے ناموس کی حفاظت کرنے کی حالت میں آئے؟ کسی کو اپنی موت سے فرار ممکن نہیں۔ لہٰذا سب لوگ ان خطرات کو دماغوں سے نکال دیں۔ خود کو ثابت قدم رکھیں۔ صبر کریں۔ اپنے اللہ پر اعتماد اور اعتقاد رکھیں، تو میں نہیں سمجھتا کہ ہمیں کوئی ضرر پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں۔

و انتم الاعلون ان کنتم مومنینo ''اور تم ہی سربلند ہو اگر تم مومن ہو۔''

اللہ تعالیٰ کی بات زیادہ قابل اعتماد ہے یا امریکہ کی دھمکی؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ بلند رہیں گے، غالب رہیں گے، اگر آپ مومن ہیں۔ ایمان یہ نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنی زبان سے کہہ دے کہ ''میں مومن ہوں'' ایمان تو یہ ہے کہ جب خدا کی طرف سے امتحان ہو، اس وقت ایمان کا پتہ چلتا ہے کہ کفر کے مقابلے میں امریکہ کی دھمکی کے مقابلے میں آپ کیا کرتے ہیں اور کیا کہتے ہیں؟ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا ایمان کہاں ہے؟ آپ کی غیرت کہاں ہے؟ خدا جل جلالہ آپ کو آزماتا ہے، خدا تعالیٰ آپ کا امتحان لے رہا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کے لیے آسان ہے کہ نہ امریکہ کے میزائل ہوں اور نہ بمباری اور نہ کوئی اور چیز ہوگی، کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اگر اللہ چاہے تو جو واقع ہونا ہو وہ ہو جائے گا کیا ہم سے پہلے والے لوگوں کے ساتھ ایسا نہیں ہوا؟ انگریزوں اور روسیوں نے ہمارے کئی ملین انسانوں کو شہید کیا، لیکن خدا نے انہیں دفع کر دیا۔ اسی قربانی کے باعث خدا نے دفع کیا اگر آپ قربانی نہ دیں اور اپنے اسلام اور ایمان پر غیرت نہ کریں تو آپ دیگر ممالک کو دیکھ لیں کہ ان کے ایمان کو ان سے چھین لیا گیا ہے، غیرت بھی چھین لی گئی ہے اور ہر چیز ان سے کفار لے گئے ہیں۔ کیا ہم اور آپ بھی ان جیسے ہو جائیں؟

تاریخ میں دو جارح طاقتیں افغانوں کے ہاتھوں تحلیل ہوئیں، دربدر ہوئیں۔ ٹکڑے ٹکڑے ہوئیں۔ افغانستان وہی افغانستان ہے۔ وہی اس کا نام ہے۔ وہی غیرت

ہے۔ وہی اس کا اسلام ہے۔ وہی اس کا ایمان ہے۔ اس وقت کیا ہوا تھا؟ یہ بھی تو اسی طرح کا ایک واقعہ ہوگا، ہو جائے۔ لوگ مریں گے، مرجائیں، اپنے اسلام، ایمان اور اپنی غیرت کے ساتھ تو مریں گے۔ یہ کیا بات ہوئی کہ ہم ایمان سے بھی ہاتھ دھولیں۔ غیرت کو بھی خیر باد کہہ دیں اور مر بھی جائیں۔ یہ کیسی سوچ آپ نے دل میں پال لی ہے۔ کوئی شخص ایسی تشویش نہ کرے، بلکہ ہر مسلمان اس طرح کے اقدام کے مقابلہ میں جہاد کے لیے تیار رہے۔ اس بات کے لیے تیار رہے کہ اگر میری ضرورت پڑی تو میں اپنی جان اسلام پر قربان کروں گا۔ اپنے ایمان پر جان قربان کروں گا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے کلمہ پر جان قربان کروں گا۔ آپ صرف یہ نیت کر لیں۔ پھر یہ فتنہ ہو یا کوئی اور مصیبت، کوئی بھی اور ماضی قریب کے ان لوگوں کو دیکھے جو آپ کے آس پاس چل پھر رہے ہیں۔ لنگڑوں اور اپاہجوں نے کس طرح بہادری دکھائی ہے؟ کس طرح انہوں نے روسی جارح کو زمین پر دے مارا ہے۔ پوری دنیا میں اس کو تحلیل کر دیا۔ آپ دیکھتے نہیں کہ وہ مجاہدین کیسے زندہ پھر رہے ہیں؟ تو یہ امریکہ کا حملہ بھی اسی طرح کا ایک اقدام ہوگا اور یہ بھی اسی طرح کا ایک معاملہ ہوگا، اگر خدا کا ارادہ ہوا ہو۔ لہٰذا آپ کم ہمتی نہ دکھائیں۔ ایسی تشویش نہ کریں جس کی ملامت طالبان یا اسامہ پر یا کسی اور پر پڑتی ہو۔ قسم ہے خدا کی وحدانیت کی کہ اگر ہم اسامہ کو فوری طور پر انہیں دے دیں تو پھر بھی یہی حال ہوگا۔ یہی دھمکیاں ہوں گی۔ ہم سے پھر بھی کہا جائے گا کہ کیوں ایسا کیا ہے؟ کیوں ایسا کیا ہے؟ یہ کام ایسا کرو، یہ ایسا کرو۔ یہ بھی ایسا کرو تو اس وقت آپ کی کیا حالت ہوگی؟ تب آپ کے ایمان کا کیا حال ہوگا؟ آپ کی غیرت کہاں جائے گی؟ آپ کے اسلام کا کیا بنے گا؟

اسامہ یہ کام کر سکتا ہے، نہ اس نے یہ کام لیا ہے، نہ اس کا امکان ہے کہ وہ یہاں سے وہاں تک ایک منظم نیٹ ورک بنائے۔ پھر وہ کامیاب بھی ہو جائے۔ یہ صورت خارج از امکان ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ یہ میزائل نہیں ہیں جو اسامہ نے داغے ہیں۔ یہ ایسا کام ہوا ہے جس کے لیے لوگوں نے سر کی بازی لگائی ہے۔ سر کی قربانی کوئی اسامہ کے لیے نہیں دے سکتا اور نہ کوئی دیتا ہے۔ نہ کوئی اسامہ کی خاطر اپنی جان کو موت کے منہ میں ڈالتا ہے اور اسامہ کے نام پر لوگوں کو ہلاک کرتا ہے۔ جو کوئی جان کی قربانی دیتا ہے وہ اپنے لیے

الگ غرض رکھتا ہے۔ وہ اپنا ایک مقصد رکھتا ہے۔ وہ نہ امریکہ سے ڈرتا ہے اور نہ کسی اور سے ڈرتا ہے۔ جو اپنی جان قربان کرتا ہے، اسے اس کی ضرورت نہیں کہ اسامہ مجھے پسند ہے یا ناپسند۔ اسامہ نے مجھے حکم دیا ہے یا نہیں؟ یہ بات خارج از امکان ہے۔ یہ سب کچھ صرف اور صرف تیسری جارح طاقت کا منصوبہ ہے، جو دنیا پر مسلط کیا جا رہا ہے۔ یہ لوگ ہمارے خلاف دنیا کو ورغلاتے ہیں۔ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ جو بے ایمان ہیں وہ ان کے حلیف بنتے جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ شریک ہوتے جاتے ہیں۔ خواہ وہ ایک دوسرے سے بدظنی رکھتے ہوں یا آپس میں دشمن ہوں۔

اس لیے موجودہ حالات میں ہر مسلمان کو اس کا ایمان اور اس کی غیرت للکارتی ہے کہ ہر گھڑی ثابت قدم رہے۔ اگر ایمان اور غیرت نہ ہو تو مسلمان ہمیشہ خوف زدہ ہوں گے اور پھر ان کا احترام روئے زمین پر نہ ہوگا۔ چنانچہ وہ آخر کار مریں گے بھی لیکن بے ایمانی اور بے غیرتی کی حالت میں مریں گے۔

ملا عمر کا 'جہاد' کا نیا اعلان

افغانستان میں طالبان کے امیر المومنین ملا محمد عمر سے منسوب ایک بیان اخبارات کے دفتر میں فیکس کیا گیا ہے جس میں انہوں نے افغانستان میں موجود 'غیر ملکیوں' کے خلاف جہاد کا اعلان کرتے ہوئے افغان عوام سے تعاون کی اپیل کی ہے۔ افغانستان کے امور کے لئے بی بی سی کے نامہ نگار رحیم اللہ یوسف زئی نے بتایا کہ ملا عمر سے منسوخ یہ بیان ان کے ترجمان حامد آغا کے حوالے سے اخباروں میں پہنچا ہے۔ پشتو زبان میں لکھے ہوئے اس بیان میں گزشتہ عید کی طرح اس دفعہ بھی مسلمانوں کو عید الاضحیٰ کی مبارکباد دی گئی ہے اور انہیں یاد دلایا گیا ہے کہ یہ قربانی کا مہینہ ہے۔ ملا عمر کے مبینہ بیان میں لکھا گیا ہے کہ افغانستان میں اس وقت غیر ملکی قبضہ ہے جس کے خلاف طالبان جہاد کا اعلان کر چکے ہیں۔ بیان میں افغان عوام سے تعاون کی اپیل کی گئی ہے۔ ملا عمر کے مطابق امریکہ نے

افغانستان کی بہتری کے لئے جو ایجنڈ مقرر کیا تھا اور جو وعدے کئے تھے وہ پورے نہیں ہوئے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ افغانستان میں امن قائم نہیں ہوسکتا، پوست کی کاشت رکھنے کی بجائے بڑھ گئی ہے اور منشیات کے کاروبار میں اضافہ ہوگیا ہے۔ بیان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ افغانستان میں شرعی نظام بھی نافذ نہیں ہوسکا۔

ملا عمر سے منسوب اس بیان کے مطابق طالبان نے دو برس تک امریکی فوجی طاقت کا مقابلہ کیا۔ انہوں نے غیر ملکی قبضے کے خلاف ہتھیار اٹھائے ہیں اور یہ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک طالبان غیر ملکیوں کو افغانستان سے باہر نہیں نکال دیتے۔ رحیم اللہ یوسف زئی کا خیال ہے کہ ملا عمر کے اس بیان سے جس میں انہوں نے جہاد کا اعلان کیا ہے، دراصل امریکی فوجیوں کے خلاف حملوں کی اپیل ہے۔ انہوں نے کہا کہ درحقیقت طالبان نے امریکہ کو ایک بار پھر چیلنج کیا ہے۔ رحیم اللہ کے خیال میں امریکہ موسم بہار میں افغانستان میں جس فوجی کارروائی کی منصوبہ بندی کر رہا تھا اب وہ ضرور ہوگی۔

ملا عمر کو معافی کی پیشکش

افغانستان کے مصالحتی کمیشن نے ملا عمر اور گلبدین حکمت یار سمیت تمام جنگجوؤں کو معافی کی پیشکش کی ہے۔ افغانستان مصالحتی کمیشن کے سربراہ صبغت اللہ مجددی نے اعلان کیا ہے کہ افغانستان کے تمام ایسے جنگجو جو افغانستان کے موجودہ آئین کو تسلیم کرتے ہوئے ہتھیار پھینک دیں تو ان کو معافی مل سکتی ہے۔ صبغت اللہ مجددی نے کہا کہ یہ معافی طالبان لیڈر ملا عمر اور گلبدین حکمت یار سمیت تمام بڑے جنگجوؤں کو حاصل ہے بشرطیکہ وہ موجودہ حکومت کو جائز تسلیم کریں اور اپنے آپ کو افغانستان کے آئین کے تحت تصور کریں۔

صبغت اللہ مجددی نے کابل میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس معافی کا مقصد افغانستان میں امن بحال کرنا ہے۔ افغانستان میں امریکی فوج کے ترجمان کرنل جیمز یونٹس نے کہا ہے کہ وہ صبغت اللہ مجددی کی تجویز پر غور کر رہے ہیں لیکن

بظاہر ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے اپنی حدود سے تجاوز کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کا مئوقف ہے کہ ایسے لوگ جو مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث ہوں وہ اپنے اعمال کے خود ذمہ دار ہیں۔صبغت اللہ مجددی نے کہا کہ ان کا کمیشن آزاد ہے اور انہوں نے یہ معافی کی پیشکش افغانستان میں امن بحال کرنے کے لیے کی ہے۔ انہوں نے کہا ان کا ملا عمر اور گلبدین حکمت یار سے کوئی رابطہ نہیں ہے

☆ ☆ ☆

''اسامہ اور ملا عمر زندہ ہیں''

طالبان کے ایک اعلیٰ رہنما نے ایک ٹی وہ انٹرویو میں دعویٰ کیا ہے کہ اسامہ بن لادن اور ملا عمر زندہ ہیں اور خیر و عافیت سے ہیں۔ طالبان کے رہنما ملا اختر عثمانی نے پاکستان کے ایک نجی ٹیلی وژن کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ وہ ملا عمر سے رابطے میں ہیں اور ان سے احکامات وصول کرتے رہتے ہیں۔ اسامہ بن لادن افغانستان پر حملے کے بعد سے روپوش ہیں۔ تاہم ملا اختر عثمانی کی طرف سے کیے گئے دعووں کی آزاد ذرائع سے تصدیق نہیں ہوسکتی۔

ملا اختر عثمانی کے دعوے سے ایک دن قبل پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف نے آسٹریلیا میں اپنے دورے کے دوران بیان دیا تھا کہ اسامہ بن لادن زندہ ہے۔ انہوں نے اپنے بیان میں کہا تھا کہ اسامہ بن لادن کے بارے میں ان کی معلومات

پاکستان میں القاعدہ کے گرفتار ہونے والے ارکان سے تفتیش کے دوران حاصل کیے گئے بیانات پر مبنی ہے۔

ملا اختر عثمانی نے کہا کہ طالبان پورے افغانستان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ کسی صوبے میں کم اور کسی میں زیادہ ہو سکتے ہیں لیکن دن بدن ان کی حمایت اور تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ملا اختر عثمانی جنہوں نے انٹرویو کے دوران اپنا چہرہ نقاب میں چھپایا ہوا تھا کہا کہ اور وہ اپنے بارے میں کوئی بات بتانے کے لئے تیار نہیں تھے۔ انہوں نے کہا کہ طالبان کمان ابھی تک ملا عمر کے ہاتھ میں ہے۔ ملا عمر ابھی تک طالبان کے کمانڈر ہیں اور احکامات جاری کر رہے ہیں۔

☆ ☆ ☆

شہریوں کو نشانہ نہ بنائیں

امیر المومنین ملا عمر نے طالبان سے کہا ہے کہ وہ بیرونی دشمنوں کے خلاف جنگ میں عام شہریوں کو نشانہ نہ بنائیں اور اپنی صفوں میں اتحاد برقرار رکھیں۔ ملا عمر نے یہ پیغام ایک آڈیو ٹیپ کے ذریعے دیا۔ انہوں نے کہا کہ 'میں تمام طالبان سے کہتا ہوں کہ وہ عام لوگوں پر رحم کریں اور کسی کو تنگ نہ کریں اور اپنی صفوں میں اتحاد قائم کریں'۔ اس پیغام میں ملا عمر نے افغان علماء پر بھی زور دیا کہ وہ دشمن کو پہچانیں اور پروپیگنڈا سے متاثر نہ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ 'مجاہدین افغان علماء کی روحانی اولاد ہیں'۔ 2001 میں طالبان حکومت کے خاتمے کے بعد پہلا موقع تھا کہ طالبان نے ملا عمر کی آواز میں کوئی بیان جاری کیا ہے۔ اس بیان کے جاری ہونے کے بعد طالبان کے ترجمان مفتی لطیف اللہ حکیمی نے ٹیلیفون کے ذریعے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ 'ہم نے کنڑ سے غزنی اور غزنی سے بلخ تک

دوچودہ رکنی فوجی کونسلیں تشکیل دے دی ہے۔ یہ کونسلیں مجاہدین سپریم کونسل سے رابطے میں رہیں گی۔ طالبان لیڈر ملاعمر افغانستان میں اتحادی افواج کو سب سے زیادہ مطلوب افراد میں سے ایک ہیں۔

☆ ☆ ☆

امریکی حملوں سے تشدد میں اضافہ ہوگا

طالبان رہنما ملامحمد عمر نے دھمکی دی ہے کہ آئندہ مہینوں کے دوران افغان تشدد میں حیرت انگیز اضافہ ہوگا۔ ملاعمر کا یہ پیغام ایک ویب سائٹ کے ذریعے جاری کیا گیا ہے۔ اس پیغام میں یہ دھمکی بھی دی گئی ہے کہ افغانستان کے موجودہ صدر کو اسلامی عدالت کے سامنے پیش کیا جائے گا جس کے 'انصاف کا سب کو علم ہے'۔ ملاعمر نے چند ماہ قبل کہا تھا کہ حامد کرزئی کا کنٹرول صرف دارالحکومت کابل تک ہے۔ ملاعمر نے اقوام متحدہ اور نیٹو کی مذمت کرتے ہوئے اپنے حمائتیوں پر زور دیا ہے کہ وہ متحد رہیں چاہے وہ کسی بھی مدرسے تعلق رکھتے ہوں۔ 2001 میں امریکی حملے کے بعد افغانستان میں طالبان حکومت کے خاتمے کے بعد سے ملاعمر کے ٹھکانے کا کسی کو علم نہیں تاہم بعض ذرائع کا کہنا ہے کہ وہ افغانستان میں ہیں یا پاکستان میں۔ اس وقت افغانستان میں نیٹو افواج کو جنوب اور مشرقی

افغانستان میں بڑھتی ہوئی مزاحمت کا سامنا ہے۔ ویب سائٹ پر یہ پیغام اسلامی مہینے رمضان کے خاتمے اور عیدالفطر کے سلسلے میں جاری کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں بی بی سی سے اردو کے انوارالحسن سے بات کرتے ہوئے صحافی اور تجزیہ کار رحیم اللہ یوسف زئی نے کہا کہ 'اس پیغام کا ایک مقصد تو افغان عوام پر پنی موجودگی ثابت کرنا ہے اور دوسری طرف ان لوگوں کا حوصلہ بندھانا ہے جو افغانستان میں جنگ لڑرہے ہیں یا اپنے تئیں جہاد کررہے ہیں'۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ اعلان اس وقت آیا ہے جب نیٹو کمانڈر یہ توقع کررہے ہونگے کہ سردیوں میں طالبان حملے کم ہوجائیں گے اور اس دوران تعمیر نو کے کام کر کے افغان عوام کی حمایت صاحل کرنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔ رحیم اللہ یوسف زئی نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ سردیوں کی وجہ سے حملوں میں کمی آنے امکان کم ہے کیونکہ خاص طور پر ہلمند، ارزگان، قندھار اور زابل میں جہاں طالبان کی حمایت زیادہ ہے، سردی قدرے کم پڑتی ہے کیونکہ کابل اور شمالی علاقوں کے مقابلے میں یہ علاقے میدانی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ سردیوں کے دوران بھی ان علاقوں میں حملے کم نہیں ہونے تھے۔

ملاعمر سے منسوب ایک آڈیو پیغام میں کہا گیا ہے کہ افغانستان کا مسئلہ ملک میں بیرونی طاقتوں کی موجودگی اور ان کے نظریات کو تھوپنے سے حل نہیں ہوگا۔ پیغام میں انہوں نے افغان حکومت کو خبردار کیا ہے کہ اگر ان پر دباؤ ڈالا گیا تو طالبان حکومتی نظام کو تہس نہس کردیں گے۔ میڈیا کو ای میل کے ذریعے جاری کردہ آڈیو ٹیپ میں ملاعمر نے مسئلہ افغانستان اور اپنی عسکری کارروائیوں پر بات کی ہے۔ ایک منٹ اٹھائیں سیکنڈ پر مشتمل تقریر پشتو میں کی گئی ہے پیغام میں افغان صدر حامد کرزئی کا نام لیئے بغیر انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے کہ دارالحکومت کابل طالبان کے ہاتھ سے نکل جانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ کمزور ہوگئے ہیں۔ ملاعمر سے منسوب اس پیغام میں کہا گیا ہے کہ پہاڑوں پر ان کا کنٹرول ہے۔ آڈیو ٹیپ میں حامد کرزئی کو یاد دلایا ہے کہ بیرونی عسکری قوت سے وہ دیر تک حکومت نہیں چلا سکتے۔ آڈیو ٹیپ میں بولنے کے انداز سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ کسی

مجمع سے تقریر کی ہے۔ایک سال قبل بھی ملاعمر سے منسوب ٹیپ میڈیا کو جاری ہوئی تھی جس میں انہوں نے افغانستان میں اتحادی افواج کے خلاف جنگ جاری رکھنے کا اعلان کیا تھا۔ ملاعمر سے منسوب ٹیپ ایسے وقت میں میڈیا کے سامنے آیا ہے جب افغانستان کے جنوبی علاقوں میں اتحادی افواج نے طالبان کے خلاف کارروائیاں تیز کردی ہیں۔

حکومتی دعوے کے مطابق سینکڑوں طالبان ان حملوں میں شہید ہوئے جو کہ صرف اور صرف میڈیا پر اپنی دھاک بٹھانے کا ایک شوق ہے جو کہ آئے روز اخبار کی شہ سرخی میں بھی آتا رہتا ہے لیکن طالبان سینکڑوں کی تعداد میں شہید ہونے کے بعد بھی مزاحمت میں کمی کی بجائے اضافہ آیا ہے۔ جو کہ ایک تشنہ طلب بات ہے۔

☆ ☆ ☆

ملاعمر کے سر کی قیمت

بہت سے تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ اسامہ کے افغانستان اور پاکستان کی سرحد کے درمیان واقع پہاڑی سلسلے میں چھپے ہوئے کا قوی امکان موجود ہے۔ رائٹر کا کہنا ہے کہ اس نے محمد حنیف نامی شخص کے ذریعے ملاعمر سے سوالات پوچھے تھے جس کا جواب انہوں نے تحریری طور پر اس شخص کو دیا۔ اس سے قبل ملاعمر نے اپنے ایک نشری پیغام میں پاک افغان رہنماؤں پر مشتمل قبائلی جرگہ کے قیام کی تجویز کو ایک' چال' قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا تھا۔ عیدالاضحیٰ سے قبل جاری ہونے والے اس پیغام میں ان کا کہنا تھا کہ دشمن شرمندہ اور بے عزت ہو کر اس خطے سے نکلے گا۔ افغانستان میں نومبر 2001 میں طالبان حکومت کے خاتمے کے بعد سے ملاعمر روپوش ہیں اور ان کے سر کی قیمت دس ملین امریکی ڈالر مقرر کی گئی ہے۔ امیرالمومنین نے کرزئی کی پیشکش ٹھکرادی افغانستان کے صدر حامد کرزئی نے حکومت

اور طالبان کے درمیان مصالحت کی غرض سے طالبان رہنما ملا محمد عمر پیشکش کی ہے کہ وہ ان سے رابطہ کریں۔ تاہم حامد کرزئی نے خبررساں ادارے اے پی کو بتایا کہ انہیں یہ توقع نہیں ہے کہ ملاعمر اپنی روپوشی ختم کر کے سامنے آئیں گے۔ انہوں نے کہا' اگر ملاعمر سامنے آنا چاہیں تو انہیں ہم سے رابطے میں رہنا چاہیے۔ ہم دیکھیں گے کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔' افغان صدر نے ملاعمر سے بات چیت کی پیشکش تو کی ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ طالبان کے سربراہ کو اپنے اعمال کے لیے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ حامد کرزئی نے یہ بھی کہا کہ طالبان کے وہ لوگ جو افغان حکومت کے ساتھ بات چیت میں شریک ہونا چاہتے ہیں انہیں خوش آمدید کہا جائے گا۔ گزشتہ سال مئی میں طالبان کے ایک توجمان نے کہا تھا کہ ملا عمر معافی کی کسی بھی پیشکش کو مسترد کردیں گے۔ اس زمانے میں ایک مصالحتی کمیٹی نے اس قسم کی ایک پیشکش کی تھی جس کے جواب میں ملاعمر کے ترجمان کا ردِعمل سامنے آیا تھا۔

افغانستان کے صدر نے کہا کہ بیرونی مافیا کے گروہ مقامی مسلح انتہا پسندوں کے ساتھ مل کر ملک میں منشیات کی پیداوار کر رہے ہیں۔ حامد کرزئی نے کہا کہ یہ افراد مقامی کاشت کاروں کو ڈرا دھمکا کر افیون کی کاشت پر مجبور کر رہے ہیں۔' ہمارے پاس اس طرح کی خبریں ہیں کہ کئی مسلمان ممالک سمیت دنیا کے کئی دیگر ملکوں سے ڈرگ مافیا کے لوگ یہاں آ رہے ہیں اور یہاں کے لوگوں کو افیون کی کاشت پر مجبور کر رہے ہیں۔ تاہم ہمیں ہر محاذ پر اس کا مقابلہ کرنا ہے۔ افغانستان کو منشیات کا مقابلہ کرنا ہے ورنہ ہم ایک آزاد قومی ریاست کے طور پر زندہ نہیں رہ سکیں گے۔

حامد کرزئی کے اس بیان کے بعد آپ کو اس کی صداقت بتائے چلتے ہیں کہ افغانستان میں پوست کی کاشت میں وہ وارلارڈز' جنگو سردار' ملوث ہے جن کو کرزئی اور امریکہ کی آشیرباد حاصل ہے۔ انھی سرداروں کو طالبان کے دور میں مخالفت کرنے پر ملک بدر ہونا پڑا اور اب جبکہ کابل میں چند گواہوں کی حکومت ہے تو ان کے بل بوتے پر وہ ڈرگ مافیا کا کاروبار بام عروج پر ہے۔ اقوامِ متحدہ کے ایک تازہ سروے کے مطابق جو 26 ستمبر

2007ءکو وائس آف امریکہ کی طرف سے نشر ہوا بتایا گیا کہ افغانستان میں پوست کی کاشت پوری دنیا کے لحاظ سے 90 فیصد ہے جبکہ باقی 10 فیصد پوری دنیا کے مما لک کے حصے میں آ تا ہے۔آپ خود اندازہ لگائیں کہ وہ پوست جس کی فصل طالبان کے دور میں نظر نہیں آتی تھی اب امریکہ کی موجودگی میں وہ پوری دنیا کے ڈرگ مافیا کی ضرورت پوری کر رہی ہے۔اور یہ کہنا بجا ہو گا کہ اس ڈرگ مافیا کا سرغنہ اور ''حامد کرزئی'' ہے نہ کہ طالبان۔

☆ ☆ ☆

ملا عمر مجاہد کا ایمان افروز انٹرویو

عربی کی ایک ویب سائٹ پر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کا انٹرویو نشر ہوا۔اس میں حضرت امیر المومنین کی گفتگو پس منظر میں عربی ترجمے کے ساتھ سنوائی گئی۔ یہ انٹرویو نامعلوم مقام پر نامعلوم افراد نے لیا ہے اور اس انٹرویو کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس میں طالبان حکومت کے سقوط کے بعد حضرت امیر المومنین کی اصلی آواز سنوائی گئی ہے۔آپ کی گفتگو حسب معمول نپے تلے مختصر اور بامعنی الفاظ پر مشتمل ہے۔اسے پڑھتے وقت کسی صاحب ایمان کا دل درد انگیز کسک محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

میرے محترم دوستو! میں آپ کے سوالات کے جوابات اہمیت کے ساتھ دوں گا، کیونکہ آدمی سائل کے صحیح سوالوں کا جواب دیتا ہی ہے۔اگر سائل کے سوالات منفی سوچ پر مبنی ہوں تو وہ نفی میں جواب دے گا، اگر وہ مثبت جوابات کا خواہاں ہے تو وہ اسے ضرور ملے

گا، لیکن میں آپ سے سوالات و جوابات کی بجائے چند باتیں کروں گا شاید کہ آپ ان باتوں میں اپنے سوالوں کے جواب پالیں گے۔ساتھ ساتھ میری باتیں مسلمانوں کے لیے نصیحت ثابت ہوں گی۔

الحمد للہ! نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتو کل علیہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد:

میرے محترم بھائیو! میں چند مختصر باتوں میں اپنی گزشتہ جدوجہد کا خلاصہ آپ کے سامنے وضاحت سے پیش کروں گا۔اس سے مقصود اپنی کارکردگی اور کارنامہ کا بیان نہیں، یہ سب آپ حضرات کی اطلاع کے لیے ہے۔اگرچہ اصل نصیحت وعبرت قرآن مجید میں ہے اور اس کے لیے ہے جو قرآن مجید میں غور وفکر کرتا ہے۔قرآن مجید سے بڑھ کر وعظ و نصیحت کی کتاب کوئی نہیں۔اس کے ساتھ ساتھ میں وہ کہوں گا جو مجھے معلوم ہے۔بچپن ہی سے حکمت سے مجھے واسطہ پڑا جب میں نے دینی علوم سیکھنے شروع کیے جبکہ میری عمر اس وقت تین سال تھی۔میری تربیت میرے چچاؤں کے ہاتھوں ہوئی۔پھر جب میں اٹھارہ یا انیس سال کی عمر کو پہنچا تو کمیونسٹوں نے انقلاب برپا کر دیا۔پس میں نے بھی جہاد میں حصہ لیا۔جہاد کے دوران مجھے چار مرتبہ زخم آئے۔ایک بار میں افغانستان میں روسی مداخلت سے قبل زخمی ہوا انقلاب کے دوران۔پھر جہاد کے دوران تین زخم آئے۔پھر جب روس افغانستان سے نکل گیا تو ایک بار پھر میں اپنے اسباق کی طرف لوٹا۔اس مدرسہ میں اسباق کا آغاز کیا جسے ہم نے خود جہادی مدرسہ کے طور پر بنایا تھا۔جس کی بنیاد ہم نے جہاد پر رکھی تھی، لیکن روسی شکست کے بعد ملک پر جو حکومت قائم ہوئی۔دنیا جہاں نے ایک طویل مدت تک اس حکومت کا مشاہدہ کیا۔ان مختلف لیڈروں کے داخلی تنازعات کی وجہ سے افغانستان میں نہ کوئی حاکم تھا اور نہ کوئی حکومت۔اس طویل مدت کے دوران لوگوں کی معاشی حالت بگڑتی گئی اور مسلمانوں کو مصیبتوں اور مشقتوں نے آگھیرا۔شہروں میں ظلم وفساد کا دور دورہ چلا، جن لوگوں نے جو مصیبتیں اٹھائیں وہ انہیں کو معلوم ہیں۔پس مجھے فکر ہوئی کہ میں اللہ کے

صالح بندوں کو ڈھونڈوں جو اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، جن کے پاس جہاد کا کچھ جذبہ ہو اور ان کے پاس کچھ اسلامی تعلیمات ہوں، کیونکہ وہی لوگ وہاں پیش آنے والی مصیبتوں کا حل نکال سکیں گے اور اس جدوجہد میں جو مشکلات آئیں انہیں سہار سکیں گے۔ اس ضمن میں میں نے طالب علموں سے اپنی اس سوچ کا ذکر کیا۔ میں نے انہیں واجبات کی پابندی اور سکرات چھوڑنے کے بارے میں تاکید کی اور مسلمانوں کے اوپر ہونے والے مظالم کے خاتمے کی بھی تاکید کی۔ بعض طالب علموں نے میری حمایت کی اور انہوں نے اس بارے میں میرا ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ پھر ہم نے اپنی اس فکر کو عملی جامہ پہنایا، ہم نے اپنی عددی وسامانی قلت کی فکر نہیں کی حتیٰ کہ ہم نے کھانے کے انتظام کی بھی فکر نہیں کی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ کے دین کی نصرت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اپنی قدرت کاملہ سے مدد کریں گے۔ ہمارا اعتماد اور توکل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر تھا۔ پس ہم نے عملی میدان میں قدم رکھا تو نتائج مثبت برآمد ہوئے اور کام یہاں تک آپہنچا۔

افغانستان میں جو کچھ ہو رہا ہے پوری دنیا اس سے باخبر ہے۔ انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ حالات اس سے قبل کیسے تھے اور اب صورتحال کیا ہے؟ دوسرے لوگ اس بات کی تصدیق نہیں کریں گے۔ انہوں نے ہماری اس تحریک کو سیاسی تنظیم کا نام دیا اور کہا کہ ہماری اس تحریک کے پیچھے وہی ہاتھ ہے، ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ اتنی قلیل مدت میں ہم نے اتنی بڑی کامیابیاں حاصل کیں اور اتنے بڑے چیلنج کا سامنا کرنے میں کامیاب ہوئے، حالانکہ حقیقت وہی ہے جو میں کہہ رہا ہوں کہ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے لیے کوئی مشکل اور اس سے ذرا بھی بعید نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص کی مدد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کے لیے اپنے نفس اور اس کی خواہشات کو دبا کر رکھتا ہے۔ پس ہر وہ کام جو ہم نے کیا اور آئندہ کریں گے یہ ہمارے دینی واجبات میں سے ہے۔ بس امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک کی طرف سے یہ گھیراؤ اور حملے کوئی نئی چیز نہیں ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کا بھی گھیراؤ اور حصار کیا گیا جیسا کہ ہمارا گھیراؤ کیا جا رہا ہے۔ ہم اس محاصرے کو ختم کریں گے اور اس کا رخ پھیر دیں گے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ توڑا تھا اور کفار کی فوجوں کا رخ پھیرا تھا۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنے دین پر قائم رہیں اور اپنی تمام ذمہ داریوں کو کامل طور پر ادا کریں جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذمہ لگایا ہے۔ امریکہ اور اہل مغرب جو ہمیں انتہا پسند کہتے ہیں ہم انتہا پسند نہیں ہیں۔ افراط اور تفریط دونوں اسلام میں ناجائز ہے۔ پھر مسلمانوں نے آسمانی ہدایات کی روشنی میں افراط وتفریط کی ایک حد مقرر کی ہے۔ کافر افراط وتفریط کی تحدید کیسے کر سکتا ہے؟ اس چیز کو عقل قبول نہیں کرتی، لیکن یہ دو باتیں ہیں جو وہ اپنی طرف سے کہتے ہیں۔ جسے ہمارے اعمال میں کوئی شک ہو، وہ ہمارے پاس آئے، ہمیں قریب سے دیکھے۔ پھر ہمارے ان اعمال کو کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی رو سے پرکھے۔ اگر ہم کتاب اللہ اور سنت کی مخالفت کرتے ہیں تو ان کا حق بنتا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ دشمنی یا مخالفت کرتے ہیں اور اگر ہم شریعت اسلامیہ کے موافق ہیں تو یہ ہماری راہ ہے ہم اس سے انحراف نہیں کر سکتے۔ اگر ہم نے اپنے اس موقف سے انحراف کیا تو ہم صحیح مسلمان نہیں رہ سکتے۔ صرف نام کے مسلمان رہیں گے، لیکن یہ دور پروپیگنڈے کا دور ہے۔ جس کی ابلاغ عامہ میں دسترس ہو، اسی کو دنیا جانتی ہے اور اسی کی لوگ مانتے ہیں، ہمارے بارے میں بھی لوگوں کی معلومات کا ذریعہ یہی ذرائع ابلاغ ہیں جو ہمارے دشمنوں کے کنٹرول میں ہیں۔ ہمارے پاس ابلاغ عامہ کے وسائل کم اور محدود ہیں۔ ہمارا اعتماد اللہ تعالیٰ کی مدد پر ہے۔

تحریک اسلامی طالبان کی یہ تحریک ایک روحانی تحریک ہے۔ دنیا گواہ ہے کہ تاریخ میں روس اور امریکہ یکا یک موقف پر کبھی اکٹھے اور متحد نہیں ہوئے، خصوصاً افغانستان جیسے ایک چھوٹے سے ملک کے خلاف جنگ میں متحد نہیں ہوئے۔ مگر آج باوجود یکہ ان کے درمیان بڑے بڑے اختلافات ہیں، لیکن وہ افغانستان اور طالبان کے خلاف ایک ہی مورچے میں کھڑے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ طالبان ایک خاص دینی اور روحانی قوت

ہیں جو امریکہ اور روس کو دکھائی دیتی ہے اور وہ باتیں جو وہ ہماری طرف سے مشہور کرتے ہیں وہ محض پروپیگنڈہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اس تحریک کی روحانی اور معنوی طاقت سے ڈرتے ہیں، لیکن ہمارا اعتماد اور توکل اللہ تعالیٰ پر بہت قوی ہے، حتیٰ کہ دنیا قریب سے یہ دیکھ چکی ہے کہ ہم اپنے موقف اور اعتقاد دینی سے کبھی بھی پیچھے نہیں ہٹے ہیں اور ہم آئندہ بھی ان شاء اللہ اپنی اس بات سے انحراف نہیں کریں گے، کیونکہ وہ چیز جس پر ہمارا اعتقاد ہے وہ ہمارا دین ہے۔ ہم اس سے پیچھے نہیں ہٹیں گے، کیونکہ دین سے پیچھے ہٹنا مسلمان کے لیے موت کی مانند ہے۔ مسلمان کے لیے حقیقی موت اپنے دین اور اعتقاد سے پیچھے ہٹنا ہے اور اپنے دین کے احکامات پر عمل ترک کرنا بھی حقیقی موت ہے۔ ظاہری موت کی ہم کوئی پروا نہیں کرتے۔ موت ایسی چیز ہے جسے سب نے چکھنا ہے۔ اگر ہم زندگی اور حیات چاہتے ہیں تو پھر اپنے دین کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیے۔ اصل حیات اور زندگی یہی ہے۔ اگر ہمارے لیے یہ زندگی میسر نہ ہو تو موت بہتر ہے۔ پس ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح کرے، اپنے دینی امور کی حفاظت کرے اور اپنے رب پر اعتقاد کو مضبوط رکھے۔ یہی وہ چیز ہے جس میں وہ دنیا اور آخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔

میں نے اپنی زندگی خصوصاً بچپن سے ابھی تک کے بارے میں جو کچھ بیان کیا اور جو حالات ابھی چل رہے ہیں یہ وہ باتیں ہیں جن سے ایک مسلمان عبرت حاصل کر سکتا ہے۔ پس جو صحیح سالم مسلمان اور صالح عقیدہ والا ہو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ سب کچھ جو ہوا سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس کی تقدیر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ کوئی اسے عاجز نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور آئندہ کے بارے میں یہی عقیدہ ہونا چاہیے، ہوگا وہی جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے لکھ رکھا ہے اور ہمارے مقدر میں ہے اور امریکہ اور روس کے اختیار میں نہیں کہ وہ اپنی طرف سے کچھ کر سکیں اور نہ ہماری قدرت میں ہے کہ ہم اپنی طرف سے کچھ کریں، بلکہ سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اور اللہ تعالیٰ کی

حکمت کے تحت چل رہے ہیں۔ یہ ہمارا اور امریکہ کا کام نہیں ہے، جس کا تعلق ہماری کامیابی یا ناکامی سے ہو یا جس کے بارے میں ہم امید رکھتے ہیں۔ یہ ایسی بات ہے جسے کافر سمجھ ہی نہیں سکتا جو ایمان نہیں رکھتا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کے اوامر کو سختی سے تھامے جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور کوشش کریں کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہو۔ میری یہ باتیں میرے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے ایک سبق اور نصیحت ہیں۔ ان باتوں کے علاوہ کوئی ایسی بات نہیں جس کا میں ذکر کروں۔

☆ ☆ ☆

امیر المومنین کا انٹرنیٹ پر پہلا انٹرویو

اور 5 جنوری 2007ء کو ملا محمد عمر مجاہد کا پہلا ای میل انٹرویو ساری دنیا نے نیٹ پر دیکھ لیا ہے۔ ملا عمر کہتے ہیں:

''حامد کرزئی حکومت کے ساتھ کسی بھی قسم کے مزاکرات نہیں ہونگے اور قابض افواج کی پسپائی تک جہاں جاری رہے اگا۔ انہوں نے خبردار کیا کہ جنگ میں مزید شدت لائی جائے گی اور قابض افواج کو بھاگنے پر مجبور کر دیا جائے گا۔ انہوں نے قابض افواج سے کہا ہے کہ اگر وہ سلامتی چاہتے ہیں تو فوری طور پر افغانستان سے نکل جائیں اور انہوں نے جو ادارے قائم کئے ہیں انہیں ختم کیا جائے اور جب تک ایسا نہیں کیا جاتا تو جنگ مزید گرم ہو جائے گی۔ یہ ملا عمر کا 2001ء میں طالبان حکومت کے خاتمے کے بعد پہلا ای میل انٹرویو تھا۔ ملا عمر نے پاکستان کی طالبان کے بارے میں اپنائی جانے والی پالیسی کی مذمت

نہ کرتے ہوئے اور محتاط ردعمل میں کہا کہ طالبان تحریک پشتون تحریک نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ القاعدہ اور طالبان کے مقاصد میں کافی فرق ہے القاعدہ کا مقصد جہاد ہے اور طالبان کا مقصد افغانستان سے امریکی فوجیوں کو نکالنے کا عزم ہے۔ انہوں نے کہا کہ طالبان نے کبھی بھی القاعدہ کے ساتھ مستقل تعلق کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ ملاعمر نے واضح کیا کہ طالبان افغانستان اور پاکستان کی منصوبہ بندی سے چلنے والے جرگوں کے خلاف ہیں اور ان جرگوں کا مقصد افغانستان میں تشدد کا خاتمہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ صرف حکومتی عہدیدار اور غداران جرگوں میں شرکت کرتے ہیں۔ طالبان کے ترجمان ڈاکٹر محمد حنیف نے اس انٹرویو کیلئے مدد کی تھی۔ ترجمان نے انٹرویو کے دوران کہا کہ ملاعمر نے خود اخبار کی طرف سے بھیجے گئے سوالات کو پڑھا اور ان پر اپنے ردعمل کا اظہار کیا۔ ملاعمر نے کہا کہ طالبان تحریک اس وقت وجود میں آئی جب افغانستان میں جنگی حالات تھے اور طالبان نے جن علاقوں پر حکومت کی اس پر حکومتی رٹ بھی قائم کی لیکن وہ آج بھی اپنے دشمن شمالی اتحاد کا افغانستان پر مکمل کنٹرول قائم کرلیا ہوتا تو انہوں نے ایک حقیقی حکومت تشکیل دی ہوتی اور ملک میں شریعتی نظام اور اللہ تعالیٰ کے قانون نافذ کر لئے ہوتے لیکن منافقوں اور غیر ملکی دشمنوں کی سازشوں کی وجہ سے انہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور طالبان کے خلاف پابندیاں عائد کی گئیں طالبان مخالف فورسز کو مضبوط کیا گیا اور انہیں مجاہدین کے خلاف لڑنے کے لئے تیار کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر اس طرح کی مشکلات پیدا نہ کی جاتیں رو وہ کامیات ہوجاتے اور آج وہ اعتماد سے یہ بات کہتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے پر امن حکومت قائم کی اس طرح کی حکومت کوئی نہیں کرسکتا تھا اسامہ بن لادن کو افغانستان میں پناہ دینے کا موقف اصولوں پر مبنی تھا جو لوگ اس پناہ کے خلاف بات کرتے تھے ان کے پاس کوئی دلیل یا وجہ نہ تھی اور ان کے پاس اگر ایسا ہوتا تو وہ دھمکیوں کا سہارا نہ لیتے۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے کبھی بھی اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کرنے پر رضامندی ظاہر نہ کی اور اگر کوئی اس طرح کی بات کرتا ہے تو وہ خواب دیکھ رہا ہے۔ اگر ہم نے اسامہ بن

لادن کو امریکہ کے حوالے کرنے پر رضامندی دکھائی ہوتی تو ہمیں اتنی بڑی قربانی نہیں دینی پڑتی۔ بامیان میں بدھا کے مجسموں کو تباہ کرنے سے متعلق سوال پر ملاعمر نے کہا کہ شریعت شریعت ہے لاتعداد مسلمان دوسروں کی تہذیبوں سے متاثر ہورہے ہیں اور اسی وجہ سے وہ اسلام پر قائم رہنا اپنے لئے مشکل سمجھتے ہیں لڑکیوں کے سکول یا تو کم تھے یا ہماری حکومت سے پہلے ان کا کوئی وجود ہی نہیں تھا انہوں نے کہا کہ طالبان خواتین کی تعلیم سے متعلق شریعت کے مطابق ایک سٹریٹجی بنا رہے تھے۔ خودکش بمباری سے متعلق پوچھے گئے سوال پر ملاعمر نے کہا کہ مجاہدین اسلامی فتویٰ حاصل کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ 2001ء میں طالبان حکومت کے خاتمے کے بعد انہوں نے کبھی بھی اسامہ بن لادن کو نہیں دیکھا اور نہ انہوں نے کبھی دیکھنے کی خواہش کی اور میں اسامہ کی صحت اور تندرستی کیلئے دعا گو ہوں۔ ملاعمر نے کہا کہ طالبان نے ابھی تک پاکستان سے کوئی مدد وصول نہیں کی اور نہ ہی کوئی اسے ثابت کرسکتا ہے مغربی میڈیا کا پروپیگنڈا ہمیشہ کسی ثبوت کے بغیر ہوتا ہے جس کا کوئی مطلب نہیں ہوتا اور وہ میڈیا کو جنگی ہتھیار کے طور پر استعمال کررہے ہیں ملاعمر نے کہا کہ طالبان کی لیڈرشپ مزاحمت اور شوریٰ افغانستان میں موجود ہے۔ ملاعمر نے کہا کہ افغانستان عوام ہمارے ساتھ ہیں اور وہ کسی قبائلی یا دیگر وجہ سے نہیں بلکہ قومی اور اسلامی جذبے کے تحت ہمارے ساتھ تعاون کررہے ہیں۔

(این این آئی 5 جنوری 2007ء)

☆ ☆ ☆

افغان متحد ہو جائیں

استعمار سے آزادی حاصل کرنے کی سالگرہ ہم آج ایسی حالت میں منا رہے ہیں جب افغانستان پر ایک مرتبہ پھر انہیں استعماری قوتوں نے جارحیت کا ارتکاب کیا ہے

طالبان اسلامی تحریک کے سربراہ ملا محمد عمر مجاہد نے افغانستان عوام سے اپیل کی ہے کہ 70 سال سے زیادہ عرصہ پہلے انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کے بعد ایک مرتبہ پھر افغانستان عوام ان استعماری قوتوں سے افغانستان کو آزاد کرانے کے لیے متحدہ ہو جائیں، افغانستان پر قابض بین الاقوامی اتحاد میں شامل کئی رکن ممالک پیچھے ہٹ رہے ہیں۔حکومتی کارکن پولیس، ارکان پارلیمنٹ اور انٹیلی جنس اداروں کے اہلکار غیر ملکی قابضین کے خلاف مزاحمت میں شامل ہو جائیں۔افغانستان کے یوم آزادی کے موقع پر افغانستان

میں پشتول زبان میں جاری کیے گئے 2 صفحات پر مشتمل اپنے پیغام میں ملا عمر نے کہا کہ انگریز استعمار سے آزادی حاصل کرنے کی سالگرہ ہم آج ایسی حالت میں منا رہے ہیں جب افغانستان پر ایک مرتبہ پھر انہیں استعماری قوتوں نے جارحیت کا ارتکاب کیا ہے ہمارے گھر تباہ اور بچے یتیم ہو گئے ہیں۔مجاہدین کو بڑی بے رحمی کے ساتھ شہید اور جیلوں میں ڈالا جا رہا ہے۔انہوں نے کہا کہ افغانستان میں ہزاروں جارح فوجی موجود ہیں اور ہماری فضائی حدود جارح طیاروں کے زیر کنٹرول ہیں ۔انہوں نے کہا کہ روزانہ قابض افواج کے ہوائی حملوں کے نتیجہ میں گاؤں، گھر اور دیگر عمارتیں تباہ ہو رہی ہیں اسلام، دین اور ملک کے دشمن آزادی اور ڈیموکریسی کے نام نہاد نعروں کی بنیاد پر طاغوتی اور شیطانی پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے تاکہ افغان ملت کو دوسرے ناموں سے یاد کیا جائے اور ان کی بے اتفاقی سے فائدہ اٹھایا جائے۔

ملا عمر کو مذاکرات کی پیش کش:۔

موجودہ صورت حال میں ملا عمر مجاہد کی پراسرار شخصیت کو تسلیم کرنے کے سوا استعماری قوتوں کے پاس کوئی چارہ نہیں کیونکہ آئے روز بم دھماکوں فدائی حملوں اور زبردست جنگی چالوں کی وجہ سے ناٹو اور امریکی فوج سخت مشکلات میں مبتلا ہے حامد کرزئی کی حکومت دراصل کابل تک محدود رہے یہ حالات صاف طور پر اس اامر کی شہادت سے رے رہی ہیں کہ افغانستان پر آج بھی طالبان کی حکومت ہے۔ماضی کی طرح آج بھی ہر گاؤں ہر صوبہ اور ضلع میں طالبان کا ہی نظام قانون نافذ العمل ہے اور یہ تمام معاملات صرف اور صرف امیر المومنین کی ولولہ انگیز قیادت ہی کی مرہر منت ہے اور اب اس پہلی کو سلجھانے کے لیے اب امریکا سمیت تمام استعماری قوتیں اپنے غلاموں کی زباں میں طالبان کو مزکرات کی دعوت اور اہم عہدے دینے کی شکل میں تسلیم کر رہے ہیں وہ دن دور

نہیں جب افغانستان پر پھر اُس بوریا نشین مُلا محمد عمر مجاہد کی امارت قائم ہو جائے گی اور تمام افغانستان میں ایک بار پھر گھنی ڈاڑھیوں لمبی عباؤں والے طالبان کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ اور امارت اسلامیہ افغانستان کا جھنڈا ہر افغان کے گھر پر نہایت ہی سر بلندی کے ساتھ لہراتا نظر آئے گا یہی وہ علم ہے وہ افغانستان میں امن وآشتی کی فضا قائم کر سکتا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اب کی بار دنیا کے تمام مظلوم مسلمان اسی علم کے سائے تلے جمع ہو کر عالم کفر کا مقابلہ کرنے کے لائق ہو جائیں گے تاریخ ایک بار پھر اپنے آپ کو دہرائے گی اور گمشدہ طالبان ایک بار پھر اس سے بڑھ کر شان سے افغانستان کی سرزمین سے عالم کفر کو دھتکارتے نظر آئیں گے۔

امیر المومنین مُلا محمد عمر مجاہد کی قیادت میں دنیا کے سامنے مُلا محمد عمر مجاہد کے آئندہ پیش آنے والے حالات پر احقر مُلا فقیر اللہ نے اپنی کوشش کی ہے تاکہ قارئین کو آنے والے حالات اور موجودہ حالات افغانستان سے آگاہی حاصل کر سکیں۔ طالبان کے امیر مُلا محمد عمر مجاہد اب بھی افغانستان کے ایک مؤثر حکمران ثابت ہو رہے ہیں کیونکہ افغانستان کے ذرے ذرے پر آج بھی طالبان اُن ہی کے حکم پر مختلف کاروائیاں کر رہے ہیں فدائی حملے ہوں یا غیر ملکیوں کے اغوا یا رہائی کا عمل تمام فیصلے امیر المومنین کے حکم کے تابع ہیں اس حقیقت کو امریکا برطانیہ سمیت کٹھ پتلی افغان صدر حامد کرزئی نے بھی تسلیم کیا حالیہ دونوں میں برطانیہ کی طرف سے یہ بیان منظر عام پر آیا کہ افغانستان میں ہمارے قوانین کسی طور کارگر ثابت نہیں ہو رہے لہٰذا ہمیں چاہے کہ افغانستان میں اسلامی حکومت قائم کریں اور طالبان جو افغانستان کی حقیقی اور واحد قوت ہے سے مذاکرات کریں تاکہ افغانستان کے لوگ اپنے اسلامی مزاج کے مطابق اپنی زندگی گزار سکیں اس حقیقت کو گویا تمام دنیا میں تسلیم کیا گیا ہے مگر کوئی برملا یہ کہتا ہوا پایا گیا ہے کہ طالبان سے مذاکرات کر کے اسلامی حکومت قائم کی جائے اور کوئی دبے الفاظ میں اپنے غلاموں کی زبان میں طالبان کو مذاکرات کی دعوت دیتے نظر آتے ہیں دراصل امریکا اب افغانستان میں تھک چکا ہے اور

اس دلدل سے جان چھڑانا چاہتا ہے جس کا ثبوت امریکا نے اپنے کٹھ پتلی حکمران حامد کرزئی کی زبانی مُلا محمد عمر مجاہد کو مورخہ 29-9-2007 کو علی الاعلان مذاکرات کی دعوت دی افغان صدر حامد کرزئی نے طالبان کو دعوت دی کہ میں مُلا محمد عمر سمیت تمام کو حکومت میں اہم اور من پسند عہدے دینے کو بھی تیار ہوں۔ حامد کرزئی کی زبان میں امریکی صدر بش مُلا محمد عمر مجاہد کو مذاکرات کی دعوت دینا نظر آتا ہے کیونکہ بش اس حقیقت کو جان گیا ہے کہ ہم افغانستان میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے جس کی وجہ پچھلے دنوں کورین یرغمالیوں کی رہائی کا عمل بھی امیر المومنین کے حکم سے عمل میں آیا ہے کورین یرغمالیوں کی رہائی مشروط طور پر عمل میں آئی یرغمالیوں کی رہائی کے عوض کورین نے اپنی فوجوں کو مکمل طور پر افغانستان سے انخلا اور آئندہ افغانستان میں اپنی فوجوں کے نہ داخل کرنے کی شرط من وعن قبول ومنظور کر کے ثابت کر دیا کہ طالبان افغانستان کی جائز اور واحد قوت ہے جس کی حکومت تا حال افغان عوام وسرزمین افغان پر قائم دائم ہے۔ اور آج بھی مُلا محمد عمر مجاہد کے تمام احکامات کو تسلیم اور نافذ کیا جاتا ہے مُلا محمد عمر آج بھی افغانستان کے حکمران ہیں اور اُن کا ہر فیصلہ افغان عوام کو قبول ومنظور ہوتا ہے۔

یہ حقیقت دنیا کی ان تمام استعماری قوتوں پر آشکار ہو چکی ہے کہ طالبان کے بغیر افغانستان میں امن کسی طور قائم نہیں ہو سکتا اور طالبان کا اسلامی نظام ہی افغانستان کی اصل روح ہے اس کے علاوہ کوئی بھی نظام افغانستان کی سرزمین اور عوام کو قبول نہیں اسی وجہ سے استعماری قوتیں آہستہ آہستہ افغانستان سے خود کو سمیٹ رہے ہیں اور آہستہ آہستہ امریکا کو اکیلا چھوڑ کر بھاگنے کی کوششوں میں مصروف ہیں امریکا پر بھی یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح آشکار ہو چکی ہے اسی وجہ سے اپنے کٹھ پتلی افغان صدر حامد کرزئی کی زبان میں طالبان کو مذاکرات کی دعوت دے رہا ہے مگر طالبان کی طرف سے صرف ایک ہی شرط ہے کہ غیر ملکی فوج افغان سرزمین خالی کر دے یہ بھی دراصل امیر المومنین کا فیصلہ ہے جس کو تمام طالبان من وعن تسلیم کر رہے ہیں امیر المومنین کی قیادت میں لڑنے والے طالبان صرف اور صرف

اطاعت امیر پر یقین رکھتے ہیں جس کی وجہ سے طالبان تحریک ایک منظم طریقہ کار کے مطابق روز بروز زور پکڑتی جا رہی ہے۔

سرزمین شہداء میں یتیم غریب بچوں کو

تعلیم، خوراک، دوائی فراہم کیجئے

جن کے والدین اسلامی نظام کی خاطر شہید ہو گئے ان کے بچے آج کس کے رحم و کرم پر ہیں۔ غیور پاکستانی، افغانی و عرب بھائیوں یہ ہم سب کا فرض ہے کہ ان جانثاروں کی اولاد کا خیال رکھیں۔ ان کو زکوٰۃ، عطیات، صدقات کی مد سے تعاون فرمائیں۔

یہ آپ کے لئے بھی اور آپ کے پیاروں کے لئے بھی صدقہ جاریہ رہے گا۔ ان بچوں کے لئے ایک مسجد عمر، دینی مدرسہ اور ایک کلینک زیر تعمیر ہے آپ اس کار خیر میں بھرپور تعاون فرمائیں اگر کسی کو یقین نہیں!

تو آیئے سرزمین شہداء چلئے آپ کو معلوم ہے کہ کفار کے این جی اوز عسائیت کی تعلیم دینے میں مصروف ہے اور بچوں کے ذہنوں کو خراب کرنا چاہتے ہیں لہذا مسلمان بھائیوں دعا کریں کہ کفار کی یہ مزموم سازشیں خاک میں مل جائیں آمین۔ یہ سازشیں اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور مخیر حضرات کے تعاون سے خاک میں مل جائیں گیں اللہ تعالیٰ آپ کی قربانی و تعاون قبول فرمائے۔